وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۱)

(تاریخی عشرۂ مجالس)

بُت شکن اور بُت تراش

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

وہ علیؑ جس نے سرِ اہلِ ستم توڑے ہیں
دوشِ احمدؐ پہ قدم رکھ کے صنم توڑے ہیں

تاریخی عشرۂ مجالس

بُت شکن اور بُت تراش

۱۱ صفر تا ۲۰ صفر ۱۴۲۹ھ......۲۰۰۸ء

امام بارگاہِ جامعہ سبطین، گلشنِ اقبال، کراچی

{انیسِ خطابت}

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

نام کتاب : عشرۂ مجالس بُت شکن اور بُت تراش

مقرّر : علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

اشاعت : (۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء)

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : طارق وحید

قیمت : ۳۰۰ روپے

ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ

فلیٹ نمبر 102، مصطفی آر کیڈ،

سندھی مسلم کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی

کراچی۔ فون: 02134306686

----{ کتاب ملنے کا پتہ }----

مرکزِ علومِ اسلامیہ

فلیٹ نمبر 102، مصطفی آر کیڈ، سندھی مسلم کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی

کراچی۔ فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

پہلی مجلس

آدمؑ سے پہلے آدمؑ

﴾صفحہ نمبر ۳۱ تا ۵۴.....﴿

دوسری مجلس

خلقتِ ارض

﴿......صفحہ نمبر ۵۴ تا ۶۹......﴾

تیسری مجلس

اطاعت اور مودّت

﴿.......صفحہ نمبر ۷۰ تا ۸۹......﴾

چوتھی مجلس

شیطان نما انسان

صفحہ نمبر ٩٠ تا ١١١

پانچویں مجلس

آدمؑ زمین پر

چھٹی مجلس

بُت پرستی

﴿صفحہ نمبر ۱۴۷ تا ۱۷۶......﴾

ساتویں مجلس

حضرت ابراہیمؑ اور نمرود

﴿......صفحہ نمبر ۱۷۷ تا ۲۰۸......﴾

۱۶۔ آستینوں میں بُت رکھنے والوں کے لیئے نماز تازیانۂ عبرت ہے

۱۷۔ جتنے قسم کے آدمی اُتنی قسم کی نمازیں ------------------

۱۸۔ نمرود کا فرمان تھا تیرے گھر میں لڑکیاں ہیں مندر میں بھیج دے۔

۱۹۔ علیؑ رات بھر جاگتے تھے ایک رات سُلا دیا، کیوں؟ --------

۲۰۔ ہندوستان میں چوکیدار سیٹیاں نہیں بجاتا تھا ---------------

۲۱۔ نمرود کے محل میں ہل چل مچ گئی، بُت شکن آرہا ہے ---------

۲۲۔ دنیا کا سب سے بڑا معبد تیار ہورہا تھا ------------------

۲۳۔ معبد کے تین مینار بنائے، پانچ کیسے ہو گئے؟ ------------

۲۴۔ کربلا ایک قدیم شہر تھا نام اس کا اُر تھا ------------------

۲۵۔ کربلا کے ایک قریہ کا نام قرب اِلٰہ تھا جو کربلا بنا -------------

۲۶۔ ابراہیمؑ کربلا سے مکّہ، حسینؑ مکہ سے کربلا گئے --------------

۲۷۔ غریب وسادہ ورنگین ہے داستانِ حرم --------------

۲۸۔ ذکرِ علیؑ میں واہ واہ دیوانہ پن ہے ----------------------

۲۹۔ بابل کی کھدائی، سات معماروں کی تحریر، پانچ عظیم ہستیاں ----

۳۰۔ ابراہیمؑ کی آمد کے بعد دنیا کے بچے انگوٹھا چوسنے لگے --------

۳۱۔ آدمؑ کے ہاتھ میں پانچ کا نور، ترتیب کیا تھی ---------------

۳۲۔ ایک ہوتا ہے خاندان، ایک ہوتی ہے برادری ------------

۳۳۔ ابراہیمؑ کے محلّے کے کونسلر کا نام آذر تھا --------------------

۳۴۔ آذر محلے کا بابا تھا، ابراہیمؑ نے بھی کہا تو کیا -------------

۳۵۔ ابراہیمؑ نے دہرایا، مسلمان پیچھے لگ گئے ------------------

۳۶۔ نمرود کا سب سے بڑا بُت حبیب پلازہ کے برابر تھا ---------

۳۷۔ نمرود کی جلائی آگ کی راکھ ابھی تک باقی ہے ------------

۳۸۔ ابراہیمؑ نے آگ میں پہنچ کر کیا دیکھا ------------------

۳۹۔ فلسفہ اذان کیا ہے؟ اللہ اکبر چار بار کیوں کہا جاتا ہے --------

۴۰۔ پوری اذان خدا اور پنجتنؑ سے منسوب ہے ---------------

۴۱۔ عیسیٰؑ عبادت کرتے تھے تو خدا کیسے ہوئے ---------------

۴۲۔ بازو پر بندھا ہوا یہ امام ضامن محبت کی نشانی ہے ----------

۴۳۔ تم جیو، تم سلامت رہو، ہم شکر گزار ہیں -----------------

۴۴۔ حضرت امام رضاؑ کے مصائب ----------------------

آٹھویں مجلس

توحید پرستی اور عزاداری

صفحہ نمبر ۲۰۹ تا ۲۳۳

۱۔ صرف مجلسیں سننا کوئی کارنامہ نہیں ہے -------------------

۲۔ خطیب کا مزاج سمجھنا بہت ضروری ہے -----------------

۳۔ لکھنؤ کے ماحول کا ایک چھوٹا سا پودا ہم نے لگایا-----------

۴۔ آپ کی محبت وں نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں ---

۵۔ اللہ کی رسّی کے دو بل ایک قرآن ایک اہلِ بیتؑ -------------

۶۔ ماؤں کے رحموں اور باپ کے صلبوں میں ہم نے پیغامِ غدیر سنا

۷۔ ہذیان کہنے والے کی زبان شمر کے خنجر سے تیز تھی -----------

۸۔ رسولؐ خدا کے آخری لمحات صدیوں پر محیط ہیں -----------

۹۔ ہمارے ختمی مرتبتؐ کے جنازے میں کل چودہ افراد تھے ------

۱۰۔ چودہ سے بڑی تعداد چالیس، علیؑ اگر چالیس آدمی مل جائیں ---

۱۱۔ آدمؑ سے قیامت تک سب سے زیادہ تعداد کربلا میں حسینؑ نے بنائی ----

۱۲۔ صفورہ اُونٹ پہ بیٹھی، یوشع بن نون سے جنگ کر رہی تھی -------

۱۳۔ عیسیٰؑ کیوں شادی کرتے، جب اُن کی ماں نے شادی نہیں کی --

۱۴۔ چلو چلو مجلس چلو، عرش کی دیواروں پر لکھا ہے -------------

۱۵۔ حلوے کا بُت، پوجا کی، بھوک لگی کھالیا ----------------

۱۶۔ بُت پرستی کیوں عام ہوئی، بُت کسی کو ٹوکتے نہیں تھے --------

۱۷۔ قرآن ٹوکتا نہیں، اہلبیتؑ ٹوکتے ہیں ----------------

۱۸۔ یزید مطلب کے مذہب پہ حنبلؒ کے دستخط چاہتا تھا----------

۱۹۔ ذرّیت جو خون کے ذرّوں سے بنی ہو-----------------

۲۰۔ جس پہاڑ کے درمیان ممتا ہوا سے چومو -----------------

۲۱۔ اب تک ہے زبانوں پہ علمدار علمدار ------------------

۲۲۔ یہ تابوت بہت قیمتی ہے اس کا احترام کریں--------------

۲۳۔ تابوت سے پردہ ہٹا، گویا عزا خانہ کھل گیا ---------------

۲۴۔ علم توحید بچانے والے کے پاس ہوتا ہے ---------------

۲۵۔ عزاداری کو آسمان سے آپ پر اُترنا تھا ----------------

۲۶۔ عزداری توحید کا سمبل ہے ------------------------

۲۷۔ گھر گھر اُونٹ کے مجسمے پوجے جائیں گے ----------------

۲۸۔ مروان سے لے کر معتز باللہ تک سب بُت تھے ------------

نویں مجلس

فتح مکہ، علیؑ دوشِ رسولؐ پر

……صفحہ نمبر ۲۳۴ تا ۲۶۵……

۲۔ ستّر ہزار انبیاءؑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ------------

۳۔ صبح کو نبی مبعوث ہوا شام کو قتل ہو گیا ------------------

۴۔ عنوان پر رہ کر سوال کریں، میں سمجھانے کے لئے تیار ہوں ---

۵۔ تابوت و جھولا ماں سے منسوب ہیں ------------------

۶۔ علی اصغرؑ بولے، حجت تمام کی، زعفر جن کا بیان ------------

۷۔ علی اصغرؑ نے کہا لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ ------------

۸۔ علی اصغرؑ کی آواز سب نے سنی مگر ------------------

۹۔ قطع کلام امامِ حسینؑ کیوں کہا، وجہ کیا تھی؟ ----------------

۱۰۔ اگر مریمؑ کے ہاتھ پہ عیسیٰؑ بول سکتے ہیں تو علی اصغرؑ کیوں نہیں -----

۱۱۔ اگر آپ نے اِس سے پہلے نہیں سنا تو سنا کیا ہے ----------

۱۲۔ جب تک ضمیر اختر کو نہیں سنو گے تو کچھ نہیں سنو گے ----------

۱۳۔ علیؑ کے غلام ہیں وقت کی طنابیں کھینچ کے بیٹھے ہیں ---------

۱۴۔ اگر کسی نے بت پرستی موضوع نہیں بنایا تو ہم کیا کریں --------

۱۵۔ نبوت کی مختصری تعریف کیا ہے؟ ----------------------

۱۶۔ ایک ہوا بُت پرست، ایک بُت پرست کا سرپرست --------

۱۷۔ یزید تمہارے لیئے، حسینؑ ہمارے لیئے ----------------

۱۸۔ کلمہ پڑھا اُنہوں نے، ٹیکس ہم کیوں دیں ----------------

۱۹۔ اگر علیؑ نوحؑ کے پاس ہوتے تو نوحؑ عذاب نہ مانگتے ----------

۲۰۔ علیؑ کی ذوالفقار عذاب سے کم نہیں ہے ------------------

۲۱۔ فتح مکہ صرف جسمانی مظاہرہ تھا ----------------------

۲۲۔ کعبے تک جانا ہی تو صراطِ مستقیم ہے --------------------

۲۳۔ دو عورتیں، جاسوسی کرتی پکڑی گئیں --------------------

۲۴۔ خط پڑھا گیا، دستخط پہچانے گئے --------------------

۲۵۔ اگر خط پہنچ جاتا، فتح مکہ کا کیا رنگ ہوتا؟ --------------------

۲۶۔ ایک ایک لمحہ، وحی کی نگرانی میں سب کام --------------------

۲۷۔ سعد ابنِ عبادہ سے لشکر کا علم کیوں لیا گیا؟ --------------------

۲۸۔ تمہارے بھتیجے نے بہت بڑی شاہی بنالی ہے --------------------

۲۹۔ کچھ لوگ جوتوں پہ پڑ کے کلمہ پڑھتے ہیں --------------------

۳۰۔ توہینِ رسالت کی سزا ہے گردن اُڑادو --------------------

۳۱۔ خدا کرے کتابیں بند رہیں ورنہ بہت سے پھانسی چڑھ جائیں گے ----

۳۲۔ باپ اور بیٹے کی قسم خدا کیوں کھا رہا ہے --------------------

۳۳۔ ابوطالبؑ کی والدہ بنی مخزوم سے تھیں --------------------

۳۴۔ بُت لگے تھے رسولؐ اللہ نے کعبہ کا طواف کیا --------------------

۳۵۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی --------------------

۳۶۔ نجاست معصوم کے نزدیک نہیں آسکتی --------------------

۳۷۔ ایک بوتل شراب راوی میں ڈال دو، پانی نجس نہیں ہوگا --------

۳۸۔ انبیاءؑ عصمت کا سمندر ہوتے ہیں، بُت کی حیثیت کیا ہے؟ -----

۳۹۔ مالک پردیس چلا جائے، ملکیت ختم نہیں ہوتی --------------------

۴۰۔ دروازہ کھولتے ہی کنجی چھپا دی جاتی ہے --------------------

۴۱۔ بچپن سے تیس ہزار موضوع پڑھ چکا ہوں --------------------

۴۲۔ میرے ہر موضوع پہ انیسؔ کے شعر موجود ہیں ---------------
۴۳۔ میری پنڈلیاں نبوت کے لیئے نہیں امامت کے لیئے بنی ہیں ---
۴۴۔ یہ فتح مکہ نہیں، علیؑ کی خلافت کا اعلان ہے ----------------
۴۵۔ علیؑ کی نعلین دوشِ محمدؐ پر، جہاں مہرِ نبوت تھی ---------------
۴۶۔ جہاں سب دو رکعت نماز پڑھتے ہیں وہاں علیؑ کی نعلین --------
۴۷۔ بُت شکن دو ہی تھے یا ابراہیمؑ یا علیؑ --------------------
۴۸۔ محمود غزنوی دسویں پشت میں جناب شہر بانو کے بھائی فیروز کی نسل میں تھا۔
۴۹۔ مقناطیس کے ذریعے سومنات لٹکایا گیا تھا ---------------
۵۰۔ میر انیسؔ کے اشعار، ہم عرب جب تھے تو یہ اِسلام کہاں تھا ---
۵۱۔ دربار یزید اور حضرت زینبؑ کی آواز "اے ظالم! چند دن بس چند دن کی حکومت"

دسویں مجلس

بُت شکن اور بُت تراش

﴿......صفحہ نمبر ۲۶۶ تا ۲۹۸......﴾

۱۔ اس عشرے کو آپ نے تاریخی عشرہ بنا دیا -----------------
۲۔ یہ عشرہ اب بین الممالک بن چکا ہے --------------------
۳۔ ہمارا سامع بے ایمانی کا پیسہ استعمال نہیں کرے گا -----------
۴۔ آپ جس کے لیئے دعا کریں قبول ہوگی------------------
۵۔ پورا عشرہ بغیر مطالعہ کے پیش کیا ہے --------------------
۶۔ بُت صرف ہندوستان میں رہ گئے پوری تھیوری کے ساتھ -----

۷۔ اس مرتبہ بھی بُت شکنوں کو شکست دیں گے (بھارت کے وزیرِ اعظم کا بیان)

۸۔ بُت پرست چپ رہے کوئی جواب نہیں دیا۔---------------

۹۔ طاغوت بُت ہے، طاغوت سے نفرت کرو ---------------

۱۰۔ بُت پرستی کر کے کافر ہونا، زندہ بتوں سے نفرت کر کے کافر ہونا -

۱۱۔ نہ طاغوت کو مانا تھا نہ مانیں گے ---------------------

۱۲۔ بُت پرستی ہوتی رہے گی، بُت شکن ساتھ رہیں گے ----------

۱۳۔ برصغیر کی اکثریت ہندو سے مسلمان ہوئی ہے ------------

۱۴۔ ہم ہندو سے مسلمان نہیں ہوئے ----------------------

۱۵۔ جن ہندوؤں کو ہم نے مسلمان بنایا وہ ماتم کرتے ہیں---------

۱۶۔ ہندو بُت تو پوجتا ہے مگر حسینؑ کو اللہ کا اوتار مانتا ہے----------

۱۷۔ اگر حسینؑ ہندوستان آ جاتے تو بھگوان ہوتے---------------

۱۸۔ ہندو اب تک بُت پرستی کیوں کر رہے ہیں ---------------

۱۹۔ رجعت کے بعد رسولؐ اللہ کہاں قیام کریں گے ------------

۲۰۔ جس کے دل میں انسانیت ہے حسینؑ اُس کے ہیں----------

۲۱۔ ہندوستان میں عاشور کی چھٹی کا کیا جواز ہے--------------

۲۲۔ حدیثوں میں دو ہی نام آئے ہیں یا ہند یا سندھ ------------

۲۳۔ سندھ میں سب سے زیادہ عزاداری ہوتی ہے ---------------

۲۴۔ دہشت گردی اور طالبان کا حل کیا ہے ------------------

۲۵۔ ہم تبلیغ غدیر میں کر چکے --------------------------

۲۶۔ حسینؑ ہندوستان پر تینتیس لاکھ برس حکومت کریں گے ------

فیاض زیدی:

پیش لفظ

عشرۂ مجالس کا عنوان قائم کرنا کوئی آسان کام ہے اور نہ اِس عنوان کے ذیل میں گفتگو کرنا۔ عنوان بھی بڑے غور وخوض کے بعد رکھا جاتا ہے اور پھر صاحب منبر پر کلّی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی صلاحیت، مطالعہ، مشاہدہ، تجزیہ اور تحقیق کو مدِّنظر رکھتے ہوئے موضوع کو حتی الامکان پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ ''بُت شکن اور بُت تراش'' عشرۂ مجالس راقم الحروف کا بذاتِ خود شنیدہ ہے سامعین کا جوش و خروش اور علّامہ صاحب کی موضوع پر مکمل گرفت میری نگاہوں کے سامنے پھر رہی ہے۔ علّامہ اقبالؔ نے اپنی نظم شکوہ میں کہا :-

قوم جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
بُت فروشی کے عوض بُت شکنی کیوں کرتی

جوابِ شکوہ میں یوں رقم طراز ہوئے:-

بُت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا براہیمؑ پدر اور پسر آذر ہیں

جوابِ شکوہ ہی میں پھر گویا ہوئے:-

ہو نِکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مِل جائیں صنم پتھر کے

اُمت کی حقیقت اور اصلیت کو علامہ اقبال اپنے ابتدائی دور ہی میں پہچان گئے تھے، مگر کافی دیر بعد کُھل کر یوں اِظہار کیا:-

گرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ

خلقتِ آدم سے ہی انسان کا پسندیدہ مشغلہ بُت تراشی اور بُت پرستی ہی رہا اور زمانے کے ساتھ ساتھ اِس میں نکھار آتا گیا بُت تراشی با قاعدہ ایک فن کی صورت میں آج بھی موجود ہے پتھر اور لکڑی کے نہ سہی موم اور پلاسٹر آف پیرس (Plaster of Paris) ہی کے سہی یا برف باری کے موسم میں برف کے بُت بطورِ شوق و تفریح، گویا ذہنِ انسانی میں بُت تراشی کچھ اِس طرح رچ بس گئی کہ اِنسان اِس سے کنارہ کش ہونے کو تیار نہیں ہے۔

آج سے تقریباً چودہ صدیاں قبل خطۂ عرب میں ختمی مرتبت کا ظہور ہوا، بُت تراشی اور بُت پرستی اپنے عروج پر تھی، ایسے عالم میں نہ صرف رسولِ اکرمؐ بلکہ بنی ہاشم کے کسی فرد کا رُجحان اِس طرف کلیتاً نہ ہونا نہ صرف باعثِ حیرت ہے بالکل دعوتِ فکر و نظر ہے کہ آخر اُسی معاشرے و ماحول میں رہتے ہوئے بنی ہاشم بُت تراشی یا بُت پرستی کی طرف مائل کیوں نہ ہوئے لیکن یہ بات کتنے افراد نے سوچی اور کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی اور کیا یہ سب کتب تاریخ محفوظ کر سکیں، ایک مصنف اور ایک مقرر کے لئے کڑا امتحان ہوتا ہے جب وہ تحقیق کی بھٹی میں افکار و خیالات و واقعات کا تجزیہ کرتا ہے کہ ایسا کیوں نہ ہوا۔

چیلنجز (Challenges) کو دعوتِ فکر دینا اور پھر اُن سے نبرد آزما ہونا یہ فن علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر کو خوب آتا ہے۔ شاید کہا جائے کہ مرکزِ علومِ اسلامیہ کا

ایک رکن ہونے کی حیثیت سے ظاہر ہے علّامہ صاحب ہی کی تعریف و توصیف فیاض زیدی نہ کرے تو کیا کرے۔ موضوع حاضر ہے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا میں جہاں جہاں مجالس عزا منعقد ہوتی ہیں کوئی صاحب ایک مجلس ہی اس موضوع پر پڑھ کر دکھا دیں۔ بات کہہ دینا تو بہت آسان ہوتا ہے۔

علّامہ صاحب نے موضوع کو آدم سے بھی پہلے سے لیا اور یہ بتایا کہ ہر نبی بُت پرستی چھڑانے سے عاجز رہا۔ ہم تاریخ کو موجودہ آدم سے لیتے ہیں، لیکن علامہ صاحب نے تفصیل سے بتایا آدم سے پہلے آدم، کتنے آدمؑ، کوئی شمار نہیں اور یہ الفاظ خود علّامہ موصوف کے ہیں بھی نہیں، کائنات کے واحد بُت شکن علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ آدم سے پہلے آدم کے فرشتے گواہ ہیں اور پھر ہر آدمؑ اپنی نسل کے ساتھ چلا بھی، ایک آدم آ گیا دوسرا آ گیا کسی کے آثار رہ گئے کسی کے مٹ گئے، دنیا کا سفر جاری رہا، آج سائنس جو اندازے لگا رہی ہے وہ غلط نہیں ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے بُت شکنی کا سنگِ بنیاد رکھا تھا اور ساتھ ہی کائنات کی کمانڈ (Command) کا مشاہدہ بھی کیا تھا لیکن پشتِ ابراہیمؑ پر کون تھا یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیئے۔

قرآن میں اللہ نے زمین کی داستان خود سنائی ہے۔ نسلیں کیسے اور کہاں کہاں پھیلیں، حارث آسمان پر کیسے پہنچ گیا۔ خود شیطان کا اپنے اوپر لعنت کرنا اور بہت سی انسانی شکلیں جانوروں سے کیوں ملتی ہیں، ذرا موضوع کی گہرائیوں اور نزاکتوں پر غور تو کریں کہ علامہ کس طرح پوری لگن کے ساتھ موضوع کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

خودی کا تقاضا ہے کہ انسان قربِ خداوندی یوں حاصل کرے کہ اُس کی میں

مٹ جائے۔ رحمان اور شیطان کی جنگ روزِ ازل سے جاری ہے۔ چہاردہ معصومینؑ رحمان کے نمائندے اور شیطان کے نمائندوں کی تو ابتداء ہی تین سو ساٹھ سے ہوئی تھی۔ عقل سلب ہوتی ہے جب بُت پوجے جاتے ہیں۔ کلمہ پڑھنے سے عقل نہیں آتی اکثریت چونکہ کلمہ شریف پر زور دیتی ہے وہ اقلیت کو دبا لیتی ہے۔ شیطان نے نہ جانے اپنے جیسے کتنے انسان نما شیطان تراش لئے اور آج تو ہر طرف ایک سے ایک نمونے کے نظر آتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ بُت پرستی کا رجحان، رغبت کون دِلاتا ہے اور اِس کا پسِ منظر کیا ہوتا ہے اور یہ ڈالر یہ زر و جواہر یہ دنیا میں اقتدار کی ہوس میں رسہ کشی، کیا یہ سب بھی بُت پرستی کے زمرے میں نہیں آتے۔ ہر وہ چیز جو بُت شکنی سے فرار دلائے کیا بُت تراشی نہیں کہلائے گی؟ بجائے خدا کے مال و اولاد سے حد سے زیادہ محبت یہ بھی تو بت تراشی ہے۔ طہارت و نجاست کا چولی دامن کا ساتھ زبردستی رہا ہے، جہاں طہارت ہوگی وہیں نجاست بھی اپنے کو منوانے کی ناکام سعی میں مصروف نظر آتی ہے۔ رسولؐ اللہ کو سب مانتے ہیں، مگر کیا مانتے ہیں یہ مسئلہ تو رسولؐ اللہ شہادت کے ساتھ ظاہر ہو گیا کہ ماننے والے یعنی بُت شکن کے ساتھی کتنے کل کتنے اور بُت تراش کے پیروکار نہ تعداد نہ شمار۔ ادریس پیغمبر کے ساتھی بھی صحابی بھی بُت تراش تھے حضرت ادریس کا بُت بنا تفصیل پانچویں مجلس میں دیکھ لیجئے گا۔ قرآن نے بُتوں کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ جملہ ملاحظہ فرمایئے بُت پرستی کی افزائش صحابہ کرام نے کی لیکن کیا کہنے نہ ابوطالب کا بُت بنا نہ علیؑ کا بُت بنا۔ علیؑ کا بُت بنتا بھی کیونکر، علیؑ کو تو بُت شکن بنتا تھا رسمِ افتتاح حضرتِ ابراہیمؑ کے ہاتھوں ہو چکی تھی۔

دنیا میں لا اِلٰہ کا نہیں بُت پرستی کا سکہ جاری ہے، انداز، شکلیں مختلف ہیں۔ رسول علیؑ کو بُت شکنی سونپ کر گئے تھے، بعد نبیؐ علیؑ نے کسی کو بُت نہیں پوجنے دیئے، کعبہ میں پھر بُت سجائے نہ جا سکے، کوششیں تو صحابہ کرام نے بہت کیں کہ جو بُت ہندوستان بھجوا دیئے تھے واپس منگوالیں مگر علیؑ سامنے تھے۔ ظاہر نہ سہی علیؑ کی ہیبت دلوں میں تھی ضرور۔ عزاداری بُت شکنی کا نام ہے عزاداری میں بُت پرستی نہیں ہوتی، یزیدیت کے سب بُت سرزمین کربلا پہ بُت شکن کے بُت شکن بیٹے نے پاش پاش کر دیئے۔ پہلے بُت مٹی وغیرہ سے بنتے تھے اب ان کی جگہ مشینوں نے لے لی ہے، مگر جہاں جہاں بُت پرست ہے وہیں بُت شکن بھی حاضر ہے۔ ظاہر ہے دنیا میں بُت پرستی کا سرپرست نمرود ہی تھا۔ کیا جملہ ہے کہ آستینوں میں بُت رکھنے والوں کے لئے نماز تازیانۂ عبرت ہے۔ بُت تراش تو بازی گری اور مکاری کر سکتے تھے مگر بُت شکن معجزات دکھارہا تھا، کربلا کا قدیم شہر اُرمعبد کے تین مینار راتوں رات پانچ کیسے ہو جاتے تھے۔

بُت شکن ختمی مرتبتؐ کا جنازہ کل چودہ افراد کی شرکت، تریسٹھ برس کی جدو جہد کا نتیجہ کہ بس اتنے افراد بُت شکنی کی طرف مائل ہو سکے۔ بنی اُمیہ اور بنی عباس سب بُت تھے رنگ ڈھنگ تبدیل تھے توحید پرست یعنی بُت شکن نہیں تھے ورنہ خاندانِ بُت شکن سے دشمنی کیوں مول لیتے۔ اگر کربلا برپا نہ ہوتی تو آج گھر گھر یزید کے بُت پوجے جاتے۔ تبھی تو یزید کو رضی اللہ کہا جارہا ہے۔ بُت تراشی کی حسرتیں دل میں اُسی طرح قائم ہیں۔ ستر ہزار حامیانِ بُت شکن کے ٹکڑے بُت تراشوں نے کر دیئے۔ جملہ بُت پرست بمعہ اپنی تھیوری کے ہندوستان میں موجود ہیں اور ہندوستانی وزیر اعظم کا یہ جملہ کہ بُت شکنوں کو شکست دیں گے

مسلمانوں کے منہ پر بھرپور طمانچہ ہے، اور یہ بھی ایک کلی حقیقت ہے کہ برِصغیر کی اکثریت ہندو سے مسلمان یعنی بت پرستی کے جراثیم لے کر بُت شکنی کی طرف آئی، اب پرانی بنیادیں وہ اپنا اثر تو دکھاتی رہیں گی۔ ہندو کی بات اور ہے ہندو کا بُت پوجنا مسلمان کی بُت تراشی سے مختلف ہے وہ یعنی ہندو حسینؑ کو اوتار مانتا ہے اور کامیاب ہے۔ علامہ نے اِس سوال کا جواب بھی دیا ہے کہ باوجود ہندو کی بُت پرستی کے امام حسینؑ نے بھارت جانے کی خواہش کیوں کی ہند یا سندھ کوئی بھی نام لے لیں، کربلا اور نجف میں بُت نہیں ہیں البتہ کعبہ کے فرش کے نیچے بہت کچھ سجا رکھا ہے۔

ناچیز یہ بات بار بار عرض کر چکا ہے کہ علامہ صاحب کے ہر نکتہ پر کم از کم ایک صفحہ تحریر کرنا یہ میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اس عشرۂ مجالس کے پیش لفظ میں ہر مجلس سے صرف دو نکات لئے ہیں اور طوالت دیکھئے کہاں جارہی ہے، یہ سب کفش برداریٔ استادِ محترم علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی مدظلہٗ العالی کا ثمر ہے۔ اِس جملے پر اختتام کررہا ہوں کہ اگر خطہ عرب کے لوگ یا اہلِ اسلام یا جنابِ مسلمان صاحبانِ کائنات کے بُت شکن پر غدیرِ خم میں دل سے ایمان لے آتے تو بُت تراشی بھی اپنی موت مرجاتی اور بت پرستی کا تو کہیں شائبہ بھی نظر نہ آتا۔ ابھی گذشتہ دنوں ماشاء اللہ علامہ صاحب کی پینسٹھویں سالگرہ تھی بہ سببِ علالت شریکِ محفل نہ ہوسکا لیکن یہ کہے بغیر بھی نہ رہ سکا کہ

خدا دل جلوں کی لگی سے بچائے
تم کو ہماری عمر لگ جائے

❀❀❀

پہلی مجلس

آدمؑ سے پہلے آدمؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو اُنتیس عشرہ چہلم کی پہلی تقریر جامعہ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں، یہاں کے لیئے موضوع مقرر ہوا ہے ''بُت شکن اور بُت تراش'' آج ہم تمہیدی تقریر میں وقت صَرف کریں گے، اپنے موضوع کے تعارف کے لیئے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ جیسے کہ ہمیشہ ہر سال ہوتا ہے کہ موضوع کھل کے آپ کے سامنے دو تین تقریروں کے بعد آپ سے آپ واضح ہو جائے گا۔ دیکھیئے موضوع کا پس منظر کیا رُخ اختیار کرتا ہے، کیونکہ ہر موضوع کے کئی رُخ ہوتے ہیں اور اُن کو سمجھانا بہت ہی اہم ہوتا ہے، یہ پوری دنیا جب سے خلق ہوئی ہے اور زمین پر انبیاء کی آمد شروع ہوئی اور اللہ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کا سلسلہ شروع ہوا، تو اس میں آغاز سے ہی ابتدائے انسانیت اور ابتدائے نبوت سے ہی بُت پرستی رائج ہوگئی تھی۔ دنیا کے تمام انسان اس میں ملوث ہو گئے اور وہ اُن کا پسندیدہ مذہب بن گیا، تمام آسمانی کتابوں کو آپ دیکھیں، توریت، انجیل، زبور اور قرآن کو تو پورے قرآن کو پڑھ جائیں آپ تو جو کچھ انبیاءؑ کی تگ ودو ہے کوشش ہے اور زندگی کے شب وروز ہیں وہ سب اسی

میں صَرف ہو گئے کہ یہ بُری عادت انسانوں سے کیسے چھڑائی جائے، یعنی کُل نبوت کی تاریخ ہی یہ ہے کہ انسانوں سے بت پرستی کو کیسے چھڑایا جائے، اس لیئے کہ اللہ نے اُسے شرک قرار دیا اور انبیاء سے یہ کہلوایا کہ ان سے کہو کہ جو رب ہے اُسی کو رب مانیں اور اپنے پسند کے خدا نہ بنائیں، جھگڑا یہ تھا۔ اب یہ شرک کی داستان بھی ہے، بت پرستی کی داستان بھی ہے، یہی انبیاء کی داستان ہے، یہی اسلام کی تاریخ ہے، سب کچھ یہی ہے، کلمہ لا الٰہ جو آج مسلمانوں میں رائج ہے اور ظاہر ہے کہ ہمارے لیئے ایک طرۂ امتیاز ہے کہ ہم لا الٰہ کو اہمیت دیتے ہیں کہ لا الٰہ کے بعد انسان پاک ہو جاتا ہے اور جہاں شرک ہے بُت پرستی ہے تو اُس کو اللہ نے نجاست قرار دیا ہے، بُت بھی نجس ہے، بُت پرستی بھی نجس ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے (آیت ۹۰ سورۂ مائدہ) "بُت پرستی نجس شیطانی کام ہے"

اب یہ کتنی مشکل منزلیں تھیں تو ان کو سمجھنے کے لیئے کہ شرک اور توحید کی داستان کو بچوں کے ذہنوں میں محفوظ کیا جائے کہ بھائی یہ جنگ کیسے آگے بڑھی، کیسے جیتی گئی، کیا اس میں پریشانیاں ہوئیں اور اکثریت سے اُن کے عقیدوں کو چھڑا دینا، لڑائی جو تھی وہ عقیدوں کی تھی۔ مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا عقیدہ اپنا لو اور اپنے عقیدے کو چھوڑ دو، اس لیئے کہ تمہارا عقیدہ باطل ہے اور یہ بُت تمہارے کام نہیں آئیں گے۔ اس لیئے کہ کائنات کا خالق اور مالک پروردگار ہے، اللہ ہے اور وہی تمہاری تقدیروں کا مالک ہے، تم نے یہ جو بُت بنائے ہیں یہ تمہارا تخیل اور تصور ہے، پہلی تقریر عشرے کی تمہیدی ہوتی ہے، کوئی بھی عشرہ ہو تو سوالات قائم کرنے پڑتے ہیں، جب تک ہم سوال قائم نہیں

کریں گے اور اُن کے جوابات نہیں آئیں گے تو آگے کی مجلسیں ہونا مشکل ہو جائیں گی اس لیئے پہلی ہی تقریر میں ہمیشہ ہم سوالات قائم کر لیتے ہیں تو جو بھی سوالات آپ کے ذہن میں آنے والے ہوتے ہیں تو خود ہی وہ سوالات ذہن میں ہمارے آ جاتے ہیں، ہم خود ہی سوالات قائم کر لیتے ہیں اور اگر بعد میں پھر اور کوئی سوال اُٹھا، موضوع واضح ہونے کے بعد تو اُس کا بھی جواب ہم دے دیتے ہیں اور عام طور سے یہ بات آپ کو ہمارے یہاں ملے گی کہ ہم خود ہی سوال کرتے ہیں اور خود ہی جواب دیتے ہیں یعنی پوری مجلس کو اگر آپ اس نظریئے سے سنیں تو آپ کو وہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ سوال ہے اور یہ اُس کا جواب ہے تو پھر دوسرے کو سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی، اس لیئے کہ ہم خود ہی اپنے بیان پہ اعتراض قائم کر لیتے ہیں اور پھر دلائل سے اُس اعتراض کو ہم دور کر دیتے ہیں اور آپ کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ بات واضح ہو گئی۔ اب یہاں پر پہلا سوال جو اُٹھتا ہے، وہ یہ کہ آدمؑ کے آنے کے بعد جب توحید کا پیغام آیا اور آدمؑ سے ہی انسانیت بڑھی اور سب اولادِ آدمؑ تھے اور سب کو یہ معلوم تھا کہ اللہ جو ہے وہ دکھائی نہیں دیتا، لیکن وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہمارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اُس کو ہم کبھی نہ دیکھ سکیں گے، تو یہ باتیں تو آدمؑ نے اپنی اولاد کو بتا دیں تھیں، سمجھا دیں تھیں تو کس وقت ایسا ہوا کہ یہی توحید پرست قوم بعد میں بت پرست قوم بن گئی، تو یہاں پر عرض کر دوں کہ دو بیٹے آدمؑ کے ہابیل اور قابیل تھے ہابیل قتل ہو گئے اور قابیل زندہ رہا اور خوف سے بھائی کو قتل کرنے کے بعد وہ ہندوستان چلا گیا، عرب سے نکل گیا، یعنی عرب علاقوں سے شام پھر عراق، عرب، مکہ مدینہ جو کہ ابھی ان زمینوں کے نام نہیں

پڑے ہیں، لیکن مثالوں کے لیئے سمجھانا پڑے گا کہ ابھی شام کا نام شام نہیں ہے، عراق کا نام عراق نہیں ہے، عرب کا نام عرب نہیں ہے، ابھی تو بس زمین ایک زمین ہے اور اُس کا نام اللہ نے ارض رکھا ہے، ابھی تو ایک لفظ ہے چھوٹا سا ارض اور اُس کو واضح کر دیا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ اس ارض پہ ہم ایک خلیفہ بنا رہے ہیں تو ارض ایک چھوٹی سی چیز ہے، اُس کے ٹکڑوں میں تقسیم ہونے کے بعد پھر یہ ہوا کہ کوئی شام کا خلیفہ ہے اور کوئی عرب کا خلیفہ ہے اور کوئی عراق کا خلیفہ ہے، یہ تو چھوٹے چھوٹے خلیفہ ہیں، اللہ نے بہت بڑے خلیفہ کا اعلان کیا ہے کہ آدمؑ ارض کا خلیفہ ہے، زمین پہ ہم اس کو اپنا وارث بنا کر بھیج رہے ہیں، تو اُس وقت کوئی ہندوستان بھی نام نہیں ہے کسی جگہ کا بلکہ قابیل اپنے مشرق کی طرف بھاگتا ہے، مشرق کا نام بعد میں ہندوستان ہو گیا، چونکہ گھنے جنگل تھے وہاں اور اُن میں چھپنے کا ایک تصور اُس کے ذہن میں خوف کی وجہ سے بیٹھ گیا کہ آدمؑ مجھے سزا دیں گے، باپ مجھے سزا دیں گے، اُس سزا سے بچنے کے لیئے اُس کو کوئی آڑ چاہیئے تھی وہ جنگلوں میں بھٹکتا رہا، اندر ہی اندر اپنے آپ کو سمجھتا رہا کہ درختوں کے جھنڈ میں اور پتوں کی آڑ میں ہم اپنے کو محفوظ پاتے ہیں کہ ہم سے انتقام نہ لیا جائے۔ اب ابتدائی تقریر میں بہت سی چیزیں ایسی آئیں گی جو تحقیق سے متعلق ہیں اور وہ جو کچھ آپ نے سنا ہے اُس سے ذرا ساہٹ کے ہے، اُسے قبول اس لیئے کر لیجئے گا کہ اگر وہیں پہ آپ اُلجھ گئے تو موضوع رہ جائے گا، چھوٹی چھوٹی باتیں جو بیچ میں آئیں اُن پہ آپ کو سوچنا نہیں ہے۔ اس لیئے کہ وہ ہمارا موضوع نہیں ہے، ہمارا جو اصل موضوع ہے وہ اپنی جگہ رکھا رہے گا، لیکن اُس موضوع کو واضح کرنے کے لیئے کچھ باتیں

ایسی ہیں جو ہمیں سمجھانا پڑیں گی اور بتانا پڑیں گی۔ وہ یہ ہیں کہ مشہور یہی ہے کہ جب آدمؑ آئے تو انسانی سفر کا آغاز ہوا، مشہور یہی ہے لیکن ایسا ہے نہیں، اگر ہم ایسا مان کے خاموش بیٹھ جائیں تو آج ایک علم ارضیات کا جو ہے، جیالوجی کا علم جو ہے، زمینی علم جو ہے تو اُس میں روزانہ یہ خبریں آتی ہیں کہ چائنہ میں کھدائی ہوئی ہے اور ایک ہڈی کا ڈھانچہ ملا ہے وہ تیس کروڑ برس پرانا ہے اور شمالی امریکہ میں کھدائی ہوئی ہے ایک ڈھانچہ ملا ہے اور جب فلاں جگہ کھدائی ہوئی ہے تو گہرائی میں ایک سر ملا ہے، لیکن ہڈی کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ ایک لاکھ برس پرانا ہے اسلامی تاریخ آدمؑ کو یہ کہتی ہے کہ کل دس ہزار برس اب تک ہوئے ہیں، آدمؑ کو پیدا ہوئے، دس ہزار برس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ آئے ہیں اور آج کی جدید سائنس یہ کہہ رہی ہے کہ انسانیت آدمؑ سے پہلے زمین پہ موجود تھی تو اب یہاں پر ہو رہا ہے ٹکراؤ لیکن اس ٹکراؤ میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، ہمارے آئمہؑ نے بھی یہ بات بتائی ہے کہ اس ارض پر آدمؑ کے آنے سے پہلے حکومتیں قائم تھیں اور کچھ مخلوقات حکومت کرتی تھیں، اب یہ کہ اس کو میں بیان اس لیئے کرنا چاہتا ہوں کہ بیک گراؤنڈ ذہن میں موضوع کا رہے جب قابیل وہاں جنگلوں میں چھپا تو اُس نے اُن عجیب الخلقت انسانوں کو دیکھا اور وہ اُن سے آہستہ آہستہ مانوس ہوا، مانوس ہو گیا اور ظاہر ہے کہ اُسے اطمینان ہو گیا کہ اب ہمارا باپ کا سامنا نہیں ہوگا اور اُنہی میں رہنے سہنے لگا اُنہی کی عادات و اطوار اُس میں آ گئیں اور پھر اُنہی میں کی ایک عورت اُس کی زوجہ بن گئی اور اُس کی نسل چلنا شروع ہو گئی، اب اُس کی نسل جو پھیلتی ہے، وہ عرب کے مشرق میں، یعنی جسے بعد میں ہندوستان کہا گیا، اُس میں پہاڑی

علاقے تبت ہے، برما ہے، لنکا ہے اور انڈونیشیا، ملائشیا، یہ سارے علاقے کور کر لیئے قابیل کی اولاد نے، اب یہ جو خلقت اِدھر بڑھ رہی ہے، اولادِ آدمؑ میں جو شیث کی اولاد ہے، آدمؑ کے بیٹے شیث سے چلی ہے، یہ نسل بے خبر ہے اِس بات سے کہ وہاں بھی کوئی خلقت ہے اور قابیل اُن میں جا چکا کہ جو اولادِ آدمؑ نہیں ہیں اُن کا رنگ الگ ہے، اُن کی نسل الگ ہے، اُن کے رہنے سہنے کے طریقے الگ ہیں، وہ ساری چیزیں ہم آپ کو بتائیں گے، وہ باتیں واضح ہو جائیں گی آئمہؑ کا یہ کہنا کہ آدمؑ سے پہلے بھی اِس زمین پر مخلوقات آباد تھیں اور وہ بھی حکومتیں کر چکی تھیں لیکن اُن کو فنا کر دیا گیا تھا، اس کے کچھ حصے باقی رہے، اُس کے بعد آدمؑ کی خلقت ہوئی، اگر آپ یہ بات نہیں مانیں گے تو آپ کی سمجھ میں قرآن کی یہ آیت نہیں آئے گی کہ جب آدمؑ بننے لگے تو فرشتوں نے اللہ سے یہ کہا کہ اس کو کیوں بنا رہا ہے یہ زمین پہ جائے خون ریزی کرے گا، اس کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے آدمؑ سے پہلے زمین پہ خون ریزی دیکھ چکے تھے وہ یہ جانتے تھے کہ یہ بھی زمین پہ جا رہا ہے جو بھی زمین پہ جاتا ہے خون ریزی کرتا ہے، ورنہ فرشتوں کے وہم و گمان میں یہ علم غیب کہاں سے آ گیا کہ یہ خونریزی کرے گا۔ اس آیت کو سمجھنے کے لیئے تاریخ کے اس حصے پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ اب رہ گیا یہ کہ ہم اُلجھ پڑیں کہ نہیں آدمؑ سے ہی دنیا شروع ہوئی ہے وہ علاقے جو ہم بچپن سے سن رہے ہوں اور کسی چیز کو ہم نے سن لیا ہو اُس پہ جم کے بیٹھ جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بس اتنا ہی ہے، اس لیئے کہ علم کبھی محدود نہیں ہوتا، مولائے کائنات کا بیان اور وہ پورا خطبہ موجود ہے، اس بات کو سمجھنے کے لیئے کہ جب پوچھنے والے نے پوچھا کہ مولا آدمؑ سے پہلے کیا تھا آپ نے کہا

آدم، اُس نے کہا اُس آدمؑ سے پہلے کیا تھا، آپ نے کہا آدمؑ، کہا اُس آدمؑ سے پہلے کیا تھا کہا آدمؑ علیؑ نے کہا تو قیامت تک پوچھتا جائے گا میں کہتا جاؤں گا آدمؑ سے پہلے آدمؑ۔ (نعرۂ حیدری)

جب میں یہ کہا کرتا ہوں کہ رسولؐ اللہ نے قرآن کے ساتھ اہلِ بیتؑ کو اس لیئے چھوڑا کہ اگر کوئی آیت تشنہ رہ جائے اور آیت سے یہی پتہ چلے کہ بس دنیا کا آغاز اسی آدمؑ سے ہوا تو قرآن اگر جواب نہ دے تو علیؑ سے پوچھو کہ آدمؑ سے پہلے آدمؑ تھا، اگر یہ بات اہل بیتؑ کی نہیں مانو گے جو کہ قرآنی بات ہے، یعنی جو قرآن میں نہ ہو اور اہلِ بیتؑ کہیں وہ قرآن کی ہی بات کہہ رہے ہیں، اس لیئے کہ دونوں مل کے قرآن بنتا ہے، رسولؐ اللہ نے کہا دو چیزیں چھوڑ رہے ہیں، یعنی ایک چیز ہے اُس کے دو حصے ہیں، یا تو یہ بتائیں گے یا قرآن بتائے گا، آدمؑ سے پہلے آدمؑ تھا یا علیؑ کہہ دیں بات ایک ہی ہوگی۔ وہ آیت سے کم بات نہ ہوگی، وزن اُس کا وہی ہوگا، دیکھیئے علیؑ کی بات کا وزن اور قرآن کی آیت کا وزن برابر ہوگا، پلہ اوپر نیچے نہیں ہوگا، اس لیئے کہ لفظ رکھا ہے ثقلین، ثقل کہتے ہیں وزن کو، ثقلین معنی دو وزن، دو پلے ہیں برابر کے ثقلین۔ (نعرۂ حیدری)

اور اس میں ثقل میں کششِ ثقل یعنی زمین اپنی طرف کھینچتی ہے، یہ سائنس کا فلسفہ ہے ایسی چیزیں رکھی ہیں، ایسا وزن ہے کہ کہیں بھی جاؤ، یہ دونوں چیزیں تمہیں اپنی طرف کھینچ رہی ہیں، تم بھاگ کے نہیں جاسکتے، یہ دونوں وزن میں برابر ہیں، یہ کہہ دے یا یہ کہہ دیں اب جملہ یہ کہنا ہے کہ جب علیؑ یہ کہہ دیں کہ آدمؑ سے پہلے آدمؑ، اب دو لاکھ مردے کھود کے چائنہ نکال لے اور کہے دو کروڑ برس پہلے کا مردہ ہے تو علیؑ تو پہلے ہی کہہ چکے کہ آدمؑ سے پہلے آدمؑ، آدمؑ سے پہلے

آدمؑ! (نعرۂ حیدری)

اب کیا پریشانی ہے، گویا یہ لیٹسٹ Lateste خبریں اسلام کو عاجز کرنا چاہتی ہیں کہ تم یہ کہہ رہے ہو کہ خلقت انسانی آدمؑ سے ہوئی، یا مذہبی گروہ ہو جو بھی ہو انجیل والے، توریت والے، ہر کتاب کہہ رہی ہے خلقتِ انسانی کا آغاز آدمؑ سے ہوا، گویا چیلنج کرتے ہیں کہ ہم سائنس داں ایسی ایسی چیزیں لا رہے ہیں، دین ناقص ہے، اِس دن کے لیئے رسولؐ اللہ نے کہا تھا کہ کہیں دین کو ناقص نہ کہہ دیا جائے، اس لیئے اہلِ بیتؑ کو چھوڑ کے جا رہے ہیں اور پھر اُس بات کو سمجھو، یہ اُس وقت کے لیئے بات نہیں کی تھی کہ میں قرآن و اہلِ بیتؑ کو چھوڑ رہا ہوں اور کوئی کہے کہ قرآن تو رہ گیا، اہلِ بیتؑ نہ رہے، اہلِ بیتؑ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو لفظ کہا ہے، لفظ قرآن بھی ہے، لفظ اہلِ بیت بھی ہے، لفظ تو ہیں اُن کے بھی لفظ ہیں ہم نے مردہ چائنہ کا دیکھا نہیں، اخبار میں پڑھا ہے تو لفظ کا جواب لفظ ہے یا قرآن کا لفظ دو یا علیؑ کا، آدمؑ سے پہلے آدم، آدم سے پہلے آدم، آدم سے پہلے آدم، جب ماضی یہ ہے کہ آدم سے پہلے آدم آدم سے پہلے آدم تو اب مستقبل بدلے گا نہیں۔ امام سے پوچھا گیا جب قیامت آجائے گی، دنیا ختم ہو جائے گی، اُس کے بعد کیا ہوگا عرش پر کہا آدم، پھر آدم، پھر آدم، اب یہ باتیں تو وہی سمجھیں جو معرفت والے ہوں، اب رہ گیا یہ کہ آدم کی صورتیں کیا ہوں گی، یہاں پر ہم ٹھہرتے ہیں، ذرا سا، قابیل کا جانا جنگل میں چھپنا، قوم کا ملنا، وہ موضوع تو وہاں رُک گیا تھا، جو چیز جہاں رُکے گی، وہیں سے پھر شروع ہو جائے گی، گھبرایئے گا نہیں کہ فلاں چیز رہ گئی، یہ رہ گیا، یہ رہ گیا، رہے گا کچھ نہیں، ابھی تو میں شاخیں، موضوع کی کھول رہا ہوں، اب شاخوں

کو پکڑے رہنا آپ کا کام ہے کہ تمام شاخوں کو پکڑ کر رکھئے گا اور گنتے رہئے گا وہ شاخ وہاں چھوڑی تھی، دیکھئے اُس کا جواب تیسری میں ہوا، فلاں بات وہاں تقریر میں چھوڑی تھی پانچویں تقریر میں اُس کا جواب آیا، یہ آپ کا لطف رہے گا تاکہ آپ کا دل لگا رہے موضوع میں اور یہ ساری خطابت، سب کچھ جو ہے یہ ذہن کی ورزش ہے، ثواب اپنی جگہ، وہ ثواب یہی ثواب ہے کہ ذہن تیز ہوتا رہے، ثواب اسی لیئے رکھا گیا کہ آپ کی نجی زندگی میں اعضا جتنے ہیں وہ درست رہیں، ذکرِ اہلِ بیتؑ سے یہی ثواب ہے، دیکھئے ثواب کا فلسفہ یہ ہے کہ آپ کو فائدہ پہنچے دنیاوی، دیکھئے آنکھوں کو پانی کی طہارت دے دی، دماغ کو ورزش دے دی، دل کو محبت دے دی، ہاتھوں کو عمل دے دیا، پیروں کو منزل دے دی، اب جہاں منزل نہ ہو، جہاں عمل نہ ہو، جہاں طہارت نہ ہو، جہاں ورزش نہ ہو، جہاں محبت نہ ہو تو پھر کیا ہے، لوتھڑا ہے انسان، گوشت اور ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے، اُس کے اندر ہے کیا، جذبوں ہی سے تو انسان انسان ہے، پھر وہ انسان کب ہے وہ اپاہج ہے، پڑا ہوا ہے مراقبے میں، جذبات سے عاری ہے، نہ محبت ہے، نہ نفرت ہے نہ غصہ ہے، نہ شفقت ہے، نہ عمل ہے، نہ کسی کو دیکھ رہا ہے، نہ کسی کی بات سن رہا ہے، نہ کچھ سوچ رہا ہے، وہ تو (Coma) بے ہوشی کی نیند میں ہے وہ آدھا مر چکا ہے تو آدھے مرے ہوئے انسان اور ہوتے ہیں اور ہر وقت زندہ انسان اور ہوتے ہیں جن کا قلب بھی جاگ رہا ہو، جن کا دماغ بھی جاگ رہا ہو، جن کی آنکھیں بھی روشن ہوں جن کے ایک ایک جسم کے حصے سے ایمان کی روشنی پھوٹ رہی ہو، تو یہ چیزیں جو ہوتی ہیں، وہ آپ کے لیئے یہی ثواب ہے، ثواب کا فلسفہ یہی ہے، اب اگر قابیل وہاں چلا گیا ہے

تو اُسے وہیں رہنے دیجئے، ہم وہاں پھر باتیں کریں گے کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا، لیکن اس وقت گفتگو یہ ہے کہ آدم کے بعد آدم اور آدم سے پہلے آدم، تو میں نے لفظ کہا کہ صورتیں بدلتی رہیں، اس لیئے کہ ہم تو بس یہ جانتے ہیں کہ صاحب ایک قصہ ہے قرآن میں کہ اللہ نے مٹی کا ایک پُتلا بنایا اور فرشتوں سے کہا سجدے میں جھک جاؤ، یہاں سے آدم کا آغاز ہوا، یہ ایک آدم کا قصہ آپ کو پتہ چلا ہے نا، لیکن دو چیزیں چھوڑیں ہیں پیغمبرؐ نے قرآن اور اہلِ بیتؑ، دونوں سے پوچھیں گے کہ تخلیقِ آدمؑ کا فلسفہ کیا ہے، اب یہ سب بھول جایئے کہ کیا ہے، کیسے یہ ہزار بار کا سنا قصہ ہے کہ پتلا بنا اور اللہ نے کہا سجدے میں جھک جاؤ اور پھر یہ ہوا اور وہ ہوا اور پھر جنت سے نکالے گئے اور یہاں آ گئے، لیکن آدم سمبل کس چیز کا ہے، یعنی اشارہ کس چیز کا ہے، آدم سمبل ہے نسل جاری ہونے کا، بس دیکھئے آدم کُل اتنا ہمارے کام کا ہے، یعنی آدم آیا تو انسان پیدا ہونے شروع ہوئے، نسل بڑھنا شروع ہوئی، یہ ہے سمبل تو اب جہاں انسان ختم ہو جائے، فوراً وہاں آدمؑ کی ضرورت پڑے گی، اچھا اب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ تمام دنیا کے انسان آدم کی اولاد نہیں ہیں، یہ جو آدمؑ ہے جس کی نسل میں سرکارِ دو عالمؐ آئے ہیں، اس آدمؑ کی نسل میں تمام دنیا کے انسان نہیں ہیں، میری اس بات کو یاد رکھئے گا، بحث کی ضرورت نہیں ہے، آگے کی تقریروں میں یہ جملہ کام آئے گا، کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ آدمؑ ایک باپ سے سرکار دو عالمؐ جیسا خوبصورت پیدا ہوا اور یوسفؑ جیسا حَسین پیدا ہوا اور اتنے باعصمت لوگ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ جیسے پیدا ہوں اور اُسی آدمؑ سے افریقہ کے سارے کالے پیدا ہوں اور اُسی آدمؑ سے چائنہ کے نک چپٹے پیدا ہوں، اُسی آدم سے بلند

قامت بھی پیدا ہوں اور جاپان کے چھوٹے چھوٹے بونے بھی پیدا ہوں، یہ کیسے ہوسکتا ہے، تو فیصلہ ناممکن ہو جائے گا، دیکھئے ایک باپ کے فرض کیجئے چھ بیٹے ہیں، پانچ ہیں چار ہیں اور آگے سات بھی ہوں اور زیادہ بھی ہوں، لیکن تمام بچے اگر بیٹھے ہوں اور باپ بھی بیٹھا ہو تو آج کے دستور کے مطابق آپ سب کے چہرے دیکھیں گے اور پھر باپ کو دیکھیں گے تو بہت یعنی آپ بہت ہی کم نظر خدانہ کرے ہونگے کم نظر سمجھئے یعنی بہت کم جوہری ہوں گے آپ، کیا ہیرے کو پرکھ سکیں، تب بھی آپ اتنا ضرور کہہ دیں گے یہ ایک باپ کے بیٹے ہیں، یہ سب آپس میں بھائی ہیں، پورے پورے فیس کٹ تو باپ والے نہیں ہیں کسی نے پیشانی لے لی ہے، باپ سے کسی نے آنکھیں، کسی نے ابرو، کسی نے ناک، کسی نے ہونٹ، کسی نے ہاتھ، کسی نے گردن، لیکن کچھ نہ کچھ ایسا ہے کہ اسی باپ کا یہ بیٹا ہے، اچھا اب میں ایک خوبصورت آدمی آپ کے سامنے بٹھا دوں، اُس کے بعد پانچ سات لڑکے پکڑ کر لاؤں اور انہیں بٹھا دوں، اُس میں ایک افریقہ کا حبشی ہو، ایک چائنا کا ہو، ایک جاپان کا ہو، ایک ہالینڈ کا ہو، ایک سفید بالکل بے رنگ انگلینڈ کا زرد رنگ کا سفیدہ اور میں پانچ آدمی بٹھاؤں اور میں کہوں کہ یہ سارے بھائی ہیں اور اس آدمی کے بیٹے ہیں، تو آپ کہیں گے ناممکن تو آج جب آپ کہتے ہیں دیکھ کر ناممکن تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سات رنگ کے لوگ، ایک ہی آدمؑ کے بیٹے ہوں، ایسا نہیں اِن سب کا آدم الگ الگ ہے، اب ایک دلیل دے دوں آپ کو یعنی جب علیؑ نے کہا آدم سے پہلے آدم، آدم سے پہلے آدم، آدم سے پہلے آدم، تو چائنہ کا آدم الگ ہے، افریقہ کا آدم الگ ہے، امریکہ اور یورپ کا آدم الگ ہے، انڈونیشیا، ملائشیا، ہانگ

کانگ کا آدم الگ ہے، عرب ایران عراق شام کا آدم الگ ہے اور دلیل میں آپ کو دے رہا ہوں، یعنی یہ جو ہمارا آدم ہے جس کی نسل میں ایک لاکھ انبیاء آرہے ہیں، قرآن تو یہی کہتا ہے اس نسل میں انبیاء آئے، سمجھ رہے ہیں آپ، تو اب کہا جا رہا ہے آخری آئے، اب اُس کے بعد اب قیامت آئے گی، اعلان ہے قرآن میں بار بار قیامت آئے گی، قیامت آئے گی، چاند سورج ٹکرا جائیں گے، پہاڑیاں آپس میں ٹکرا جائیں گی، یہ ہوگا، وہ ہوگا، یعنی فنا ہے، کہیں یہ ثبوت نہیں ملتا، کسی آسمانی کتاب میں کہ علیؑ جو کہہ رہے ہیں کہ آدمؑ سے پہلے آدم تھا تو ہر آدم کے دور میں قیامت آئی ہو۔ اگر قیامت آئی ہوتی تو ہم کیسے بیٹھے ہوتے، دنیا فنا ہو چکی ہوتی، اس کے معنی کسی بھی آدم کے لیئے قیامت نہیں آئی، جب قیامت نہیں آئی تو نسلیں باقی رہیں، اب ظاہر ہے تمدن تھا ہی نہیں، بڑے بڑے صحرا تھے، وہ کہیں چھپے ہوئے تھے، عربوں کو نہیں معلوم کہ چائنہ میں بھی کوئی انسان آباد ہے اور افریقہ میں بھی آباد ہے، اب آپ کہیں گے اس کا کیا ثبوت، ارے اس کا کیا ثبوت ہے کہ دوسو سال تک مشرق اور مغرب کو یہی نہیں معلوم تھا کہ امریکہ بھی کوئی ملک ہے، ارے ترقی ہوگئی اور پھر نہ پتہ چلا، بچوں کو پڑھانا پڑتا ہے، واس کوڈی گاما اور کولمبس ایک ہندوستان دریافت کرتا ہے اور ایک امریکہ دریافت کرتا ہے، دو کشتی بان ہیں تو بھئی انڈیا کی بھی خبر نہ تھی، اسپین والے انڈیا نہیں جانتے تھے، ہالینڈ، اسپین، فرانس کے بادشاہوں ملکاؤں نے مل کر بھیجا کہ تلاش کرو تو وہ نکلا تھا امریکہ تلاش کرنے، واس کوڈی گاما اور پہنچ گیا انڈیا اور کولمبس انڈیا تلاش کرنے نکلا تھا اور پہنچ گیا امریکہ، یہ نہیں آپ کو قصہ معلوم، بھائی وہ نکلا تھا انڈیا کی تلاش میں، انڈیا لنکا

کے قریب سے گزر گیا تو یہ سمندر ہے وہ بجائے اس کے ذرا سا ترچھا ہوتا کہ انڈیا کے نقشے کی طرف جاتا، وہ سیدھا نکل گیا اور پورا راؤنڈ لے کے وہ پورا جاپان سے ہو کے واپس ہوا تو راستے میں امریکہ مل گیا، بھائی وہ اسپین سے امریکہ کی طرف نہیں گیا، جیسے ہم جاتے ہیں، لندن سے امریکہ جا رہے ہیں تو لندن سے اُڑے اور ہم ہوتے ہوئے ایک پورے گرین لینڈ کے چھوٹے سے جزیرے کو پار کیا ہم نے چھوٹا سا سمندر اور ہم بالکل کینیڈا کے اندر گئے اور وہاں سے مڑے ہم اور بوسٹن اور یہ سب ہوتے ہوئے پھر نیویارک وغیرہ ہم اِدھر سے یعنی امریکہ کے اندر ہی سفر کرتے ہیں یعنی جہاں چوڑا سمندر آپ دیکھتے ہیں نا لندن اور یہاں سے جہاز نہیں جاتا، جہاز یورپ کے اندر اندر اُڑ رہا ہوتا ہے، جہاں سے چھوٹا سا سمندر ہے وہاں سے اندر داخل ہوتا ہے اوپر سے جہاں سے جڑ رہا ہے امریکہ اور جاپان اوپر سے اور وہ کینیڈا کی طرف سے پھر امریکہ میں گھستا ہے جہاز، اس لیئے کہ اگر اتنا بڑا سمندر پار کرے تو سمندر کے اوپر کی جو ہوائیں ہوتی ہیں وہ جہاز کو ٹھہرنے نہ دیں، جہاز ٹھہر نہیں سکتا تیس ہزار پینتیس ہزار چالیس ہزار فٹ اوپر کی بلندی پہ لے جاتے ہیں، جو سمندر سے پانی اُٹھتا ہے، درمیان کا تو عالم ہی کچھ اور ہے قیامت ہے، یہ تو آپ کراچی کا سمندر دیکھتے ہیں، بے چارہ بہت ہی شریف ہے، وہ اندر کے سمندر ہیں، انہوں نے تو قیامتیں ڈھائی ہوئی ہیں، اِدھر سے تو نہیں جا سکتے اب وہ راؤنڈ لے کر اُدھر سے آ گئے، وہ سمجھے انڈیا اور چلانے لگے، وہ زمین نظر آ گئی، وہ دیکھو انڈیا آ گیا، وہ دیکھو انڈیا آ گیا، خوش ہوئے انڈیا آ گیا، اُتر پڑے کولمبس اور اُن کے ساتھی دو چار لوگ انہوں نے دیکھا، پرندوں کے پر باندھے گھوم رہے ہیں،

لال لال رنگ کے لوگ تھے، وہ گلابی گلابی اور انہوں نے کہا ریڈ انڈین، بیچاری اُس قوم کا نام ہی ریڈ انڈین ہو گیا، ہیں امریکہ کے، کہلاتے ہیں انڈین، اس لیئے کہ کولمبس اُسے انڈیا سمجھتا رہا امریکہ کو، یعنی بڑی جگہ کو چھوٹا سمجھا، تو وہ بڑا بن کیسے سکتا ہے، پہلی ہی نظر میں چھوٹا ہی نظر آیا، اب کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو جائے، مشرق والوں کی نظر میں وہ چھوٹا سا ہی رہے گا، سماتا ہی نہیں نظر میں، اس لیئے کہ ایشیا بڑا ہے، ایشیا امریکہ سے بڑا ہے، ہم بڑے خطے میں رہتے ہیں، برّاعظم ایشیا میں رہتے ہیں تو یہ ساری کہانیاں جو بتائی جا رہی ہیں، یہ جو بچوں کو پڑھائی جا رہی ہیں اس سے پتہ چل رہا ہے کہ کہاں انسانوں کو انسانوں کی خبر تھی، اُس وقت جب ذرائع ابلاغ نہیں تھے اور سواریاں نقل وحمل کی آزادی نہیں تھی اور چیزیں موجود نہیں تھیں، مہیا نہیں تھیں، یہ کیسے پتہ چلے کہ لنکا میں کون آباد ہے، اونچی اونچی پہاڑیوں پہ چڑھ کے کون پتہ لگائے کہ تبت میں کون آباد ہے، اب تو پھر ہمالیہ پہاڑ پر کیا پتہ کہ اُس کے اوپر کیا ہے، بھئی ابھی تک دیکھئے سائبیر یا پورا دریافت نہیں ہوا، ابھی تو جزیرے پورے دریافت نہیں ہوئے، پوری ارض ابھی دریافت نہیں ہوئی ہے، اگر دریافت ہو جائے پھر یقین سے کہا جائے کہ جزیرہ خضرا کہاں ہے اور جزیرے مل جائیں تو اُس کی بھی بات ہو جائے گی کوئی دنیا چھوٹی سی تو نہیں ہے کہ امام کہیں رہ نہیں سکتے اور یہ رہ گیا آنا جانا اب آنا جان کیا دشوار رہا اور رہ گیا پہچان لینا تو ہم کتنوں کو پہچانتے ہیں، ہم اپنے قریبی لوگوں کو نہیں پہچانتے، پہچان کی بات چھوڑ دیجئے آپ، اگر پہچان کی بات کرتے ہیں کہ امام آئے اور چلے گئے نہ پہچان سکے، آپ کہیں گے کہ کیا دلیل ہے کہ وہ آتے ہیں اور ہم نہ پہچان سکیں آپ کیسے کہہ رہے ہیں، بھائی میں

سامنے کی بات کہہ دوں، اللہ کہتا ہے میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں، اتنے قریب ہیں اب تک پہچان کہاں ہے۔ (نعرۂ حیدری)

اتنے قریب ہیں پتہ چلا سب سے قریب ہم سے وہ ہے، جب اُسی قریب والے کو نہ پہچان سکے تو بھائی نہ قریب والے پہچان پاتے ہیں نہ ہم قریب والوں کو پہچان پاتے ہیں، اس لیئے یگانہ چنگیزی نے کہا کہ:

برابر بیٹھنے والے بھی کتنے دُور تھے دل سے
مرا ماتا جبھی ٹھنکا فریبِ رنگِ محفل سے

اویس قرنیؑ نے پوچھ لیا تھا کہ بھائی دیکھا تو ہے تم نے رسولؐ اللہ کو، دونوں ابرو ملے ہوئے تھے یا الگ الگ تھے تو یہ ضروری نہیں کہ جسے آپ روز دیکھ رہے ہیں اُسے پہچان بھی لیا ہو، جاننا اور ہے پہچاننا اور ہے، برسوں دوستیاں ہوتی ہیں مزاجوں کا پتہ نہیں چلتا، چہرہ پورا یاد نہیں رہتا، بھائی انسان شناسی بھی ایک علم ہے اور کون پڑتا ہے، انسان شناسی میں، تو یہ بھی ایک علم ہے، اگر آپ انگلینڈ جائیں تو آپ کو ایسے میوزیم وہاں پر بنے ہوئے مل جائیں گے کہ دنیا کی خلقت سے پہلے زمین پہ کیا تھا، اور وہ چیزیں انہوں نے رکھی ہوئی ہیں کہ جو دریافت ہوئی ہیں، ڈائناسور Dinosaur ہے اور یہ ہے پہلے ہاتھی ایسے تھے، اونٹ ایسے تھے، بڑے بڑے تھے اور گھٹتے گئے اور ایسے ہو گئے، یہ شکلیں تھیں اور وہ جانور نہیں پائے جاتے اور پرندے آج ادب میں بھی، لغت میں بھی، آپ دیکھیں گے ہُما پرندے کا نام ہے، اُس کو عنقا بھی کہتے ہیں، اُسے ہُما بھی کہتے ہیں، لیکن صرف ادب میں نام ہے، لغت میں نام ہے اور اتنا زیادہ ہے کہ مرثیوں میں دیکھ لیجئے، غزل میں دیکھ لیجئے، تو اُس کے لیئے مشہور

ہے کہ جس کے سر پہ ہُما بیٹھ جائے وہ بادشاہ ہو جاتا تھا، اب اسی لیئے اُسے کہتے ہیں عنقا، عربی میں اُسے عنقا کہتے ہیں، فارسی میں اُسے ہُما کہتے ہیں اور جب وہ اُڑتا ہے اور اگر نکل جائے یہاں سے کراچی سے تو پورا سورج اگر نکلا ہو تو جب وہ کراچی پر سے پرواز کرے گا تو پورے کراچی میں اندھیرا ہو جائے گا، رات ہو جائے گی، اس لیئے اُس کے پر جو ہیں وہ کراچی پہ حاوی ہو جائیں، اگر وہ اُڑ کر چلا جائے تو جس کے سر سے گزر جائے کراچی سے چلا جائے تو سارے کراچی کے لوگ بادشاہ ہو جائیں، مثل مشہور ہے، اب دیکھیئے اُس کا نام عَنقا ہے، لوگ بولتے ہیں عُنقا عام طور سے محاورہ ہے عنقا ہو جانا، ارے بھئی کراچی میں آٹا عنقا ہو گیا ہے، شکر عنقا ہو گئی، عُنقا نہیں ہے اصل لفظ ہے عَنقا۔ لیکن ہم چونکہ سب لوگ مل کے بولتے ہیں عُنقا عَنقا ہی بولیں گے تاکہ سمجھ میں آئے تو کیوں کہتے ہیں کہ فلاں چیز عُنقا ہو گئی، اس لیئے کہتے ہیں کہ جانے کہاں وہ پرندہ چلا گیا۔ اس کے معنی وجود نہیں ہے، لیکن اپنے وجود کا ثبوت دے رہا ہے، لغت میں، ادب میں ''طلسم ہوش ربا'' میں، الف لیلیٰ کے قصوں میں ہر جگہ موجود ہے اور پورا حاوی ہے، اپنے پورے وجود کے ساتھ ادب میں موجود ہے، لیکن غیب میں ہے اور لوگ مان رہے ہیں لفظ بھی استعمال کر رہے ہیں چونکہ سر کا تاج کہلاتا ہے، اس لیئے میر انیسؔ نے تشبیہ دی ہے، حضرت عباسؑ کے علم سے کہ حضرت عباسؑ نے جب پھریرا کھولا تو علم جو تھا وہ ہُما بن گیا۔ یعنی وہ ہُما نظر نہیں آ رہا لیکن اگر ہُما دیکھنا ہے تو عباسؑ کا علم دیکھ لو، جو اس کے نیچے آ گیا وہ بادشاہ بن گیا۔

ایسی چیزیں وجود رکھتی ہیں، تاریخ کہتی ہے کہ ان چیزوں کا وجود ہے اور

ابھی آپ نے دیکھا پانچ دس برس کے اندر، اگر دس برس پیچھے چلے جائیں تو ڈائناسور Dinosaur کا کوئی ذکر نہیں تھا، شدت سے آج کل ذکر ہو رہا ہے، بچے بہت اُس سے متاثر ہیں، یعنی ڈائناسور Dinosaur سے بہت متاثر ہیں، منہ سے آگ نکلتی تھی یہ تھا وہ تھا تو یہ جنوں کی شکل میں ڈائناسور Dinosaur جو تھے یہی حکومت کرتے تھے زمین پر اور آپ کو معلوم ہے دو گروہوں میں لڑائی ہوئی ہے ڈائناسور Dinosaur چھوٹے ڈائناسور Dinosaur کو مارتے ہیں، جب ہسٹری دکھاتے ہیں پرانی تو اُس میں یہ بات بتاتے ہیں کہ انہوں نے آگ نکال نکال کے اپنے دوسرے دشمن گروہوں پر پھینکی ہے، پھر وہ ختم ہو گئے، یہ رہ گئے، پھر یہ ہوا اور وہ ہوا، یہ سب آپ کو معلوم ہے، آج کل کے دور میں پڑھایا، سمجھایا جا رہا ہے، دکھایا جا رہا ہے، اُس حساب سے یہی بات اسلامی ہسٹری کہتی ہے کہ آدمؑ سے پہلے جو لوگ آباد تھے وہ آگ منہ سے نکالتے تھے اور وہ آگ کے بنے ہوئے تھے، اُسی کو انگریز ڈائناسور کہہ رہا ہے اور اُسی قوم سے تعلق رکھتا ہے یہ شیطان ابلیس، تو یہ پہلے کا ہے، خلقتِ آدمؑ سے اس کا تعلق نہیں ہے، یعنی پہلے کی خلقت کا ایک فرد ہے، تو کوئی تو اس کی قوم ہوگی، اچھا اس کی قوم بھی ہوگی، لیکن اُس قوم میں ایسا تو نہیں ہوگا کہ اُن کی خلقت بڑھ نہ رہی ہو، یہ قوت شیطان کے پاس بھی موجود ہے، خلقت اُس کی بڑھ رہی ہے، آپ کو مسلمان ہوئے چودہ سو برس ہوئے ہیں، تو اربوں میں وہ ہے آدمؑ سے پہلے کا، تو اُس کی خلقت بڑھی ہے تو اربوں انسانوں سے کہیں اربوں زیادہ شیطان موجود ہیں، اس لیئے ایک پر اگر دس بھی لگے ہیں تو کم ہیں، دس ہزار بھی وہ لگا سکتا ہے، ایک ایک پر کئی کئی ہزار لگا

سکتا ہے، یہ بھی ذکر آئے گا، موضوع میں لیکن ہم گفتگو اس پر کر رہے ہیں کہ جو بھی آبادیاں آدمؑ سے پہلے کی ہیں تو اب جب ہمارے آدمؑ آتے ہیں تو وہ سمبل قرار پاتے ہیں اصل کا، تو اب جو بھی قوم ہوگی، اُس کا جو ہیڈ ہوگا، اُس کا مقصد ہوگا نسل بڑھانا، سمبل کیا ہے نسل بڑھنا، تو جس سے نسل بڑھے گی وہ آدمؑ کہلائے گا، تو آدم سے پہلے آدم ہوگا، آدم سے پہلے آدم ہوگا تو جہاں نسل ختم ہو جائے اور صرف آدم رہ جائیں تو اب اللہ یہ چاہے گا اس آدم سے نسل بڑھے تو اس کے معنی کبھی ایسا ہوا ہے کہ ایک آدم کی نسل ختم ہوئی تو اللہ کو ایک اور آدم بنانا پڑا ہے، پھر ایک اور آدم بنانا پڑا، پھر ایک اور آدم بنانا پڑا، پھر نسل ختم ہوگئی، پھر ایک آدمؑ بنانا پڑا، پھر نسل ختم ہوئی پھر ایک آدم بنانا پڑا، یہ پوری تفصیل ہے کہ نسل ختم کیوں ہو رہی ہے، وجوہات کیا ہیں، اس کے معنی دشمن پیچھے لگا ہوا ہے، جو نسل کو ختم کر رہا ہے تو وہ جو آدم سے نسل انبیاء کی ہوتی ہوئی آئی حضورؐ تک، آدم سے آدم کی نسل چلی اور محمدؐ تک آئی، محمدؐ کی نسل بڑھی ہجرت کے بعد پچاس ساٹھ سال اور وہ ہو گئے بہت سے نسلِ محمدؐ میں ہو گئے بہت سے، کربلا میں سب کو دشمن نے مار ڈالا، اب بنی ہاشم اور اُس آدم اور انبیاء کا ایک اور آدم بنے گا، آدم میں آدم بنے گا تو ایک بچا سیّد سجادؑ .... اس لیئے سیّد سجادؑ کو کہتے ہیں آدمِ ثانی، دشمن نے نسل ختم کی پھر سے نسل چلی رہ گیا یہ کہ نسل ختم ہوئی اور پھر چلی یہاں پر ایک شرط ہے شرط ہے یعنی نسل ختم ہو جائے قربانی سے نسل پھر چلے، شرط کیا ہے قربانی اگر دی ہے تو نسل چلے گی، اگر قربانی نہیں ہے تو نسل نہیں چلے گی، اس لیئے ابراہیمؑ سے کہا گیا اسماعیلؑ کی قربانی دو تا کہ نسل چلے، اب یہ ہم اس کی وضاحت بھی کر دیں، ارشادِ الٰہی ہے:-

قَادِرٌ عَلَىٰ اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹۹)

''ہم اس پر قادر ہیں کہ تمہارے جیسے انسان دوبارہ پیدا کردیں''

یہ جو میں نے کہا کہ آدم کے بعد آدم، آدم کے بعد پھر آدم، لیکن اب یہ نہیں ہوگا، اب جو آئے گا خلقت انسانی کے بعد تو اب اُسے آدم نہیں کہیں گے کہ آدم کے بعد آدم، آدم کے بعد آدم آتا رہے گا اور یہ دنیا اسی طرح باقی رہے گی، اب حدیث میں یہ ہے کہ اب یہ کہا جائے گا، مہدیؑ کے بعد مہدیؑ، مہدیؑ کے بعد مہدیؑ (نعرۂ حیدری)

چونکہ ظہور کے ساتھ شیطان کا قتل ہے، شیطان کی نسل کو ختم کیا جائے گا، اس لیئے اب آدم کی ضرورت نہیں ہے اور جب مہدیؑ آ جائے اور پھر مہدیؑ کے بعد مہدیؑ کا بیٹا کائنات کا ارض کا مالک بنے پھر اُس کا بیٹا، پھر اُس کا بیٹا، تین سو نسلوں میں حکومت امام مہدیؑ کے بیٹوں کی نسل میں جائے گی اور سب کو مہدیؑ کہا جائے گا اور یہ طے نہیں ہے کہ کب حکومت ختم ہوگی، اس لیئے کہ پہلے ہمارے بارھویں امام حضرت امام مہدیؑ ظہور کے بعد ہزاروں برس حکومت کریں گے، اُن کے بعد اُن کی نسل کو اللہ آگے بڑھائے گا، صرف اُن کی نسل جو ہے وہ حکومت کرے گی اور امام مہدیؑ کی حکومت کی مدت نو سال ہے، لیکن ہر سال کا ایک دن ہزار برس کے برابر ہے، تو ہم ان سب پر بھی گفتگو کرلیں گے آخری تقریروں تک جاتے جاتے ہم آدمؑ سے شروع کر کے مہدیؑ تک آجائیں گے اور اس پہ حیرانی نہ ہو، اس لیئے کہ ظہور کے قریب یہ لکھا ہے کہ مشرق سے سورج نکلتا ہے اور مغرب میں ڈوبتا ہے، چاند مغرب سے نکلتا ہے اور مشرق میں ڈوبتا ہے، لیکن حدیث یہ ہے کہ ظہورِ مہدیؑ کے بعد آفتاب

مغرب سے نکلے گا، جہاں ڈوبتا ہے وہاں سے نکلے گا تو آفتاب کی گردش بدل جائے گی، جب گردش بدلے گی تو نظامِ شمسی کا دائرہ بڑھے گا، ابھی تو چھوٹا سا راؤنڈ کرتا ہے، بارہ گھنٹے میں دن پورا کرتا ہے، جب دُور سے راؤنڈ بنائے گا تو ایک دن ہزار برس کا ہو جائے گا، روشنی اور بڑھ جائے گی، زندگی اور بڑھ جائے گی، ہم سائنس کے ذریعے بھی سمجھا دیں گے چونکہ فضا بدل جائے گی، اپنی ماہیت کو چاندنی اور دھوپ بدل لے گی، زمین اپنے سسٹم کو بدل دے گی، اس لیئے کہ مہدیؑ آواز دیں گے، ٹھوکر لگا کر خزانوں کو اُگل دے، زمین خزانے اُگل دے گی، جہاں مہدیؑ قدم رکھیں گے، زمین پھٹے گی اور جواہرات نکل آئیں گے، آپ کو کھدائیاں نہیں کرنی پڑیں گی کہ کدال لے کر یہاں سے فیروزہ نکال لو، یہاں سے نیلم، اب وہ پسینے پونچھے جا چکے، محنتیں ہو چکیں، اب محنت نہیں ہے، اب محنت کا ثمر ہے اور محنت یہ پھاوڑا نہیں ہے محنت کا نام ہے مودّت، ریاضت کا نام ہے محبت، محبتِ علیؑ۔ (نعرۂ حیدری)

اب محنت نہیں ہے، اب ثمر ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ جس وقت امامِ عصرؑ ٹھوکر ماریں گے زمین کو زمین خزانے اُگلے گی اور اُس کے بعد انسانوں کو پکاریں گے کہ آؤ قدموں میں بکھرے پڑے ہیں جواہر تم ان کے لیئے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے، لے جاؤ، لوٹ کے لے جاؤ، یہ پڑے ہیں خزانے ٹھیکریوں کی طرح، زمین اپنے خزانوں کو اُگل دے گی، مہدیؑ کی آمد پر زمین کی سرسبزی زمین کی ذرخیزی آسمان کی بارشیں ستاروں کی چالیں، آفتاب کی چالیں سب کو فروغ حاصل ہوگا اور ایک حدیث یہ بھی ہے کہ جس وقت مہدیؑ نکلا کریں گے آفتاب کا رنگ پھیکا پڑ جائے گا، پھر سورج کی ضرورت نہیں رہے

گی، وہ چھپ جایا کرے گا، مہدیؑ کا چہرہ آفتاب کی طرح کائنات کو روشن کر دے گا۔ (نعرۂ حیدری)

آپ نے پہلی تقریر ماشاء اللہ اتنی شان سے سنی ہے تو پھر یہیں سے ایک جملے سے تقریر کے آخری فضائل کے جملوں کو ادا کرتے ہوئے کہ آدمؑ آئے تو آدمؑ کی عزت، آدمؑ کی آبرو اور آدمؑ کا فخر اللہ نے عطا کیا کہ آدمؑ کی نسل میں محمدؐ آئے اللہ نے فضائل کے دریا بہا دیئے، مجھے کہنے دیجئے کہ اگر سادات کے آدم سیّد سجادؑ ہیں تو اُن کا فخر امام مہدیؑ ہیں، جیسے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے معجزات سرکار کو دے دیئے گئے، میں سمجھتا ہوں کہ تمام آئمہؑ کے معجزات علیؑ سے لے کے حسن عسکریؑ تک سب امام مہدیؑ کو دے دیئے گئے، دیکھئے آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سب محمدؐ کا انتظار کر رہے تھے، اس طرح آغاز سے امامت اور نبوت کسی اور کا انتظار کر رہی ہے وہ اپنے وقت کے محمدؐ تھے، یہ اپنے وقت کے محمدؐ ہیں، انتظار وہاں بھی تھا، انتظار یہاں بھی ہے، اور دونوں الگ نہیں ہیں، قامت میں ایک، چہرے میں ایک، خلق میں ایک، خُلق میں ایک، وہی نفیس چہرہ، وہی ریشِ مبارک، وہی رخسار کا تل، وہی حُسن، وہی شانے، وہی ہاتھ، وہی چال، وہی رفتار، وہی گفتار، تا کہ بتائیں کہ نسل محمدؐ کیا ہوتی ہے اور اللہ نے چاہا کہ ہر دور میں میرے محبوب کی تصویر موجود رہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کو اپنے حبیب سے کتنی محبت تھی تو ہر دور میں، تصویرِ محمدؐ موجود رہی، ایک تصویر ظالموں نے مٹائی تھی، علی اکبرؑ کو نیزہ لگا کر شہید کیا تھا تو اللہ نے ایک اور تصویر اپنے حبیبؐ کی رکھی تھی، اُسے کہتے ہیں امام محمد باقرؑ اور جابر سے کہہ دیا تھا جابر کو بتا دیا تھا کہ جب ملاقات کرنا، تو تم دیکھنا وہ رفتار میں، گفتار میں میری شبیہ ہے،

اُس کا نام میرا نام ہے اور جابر جب اُس کی خدمت میں پہنچنا تو میرا سلام کہنا، کربلا میں پانچ برس کے تھے امام محمد باقرؑ، اور پھر آلِ محمدؐ کے گھر کا بچہ ہو تو پورے واقعہ کربلا کے گواہ اگر سیّد سجادؑ غش میں تھے تو محمد باقرؑ درِ خیمہ پر تھے، سکینہؑ بی بی تو دَر کے اندر پردے کے پیچھے سے پکارتی تھیں، العطش، لیکن آپ کا یہ پانچواں امام تو خیمے کے دَر سے باہر آ جاتا تھا اب علی اکبرؑ جا رہے ہیں، تو پکار کے کہا ہوگا چچا آپ پر بھتیجے کا سلام، حسینؑ دادا ہیں تو عباسؑ بھی دادا ہیں، بچے نے چچا کو بھی رُخصت کیا ہوگا، چچا نے کہا ہوگا علی اکبرؑ نے کہا ہوگا، بھتیجے کے سر پر ہاتھ رکھ کر محمد باقرؑ نے قاسمؑ کو بھی جاتے ہوئے دیکھا ہوگا، وہ دوڑ کے اس لیئے آ گئے ہونگے کہ چچا بھی ہیں اور ماموں بھی ہیں، قاسمؑ کی بہن امام محمد باقرؑ کی ماں فاطمہ ہیں، فاطمہ بنت حسنؑ تو اب ذرا میں آپ سے تصور کروانا چاہتا ہوں کہ پانچ برس کا بچہ جوان ہوا، پھر اُسے امامت ملی، وہ بیٹھا ہے اپنی محفل میں، ایسے میں محرم کا چاند ہو گیا اور عزادار آئے تو اب جو کچھ بیان کریں گے محمد باقرؑ، یہ بتایئے کہ وہ سارے واقعات آنکھوں کے سامنے آتے جاتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے ہاں میں اب بھی دیکھ رہا ہوں، وہ علی اکبرؑ جا رہے ہیں، وہ قاسمؑ جا رہے ہیں اور جب یہ کہتے ہوں گے کہ ہم دیکھ رہے ہیں علی اکبرؑ کا لاشہ آ رہا ہے، قاسمؑ کا پامال لاشہ آ رہا ہے، عباسؑ کا خون بھرا علم آ رہا ہے تو آپ خود بتایئے کہ مجلس میں کیا قیامت ہو جاتی ہوگی اور اگر کبھی راوی نے پوچھ لیا کہ آپ کے والدِ گرامی اکثر کہتے تھے الشام الشام الشام ذرا اس کی وضاحت تو کر دیجئے تو رو کے کہتے تھے ہمیشہ کہتے جب کوئی کربلا کا واقعہ پانچویں امام سے پوچھتا تو رو کر یہ کہتے کہ جتنا تمہیں بتایا گیا ہے اس کو کافی سمجھو ہم نے تم سے سب چھپا لیا،

کچھ نہیں بتایا، اگر ہم تمہیں سب بتا دیتے تو نسلیں جی نہ پاتیں اور سُن کر تم مجلس میں مر جاتے، بس اتنا سُن لو کہ الشام الشام الشام اس لیئے کہا کہ اتنے تازیانے بچوں پر پڑے اور ہر بچے کو بچانے کے لیئے میری دادی زینبؑ بچے پہ گر جاتی تھیں اور سارے تازیانے میری دادی زینبؑ کی پشت پر پڑتے تھے، جتنے تازیانے میری دادی زینبؑ نے کھائے دنیا میں اگر کوئی کھاتا تو مر جاتا، مگر میری دادی زینبؑ مدینے تک آئیں...... دعائیں، ماتم!

❁❁❁❁

دوسری مجلس

خلقتِ ارض

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیئے

آج دوسری تقریر ہے، جامعۂ سبطین عشرہ چہلم کی اور موضوع ہے ''بُت شکن اور بُت تراش'' تو اصل میں تو موضوع تھا ''بُت شکن اور بُت پرست'' لیکن پرست کا لفظ الیکشن کی وجہ سے نکالنا پڑا، کیونکہ الیکشن کے دوسرے دن سے عشرہ شروع ہو رہا تھا، اب سوچتے رہے بھئی پرست کی جگہ کونسا لفظ لائیں، سوچتے سوچتے کہ پھر بت کے ساتھ کتنے لفظ آتے ہیں یا تو بت شکن آتا ہے، یا بُت پرست آتا ہے اور پھر ایک ہی لفظ بچا تھا بُت تراش، اب اور کوئی چوتھا لفظ تھا نہیں جو بُت کے ساتھ آئے، تو موضوع کو چونکہ واضح کرنا تھا اور دیکھئے یہ کہ موضوع میں حیرانی ہو گی کہ بھئی ایسا موضوع کیوں انتخاب کیا گیا کوئی اور موضوع ایسا عام سا ہوتا تو بہتر تھا، دراصل بات یہ ہے کہ میں قرآن سے فال دیکھتا ہوں اور جو کوئی آیت نکلتی ہے اُسے موضوع قرار دیتا ہوں، جب عشرے کا اشتہار جا رہا تھا تو حسین رضا صاحب ہمارے بیٹے نے پوچھا عنوان کیا رکھا ہے، میں نے فوراً قرآن کھولا تو جو آیت آئی وہ بت پرست اور بُت شکن کے بارے میں لکھی تھی، اور اُس میں لفظِ بُت نکلا ظاہر ہے کہ اُردو اور فارسی لفظ ہے

قرآن میں اس کی جگہ اصنام، صنم، صنم کا ذکر ہوا، قرآن بُت کو صنم کہتا ہے، صنم پرستی اور انشاء اللہ آنے والی تقریروں میں ہم قرآن کی اُس فکر کو پیش کریں گے کہ جہاں پر اللہ نے بُت پرستی کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی اور اللہ نے اُن بُتوں کے نام گنوائے ہیں کہ اے کافرو! تم جن جن بتوں کو مانتے ہو، ظاہر ہے قرآن میں وہ نام آئے ہیں، میں اُن کے معنی بتاؤں گا، پھر ڈیٹیل بتاؤں گا، یہ بُت کیوں بنے، کس وجہ سے بنے، لیکن میں ڈائریکٹ ایک دم سے موضوع پر اس لیئے نہیں آ رہا ہوں کہ پھر بہت تشنگی رہ جائے گی، اس لیئے مجھے کل بھی ایک تمہید کرنا پڑی اور آج بھی ایک تمہید کرنا پڑے گی، اس لیئے کہ جہاں پر میں نے کل گفتگو کو اختتام تک پہنچایا اُس کے آگے سے ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں اور جو سب سے اہم بات کل بھی کہی میں نے اور آج پھر کہوں گا کہ دیکھئے کوئی بھی کتاب تاریخ کی اگر لکھ دی جائے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ پھر اُس پہ مُہرِ صداقت لگ جائے، یہ تحقیق ریسرچ کے خلاف ہے یہ بات، جب ریسرچ جاری ہے یعنی تحقیق ہو رہی ہے، اچھا تحقیق سے گھبرایا نہ کریں، تحقیق کا دوسرا نام عربی میں اجتہاد ہے، کیونکہ ہمارے یہاں اجتہاد اس لیئے رکھا گیا کہ کسی وقت تحقیق رُکے نہ، اسے کہتے ہیں اجتہاد، تو علوم بڑھتے رہیں، اسی کو آپ تحقیق کہتے ہیں، اسے اجتہاد کہتے ہیں، تو یہ سوچنا کہ جو سنتے آئے ہیں بس اتنا ہی ہے، اس کے علاوہ سنا تو ہق ہو گئے اور بق ہو گئے، اس کی ضرورت نہیں ہے، ہونق ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہشاش بشاش رہیں، ہق بق نہ ہوں، دونوں لفظ ہیں محاورے ہق بق ہونا اور ہشاش بشاش ہونا، تو بہتر یہ کہ ہشاش بشاش سنیں اور خوش رہیں اور بالکل پرواہ نہ کریں کہ سن رہے ہیں، نہیں سن

نہیں رہے ہیں، ہم لکھ بھی رہے ہیں، یعنی وہاں بھی چیزوں کو صحیح کر رہے ہیں، تحریر میں بھی اور تقریر میں بھی، تو اب دیکھئے کہ ایک فکر دیتے ہیں آپ کو جو بات میں نے کہی اُس کو سوچنے کے لیئے غور کیجئے کہ عام طور سے سرکارِ دو عالم کی سوانح حیات مورّخین لکھتے ہیں، ہزاروں کتابیں لکھ دیں، عربی فارسی میں مورّخین نے، شیعہ اور سُنّی نے، لیکن جزیرۂ عرب سے سوانح حیات شروع کر دی، عرب کے یہ حالات تھے، ایسا جزیرہ تھا یہ لوگ تھے اور اُس میں حضورؐ آ گئے، کیا یہ حضورؐ کی سوانح حیات کا حق ادا ہو گیا، بہت آگے بڑھے، انہوں نے کہا نہیں عرب سے نہ شروع کیجئے، در اصل سوانح حیات جنابِ ابراہیمؑ سے شروع کیا کیجئے، خانہ کعبہ چونکہ ابراہیمؑ نے تعمیر کیا تھا تو اسلام وہاں سے شروع ہوا، چلیئے بڑی ہمت کی کہ ابراہیمؑ سے شروع کر دی، نہ کرتے تو کیا ہوتا، کعبہ کوئی حضورؐ نے نہیں بنایا تھا، حج کوئی حضورؐ نے نہیں رکھا تھا، یہ تو سب ابراہیمؑ کے دور سے ہو رہا تھا، سوانح حیات حضورؐ کی ابراہیمؑ سے آپ کو شروع کرنا پڑے گی، لیکن ضروری نہیں ہے کہ ابراہیمؑ ہی سے سوانح حیات شروع ہو۔ اب جن کی عقلیں اعلیٰ تھیں، اور جو واقعی دانشور اور محقق تھے انہوں نے کہا آدمؑ سے شروع کرو سوانح حیات لیکن جو دامنِ آلِ محمدؐ سے وابستہ تھے انہوں نے کہا نہیں سوانح حیات وہاں سے شروع کرو کہ جب سرکار نے کہا کہ ابھی آدمؑ بنے نہیں تھے تو میرا نور موجود تھا، آدمؑ ماء وطین میں تھے کہ میرا نور تھا۔ **اوّلُ ما خلق اللہُ نوری** سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو خلق کیا۔ (نعرۂ حیدری)

اب سوانح حیات کہاں سے شروع ہوگی یہ سرکار کے ساتھ بے انصافی ہے کہ جب آپ خود فرما رہے ہیں کہ میں موجود تھا خلقت سے پہلے اور دنیا بنے

سے پہلے، خود کہہ رہے ہیں تو جب اُن کی یہ بات مانی تھی کہ اللہ ایک ہے، جب یہ بات مانی تھی کہ نماز پڑھو، جب یہ بات مانی تھی کہ روزہ رکھو، تو یہ بات کیوں نہیں مان رہے ہو کہ کائنات بننے سے پہلے میں موجود تھا تو بات وہاں سے شروع کرو۔ اب کیوں چھوڑا، ہوسکتا ہے اس لیئے چھوڑا ہو کہ حدیث وہاں پہ رُکتی نہیں، حدیث آگے بڑھتی ہے، اللہ نے سب سے پہلے مجھے خلق کیا، میرا نور تھا کہ اللہ نے اُس نور کے دو ٹکڑے کئے، ایک میں ہوں ایک علیؑ ہے۔ (نعرۂ حیدری)

تو شاید پھر مجبوریاں آجاتی ہیں، لیکن اُس کو کیا کیا جائے کہ کتنے موّرخین نے اس حدیث کو لکھا، انکار ناممکن، تو تحقیق نہیں رُکتی، جب وہاں سے بات شروع ہوگی کہ نور کے دو حصے ہوئے تو پھر بات چلتے چلتے خلقتِ کائنات اور آدمؑ اور ایک لاکھ انبیاء اور پھر رسولؐ پھر بدر سے لے کر پھر حنین اور پھر آ کے غدیر پر رُکے گی۔ یعنی وہاں بھی محمدؐ اور علیؑ اور یہاں بھی محمدؐ اور علیؑ۔ یہ ہے نور کا سفر، یہ ہے ولایت کا سفر، یہ ہے عصمت کا سفر، یہ ہے حجت کا سفر، یہ ہے رہنما کا سفر، یہ ہے نبوت و امامت کا سفر، یہ ہے انسانیت کی بلندی کا سفر، بلند اس لیئے کیا تا کہ اُس کو مانو تا کہ تم بھی بلند رہو، پستی میں نہ چلے جاؤ۔ (نعرۂ حیدری)

صرف یہیں رُک کر اگر غدیر پڑھنے لگوں کہ صرف اس بات پہ پڑھوں کہ بلند کیوں کیا تا کہ ہمیشہ سر اُٹھے رہیں جھکے نہ رہیں اور بلندیوں پہ نظر رہے، اوپر سے صدا آئے:

سدا ہے فکرِ ترقی بلند بینوں کو
ہم آسمان سے لائے ہیں ان زمینوں کو

ترقی اُس کو ہوگی جو بلندیوں پہ نظر رکھے گا تو اتنا بلند کر دیا کہ اِدھر دیکھتے

رہو، نیچے اِدھر اُدھر پستیوں میں نہ دیکھتے پھرو، بلندیوں کی طرف دیکھو، آپ جب بلندیوں کی طرف دیکھیں گے تو معلوم ہوگا، خلقتِ کائنات کیا ہے، اس لیئے یہ مجبوری آ جاتی ہے کہ آج سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ وہ زمینوں کو کھودتے ہیں، کھدائیاں ہوتی ہیں، جو خبر رکھتے ہیں ان چیزوں سے کتابیں پڑھتے ہیں تو اُنہیں پتہ ہے کہاں کہاں کھدائی ہو رہی ہے اور مٹی کی پرتوں سے پتہ لگا کر بتاتے ہیں یہ مٹی کتنی پرانی ہے۔ اب اگر آپ آدمؑ سے کائنات کی تاریخ کو شروع کریں گے تو سائنس پکارے چلی جا رہی ہے تینتیس کروڑ برس ہو چکے اس زمین کو سورج سے الگ ہوے، ہوتے ہوتے گرم تھی اور پھر ٹھنڈی ہوئی پھر یہ ہوا، پھر یہ ہوا، تو کر لیجئے مقابلہ اُن سے، جب تک معصومینؑ کی فکر کو نہیں لائیں گے، تب تک آپ سائنسدانوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے، لکیر کے فقیر بن کے نہیں بیٹھنا ہے، اُن کی ریسرچ دیکھتے جاؤ اور پھر معصومؑ کی فکر کو پیش کر کے بتاتے جاؤ، صرف تم نہیں بتا رہے، سب ہمارے یہاں موجود، سب ہمارے یہاں موجود ہے، تم تینتیس کروڑ برس کی بات کرتے ہو، چھوٹی بات کرتے ہو، تم گنتیوں میں لا رہے ہو، آلِ محمدؐ گنتیوں میں نہیں لاتے، اس لیئے کہ وقت کو گنتی میں نہیں لاتے، کیوں اس لیئے کہ وقت کو گنتی میں نہیں لایا جا سکتا، جب سورج نہیں بنا تھا تو نوری سال تھے اور نور کو ناپا نہیں جا سکتا ہے، مہینوں میں اور ہفتوں میں، نور کا سفر یہ ہے کہ نور رہتا ہے، نور فنا نہیں ہوتا، دنیا فنا ہوگی لیکن اللہ کہتا ہے، چہرہ رہ جائے گا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (۲۶) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

(سورۂ رحمٰن ۔۔۔۔آیت ۲۶، ۲۷)

چہرے کا نام نور ہے، وہ نور جو حدیث قدسی میں تھا، کہ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، خزانہ دکھائی دیتا ہے، جب تک چھپا ہے نظر نہیں آتا، کہاں تھا کہ ظاہر کیا، جو چیز ظاہر ہوئی وہی اللہ کا خزانہ ہے، اس لیئے آلِ محمدؐ نے کہا، ہم سب چہاردہ معصومینؑ اللہ کا خزانہ ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

خلقتِ کائنات کے گواہ ہیں، حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر اللہ سے پوچھا کہ پروردگار بتا ہم کو یہ دنیا یہ انسان، یہ آدمؑ کی اولاد، یہ خلقتِ آدمؑ جب یہ سب کچھ نہیں ہوا تھا تو اس زمین پہ کیا تھا، اللہ نے کہا موسیٰؑ ایسے سوالات نہ کیا کرو، یہ ہمارے راز ہیں، ایسے سوالات مت کرو، یہ ہمارے راز ہیں تم رازوں سے پردہ اُٹھانا چاہتے ہو، موسیٰؑ نے کہا ناراض کیوں ہوتا ہے، دیکھیئے جیسے گفتگو ہے اُسی طرح سناتا ہوں، میں فرق نہیں کرتا، موسیٰؑ نے کہا پروردگار ناراض کیوں ہوتا ہے، ہم اپنے علمی معلومات کے لیئے تجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس زمین پر پہلے کیا تھا، دیکھیئے یہاں تک کے جملے اس بات کی دلیل ہیں، یہ اس بات کی دلیل تھی کہ اگر موسیٰؑ نے یہ پوچھا ہے کہ آدمؑ سے پہلے اس زمین پر کیا تھا اور اللہ کہے ہمارا راز ہے اور وہی بات اگر آلِ محمدؐ بتا دیں تو موسیٰؑ سے افضل ہیں، یعنی اللہ کے راز آلِ محمدؐ جانتے ہیں، موسیٰؑ نہیں جانتے تھے، اور اس میں حیران نہ ہوں کہ موسیٰؑ نہیں جانتے تھے تو میں وجہ بھی بتا دوں کہ موسیٰؑ کیوں نہیں جانتے تھے۔ دیکھیئے ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ پردے ہٹا تا کہ ہمیں دکھائی دے کہ تو زمین کو کمانڈ کیسے کرتا ہے۔ کائنات کو کنٹرول کیسے کر رہا ہے، کہاں ہیں وہ کمانڈ کا نقطہ جہاں سے یہ کائنات چل رہی ہے، تو اللہ نے کہا تھا کیوں یقین نہیں تو ابراہیمؑ نے کہا نہیں یقین میں اضافہ چاہتا ہوں، اللہ نے ابراہیمؑ کی آنکھ سے پردے

ہٹا دیئے کہا دیکھو کیسے چلتی ہے یہ کائنات، گویا کسی جگہ کمانڈ ہو رہی تھی، کمانڈ کرنے والے کو ابراہیمؑ نے دیکھا، تم جیو تم سلامت رہو۔ (نعرۂ حیدری)

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (سورۂ انعام۔۔۔آیت ۷۵)

میں کیوں نام لوں اور بتاؤں کہ ابراہیمؑ نے کیسے کائنات کو کمانڈ کرتے ہوئے دیکھا اور جب پردے ہٹے، بات صرف پردے کی ہے اور پردے سے پتہ چل جائے گا کہ کون کمانڈ کر رہا تھا، علیؑ سے کسی نے کہا کہ آپ کا یقین کس منزل پہ ہے، علیؑ نے کہا سارے پردے ہٹ جائیں، جہاں یقین ہے وہیں رہے گا، (نعرہ حیدری)!

وہیں یقین ہے، پردے ہٹ جائیں، پردے ہٹ گئے کسی نے پوچھا موسیٰؑ کو کیوں نہیں معلوم اور پوچھ رہے ہیں، امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے راوی نے پوچھا، کہا کیا موسیٰ کو معلوم تھا میرے ہاتھ میں عصا ہے، تو آپ نے فرمایا ہاں پتہ تھا، اور یہ بھی معلوم تھا کہ لکڑی کا ہے، کہا ہاں یہ بھی معلوم تھا، کہا اللہ کے حکم سے عصا پھینکا، اور وہ اژدھا بنا، کہا ہاں کہا پھر وہ لکڑی بن گیا اور اللہ نے کہا موسیٰؑ اُٹھا لو، جادوگروں کے سانپ غائب ہوئے، اب عصا اُٹھا لو، لیکن موسیٰؑ اب عصا کے قریب نہیں جا رہے تھے اور جب کئی بار اللہ نے کہا کہ اپنا عصا اُٹھا لو تو موسیٰؑ قریب گئے اور اپنی عبا کو ہتھیلی پہ رکھا اور کپڑے سے پکڑ کر اُٹھایا، تو راوی نے امام سے کہا کہ موسیٰؑ ڈر کیوں رہے تھے، لکڑی کے عصا سے اور کیوں سمجھ رہے تھے کہ اب یہ اژدھا ہے کہا اُن کی پیشانی میں ہمارا نور نہیں تھا، اب پتہ چلا جہاں علیؑ کا نور ہوتا ہے تو علیؑ کو بتانا پڑا، اژدھے سے ڈرا نہیں

جاتا، اژدھا جھولے کے قریب آیا، علیؑ نے دو ٹکڑے کردیئے۔

اللہ نے کہا اچھا موسیٰؑ تم پوچھتے ہو تو ہم بتاتے ہیں، ہم نے زمین کو خلق کیا، جس زمین پر تم ہو ہم نے پچاس ہزار برس تک اُس کو خرابہ اور ویرانہ رکھا، اس کے بعد ہم نے ایک مخلوق کو خلق کیا، وہ مخلوق عقل رکھتی تھی، لیکن شکل اُس کی گائے اور بیل کی طرح تھی، اُن کے لیئے وافر مقدار میں کھانے کو ہم نے زمین پہ سبزہ اُگایا، وہ کھانے پینے میں اتنے لگ گئے کہ ہماری عبادت چھوڑ دی، پچاس ہزار برس تک اُس مخلوق کی حکومت رہی، شکلیں گائے اور بیل جیسی، یہی چیزیں آپ کو آگے کام آئیں گی، آنے والی تقریروں میں اور ابھی میں آپ کو ساری چیزیں سمجھادوں گا، حضرت موسیٰؑ کی اس حدیث سے پھر اللہ نے کہا کہ پچاس ہزار برس کے بعد ہم نے اُن کو فنا کردیا اور اُس کے بعد ہم نے زمین کو پچاس ہزار برس تک پھر ویرانہ رکھا، اُس کے بعد ہم نے اس زمین پر خوب دریا بہائے، جگہ جگہ سے کئی کروڑ دریا بہنے لگے، ویرانے کے بعد سرسبز و شادابی ہوئی، پچاس ہزار برس تک صرف دریا بہتے رہے اور زمین سیراب ہوتی رہی اور پانی پیتی رہی، پچاس ہزار برس کے بعد ہم نے ایک اور مخلوق کو خلق کیا وہ ایسی مخلوق تھی کہ وہ آتے ہی سارے دریا پی گئی اور زمین خشک ہوگئی، جب انہوں نے سارے دریا پی لیئے تو ہم نے پچاس ہزار برس تک اُن کی حکومت رکھی، جو دریا پیئے بیٹھے تھے، اُس کے بعد ہم نے ایک اور مخلوق خلق کی جو مچھر سے چھوٹی تھی، اُس نے آتے ہی اُنہیں ڈسا، جیسے ہی اُنہیں ڈسا وہ مرگئے، پچاس ہزار برس کے بعد، پھر پچاس ہزار برس تک ہم نے اُس زمین کو ویران رکھا، پھر ہم نے پچاس ہزار برس کے بعد زمین پر نرگل اُگایا، باریک باریک گھاس اُگائی

اور پوری دنیا کو نرگل گھاس سے بھر دیا، پچاس ہزار برس تک زمین پر نرگل کے پودے جو تھے وہ لہراتے رہے اور نرگل کی ہی حکومت رہی، ارے جس مخلوق کو چاہے حاکم بنا دے، سقیفہ والوں کو صرف اپنے اوپر کیوں ناز ہے، گائے اور بیل بھی خلیفہ بنے ہیں، یہ موسیٰؑ کی حدیث ہے پچاس ہزار برس کے بعد ہم نے کچھوؤں کو خلق کیا اور کچھوؤں کی حکومت اسی زمین پر قائم ہوئی، وہ کچھوے آتے ہی سارے نرگل کو کھا گئے، پچاس ہزار برس کے بعد کچھوؤں کو بھی ہم نے ختم کر دیا، اب یہ کچھوا جو ہے ڈائنا سُور (Dinosour) ہے، یہ خیال رکھئے گا۔ ترجمہ کیا گیا ہے عربی اور اُردو کا، یہ ہے سارا چکر، ڈائنا سُور (Dinosour) اُن کا لفظ ہے۔ اس میں بہت سے سمبل ہیں، کچھ سائنس سے ٹکرا رہے ہیں، اس لیئے کہ الفاظ اُن کے اور تاریخ کے اور ہیں تو پریشانی نہیں ہونی چاہئے۔ اُس کے بعد ہم نے ویرانے کے بعد پھر ایک مخلوق کو خلق کیا، جن کے اوپر کے حصے جسم کے انسان کے جیسے تھے اور نچلے حصے جانوروں جیسے تھے، نچلا حصہ کوئی شیر کا تھا، کوئی ہاتھی کا تھا، کوئی گھوڑے کا حصہ تھا، کوئی بیل اور گائے کا حصہ تھا، کوئی سانپ کا حصہ تھا، اوپری حصہ انسانوں کا تھا اور پچاس ہزار برس تک اس مخلوق نے حکومت کی، لیکن جب بھی ہم اس مخلوق کو جو بھی مخلوقات آتی تھیں، جب ہم اُنہیں ختم کرتے تھے تو جو اُن میں سرکش تھے اُنہیں ختم کر دیتے تھے اور جو فرماں بردار تھے اُنہیں چھوڑ دیتے تھے، اب آپ کیا سمجھیں گے کہ کل کیا کہہ رہا تھا اور آج کیا کہہ رہا ہے، وہ جنگلوں میں چھپ جاتے تھے تو وہ جانور جو انسانی شکل کے تھے وہ جنگلوں میں چھپ گئے، جو اچھے تھے وہ رہ گئے، جو برے تھے تباہ ہوئے، جب ہندوستان کی کالی بھیل قوم آئی تو اُس نے اُن

جانوروں کو دیکھا کسی کو گنیش کہا، کسی کو ہنومان کہا اور اُن کی پوجا کرنے لگے۔

(نعرۂ حیدری)

ایسے ماحول میں قابیل وہاں پہنچا کہ جب جانوروں کی پوجا ہو رہی تھی اور کالے جنگلی اُن کے آگے ہاتھ جوڑتے تھے، اللہ کہتا ہے کہ جب وہ اچھے لوگ بھی سرکش ہو جاتے تھے پھر ہم اُنہیں بھی فنا کر دیتے تھے، ظاہر ہے وہ مخلوق فنا ہو گئی، لیکن جو پہچان چکے تھے اور اُن کے مجسمے بنا چکے تھے وہ قوم رہ گئی اور قابیل وہیں پہنچا اور قابیل نے اُنہی اجنّا میں شادی کی اور وہ جنّی عورت جو قابیل کی بیوی بنی اُس کا نام عمالہ تھا، جب اُس نے عمالہ سے شادی کی تو اللہ نے جنابِ شیث کے لیئے جنت سے ایک حور اُتاری جس کا نام نزلہ تھا، اب قابیل کی اولاد ہندوستان سے لے کر تبت لنکا اور جاپان اور انڈونیشیا تک بڑھی، شیث کی نسل جو تھی وہ عرب میں بڑھی، اس لیئے کہ آدمؑ نے کعبے کی بنیاد رکھ دی جب شیث کی نسل بہت زیادہ ہو گئی اور کافی قبائل میں پھیل گئے تو قابیل کو جب پتہ چلا کہ آدمؑ کے ایک اور بیٹا ہوا اور آدمؑ نے وفات پائی تو اپنے جانوروں کا لشکر لے کر جانور نما انسانوں کا لشکر لے کر اب وہ جانور نما انسان ختم ہو چکے ہیں، ہندوستان میں تھوڑے سے پائے جاتے ہیں، بہت تھوڑے سے پائے جاتے ہیں، اُن کو دیکھنے کے لیئے آپ کو اُن علاقوں میں جانا پڑے گا کہ وہ ہیں انسان کپڑے پہنے ہیں، منسٹر بھی ہیں، پروفیسر بھی ہیں، لیکن شکلیں جانوروں والی، کوئی آپ کو ہاتھی لگے گا، کوئی اونٹ لگے گا، کسی کا چہرہ گھوڑے کا لگے گا، اس کے لیئے آپ کو سیر کرنا پڑے گی، اگر آپ عراق میں کردوں کو جا کر دیکھیں گے تو اُن کے چہروں کو غور سے دیکھیں گے افریقن کے چہروں کو غور سے دیکھیں گے، اس

لیئے ایک پورا موضوع ہے کہ ہر جانور سے انسان کی شکلیں کہاں پہ جا کے مل جاتی ہیں، اگر ذرا سے چہرے سے چہرہ سامنے رکھ دیا جائے تو پتہ چل جاتا ہے اور یوں بھی آپ تو بڑے تجربے کار ہیں، کسی کو دیکھتے ہیں کہ یہ تو گھوڑا منہ ہے، یہ تو فلاناں ہاتھی منہ ہے، یہ تو شکرا لگ رہا ہے، یہ تو باز لگ رہا ہے، یہ تو بھیڑیا لگ رہا ہے، حیوانی شکل دیکھتے ہی جملے، منہ سے نکلتے کیوں ہیں، یہ فطرت کا تقاضا ہے......

انسان کی قدیم تاریخ ہے جو کہلوا رہی ہے، تو کیا کہنا کہ ایسے چہرے نظر آ جائیں کہ جنہیں دیکھ کر دل باغ باغ ہو جائے۔ اس جنگلستان کے چہروں میں کچھ خوبصورت چہرے بھی گلاب کے پھول کی طرح نظر آ جائیں۔ ولایت علیؑ نے چہروں کی تقدیر لکھ دی ہے، اگر محبتِ علیؑ ہے تو چہرہ حسین اور خوبصورت ہو جاتا ہے، رنگ کی پرواہ نہ کرو کہ سانولا ہے کہ گورا، پیشانی پر صرف شرافت لکھی جاتی ہے، ولایت علیؑ کی شرافت، اللہ نے کہا موسیٰؑ ہم نے پھر ایک اور مخلوق کو خلق کیا، پچاس ہزار برس کے بعد ہم نے پھر ایک مخلوق کو خلق کیا اور نچلے حصے انسانوں کے اور اوپر کے حصے جانوروں کے، جیسے تھے پھر ہم نے اُن کو بھی فنا کر دیا، انہوں نے نافرمانی کی تو ہم نے انہیں فنا کر دیا، پھر ہم نے پچاس ہزار برس تک زمین پر کوئی مخلوق نہیں آباد کی، پھر ہم نے اس زمین پر سونے اور چاندی کے محل تعمیر کیئے اور ایک ایک چپے پر ہم نے سونے اور چاندی کے محل بنائے اور سونے اور چاندی کے محلوں کو رائی کے دانوں سے بھرا ہوا تھا، پھر ہم نے پرندہ بہت بڑا پیدا کیا اور اُس سے یہ کہا کہ ایک ہزار برس میں ایک دانے کو کھائے، ایک دانہ ایک ہزار برس میں کھائے، یہاں تک کہ پچاس ہزار برس

گزر گئے اور پھر ہم نے اُس پرندے کو بھی فنا کر دیا، اُسی کو تو عَنقا کہتے ہیں، کل کی تقریر یاد آ گئی۔ موسیٰؑ پھر اُس کے بعد اس زمین پر اور ادوار گزرے۔ پھر ہم نے نسناس کو پیدا کیا، دو قومیں پیدا کیں، ایک جن ایک نسناس، نسناس اور جن کہ جو انسانی شکلوں میں آنے کی طاقت رکھتے تھے، اُنہوں نے بہت اطاعت گزاری کے وعدے کئے تھے اور شروع میں وہ اطاعت گزار رہے، لیکن انہوں نے نافرمانی کی اور ہم نے اُن کی طرف پیغمبرؑ بھی بھیجے، تارطوس پیغمبر کو بھیجا، لسومہ پیغمبر کو بھیجا، یوسف بن یاسف پیغمبر کو بھیجا، لیکن یہ راہِ راست پر نہ آئے۔ پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان سے جنگ کرو اور انہیں مارو اور تباہ کر دو، تو جو نافرمان نہ تھے پہاڑیوں میں چھپ گئے اور ایسے میں جب سب کو فرشتوں نے تباہ کر دیا، نسناس اور جنوں کو تو اس میں سے حاموس کا بیٹا ابوالحارث جس کا نام عزازیل تھا، جبریلؑ سے آ کر ملا، اور اُس نے کہا کہ ہم ان کے خلاف تھے اور ان کے گناہوں سے اور ان کی سرکشی سے بچ کر جنگل میں عبادت کرتے تھے، فرشتوں نے کہا ہمیں علم ہے کہ تو عبادت گزار ہے، فرشتوں نے اللہ سے کہا اگر تو حکم دے تو اس تیرے عبادت گزار بندے کو ہم آسمانوں پہ لائیں، اللہ نے کہا لے آؤ، فرشتے اُس کو لے کے پہلے آسمان پر پہنچے، پہلے آسمان پر پہنچ کر اُس نے خوب عبادت کی، پہلے آسمان کو دیکھ کر اتنی عبادت کی کہ ترقی ہوئی، دوسرے آسمان پہ پہنچا، اب پھر عبادتیں کیں، ہزاروں برس گزرے تیسرے آسمان پر، پھر چوتھے، یہاں تک کہ ہفتم آسمان پہ پہنچا اور جب اتنی عبادت اُس نے کر لی کہ فرشتوں کے لیئے سکہ بیٹھ گیا عبادت کا، فرشتوں نے خوش ہو کر اُس کے لیئے ایک یاقوت کا منبر تعمیر کیا اور پھر کہا آپ

عالمِ وقت ہیں، زمانے کے سب سے بڑے عالم ہیں، اس لیئے یاقوت کے منبر پر تشریف فرما ہو جائیں اور ہماری ہدایت کریں، یاقوت کے منبر پر بیٹھ کر ملائکہ کے اُستاد، آدابِ عبادت فرشتوں کو سکھائے اور وہ اُسے اُستاد کہنے لگے اور پھر اجازت مل گئی کہ تو نے اتنی عبادت کی ہے اس لیئے تو اب لوح قلم تک جا سکتا ہے، تو طوبیٰ کا درخت بھی دیکھ سکتا ہے، تو جنت بھی دیکھ سکتا ہے، عبادتوں کا صلہ ملا، جانے کتنی عبادتیں کی تھیں کہ جنت کی سیر کرنا تقدیر میں لکھ دیا گیا اور سیر کرتے کرتے لوح کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ لوح پہ لکھا تھا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ اللَّعِیْنِ الرَّجِیْم پڑھ کے کہنے لگا، پروردگار یہ کون لعین ہے جس کو تو رجیم کہہ رہا ہے اور سنگسار کر رہا ہے اور جس سے پناہ مانگنے کو تو کہہ رہا ہے کہ مدد لی جائے تیری اُس سے بچنے کے لیئے، یہ کون نافرمان بندہ ہے جس کا ذکر ہے، آواز آئی جلدی ہی تجھے پتہ چل جائے گا کہ یہ کون ہے۔ ہم اپنی منزلوں سے آج کی حد تک قریب ہو گئے، بس تھوڑی سی سمجھ لیجئے کہ ڈھائی تقریر ہمیں تمہید کے لیئے چاہئیں، کل کی آدھی تقریر اور چاہیے آج کی تقریر تو جا تے پر پہنچی، اب شیطان نے جو سجدے کیئے تو ہر سجدے کے بعد وہ کلمہ دوہرایا جو لوح پہ لکھا تھا۔ تو شروع میں بھی کہتا نماز کے اور نماز کے آخر میں بھی کہتا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ اللَّعِیْنِ الرَّجِیْم یعنی بے خیالی میں صدیوں خود اپنے اوپر لعنت کرتا رہا، اب میں آپ کو کیا بتاؤں کہ کس کس نے قرآن کے سورے پڑھے اور کہاں کہاں ضالین پڑھا۔ (نعرۂ حیدری)

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآ لِّیْنَ ○ پڑھتے رہے، پڑھتے رہے۔ پڑھتا رہا پڑھتا رہا ایسے میں اعلان گونجا عرشِ اعظم پر اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی

الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ایک آواز تھی کہ گونج گئی اور فرشتے سجدوں سے سر اُٹھا کر اُس آواز کی طرف متوجہ ہو گئے، بس آواز گونجی اور اُس کے بعد خاموشی چھا گئی، پچیس ہزار برس تک خاموشی رہی، اعلان اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ہم ارض پہ اپنا خلیفہ بنانے والے ہیں۔ اعلان کر کے بتایا اعلان پہلے کر دیتے ہیں، اب جس کے دل میں جو جو ہوا بھی بھڑاس نکال لے۔ دعوتِ ذوالعشیرہ میں اعلان ہوا تھا، تیئیس (۲۳) برس دین فروغ پاتا رہا اور پھر غدیر میں اعلان ہوا، مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ (نعرۂ حیدری)

آپ زندہ رہیں، سلامت رہیں، خوش رہیں، جس معرفت اور محبت سے پورا عشرہ سماعت فرماتے ہیں کیا کہنا، سفر تھا اور پیغمبر کی زندگی کا آخری سفر تھا اور اس سفر میں عماری پر جنابِ سیّدہ بھی تھیں اور امامِ حسنؑ بھی تھے اور امامِ حسینؑ بھی تھے۔ کچھ سفر ہیں شہزادی کے پیغمبرؐ کے ساتھ ایک سفر مکے کا ہے اور ایک سفر بی بی کا خندق اور خیبر تک اور وہاں بی بی کی مسجدیں بنی ہیں لیکن مکے میں یہ دوسرا سفر ہے شہزادی کا پیغمبرؐ کے ساتھ آخری حج میں اس سے پہلے فتح مکہ پر جب اسلامی لشکر مکے میں داخل ہوا تو شہزادی ساتھ میں تھیں اور یہ وہ شان وشوکت تھی، سرکار کی کہ مکے میں داخلہ جسے کئی بار میں تقریر میں تفصیل سے عرض کر چکا ہوں کہ کس طرح داخلہ ہوا ہے فتح مکہ پر، پیغمبر کا مکے میں، دس برس کے بعد وطن واپسی ہوئی، جب واپسی ہوئی جب قافلہ چلنے لگا، تیاری ہوئی تو بیٹی نے باپ کو بلوایا اور کہا بابا اب تو ہم مکہ چھوڑ کے جاتے ہیں تو کیا ممکن ہے کہ حجون کے قبرستان میں میں اپنی مادرِ گرامی جنابِ خدیجہؑ کی قبر کی زیارت کر سکوں، کیوں نہیں زہراؑ کیوں نہیں صرف اعلان ہونا تھا کہتے ہیں کہ چودہ ہزار کا لشکر تھا، فتح

مکہ کے روز حجون کے قبرستان کو چاروں طرف سے تلواروں کے سائے میں پورے لشکر نے پورے علاقے کو سپاہیوں نے اپنی حفاظت میں لے لیا، اس لیئے کہ پیغمبرؐ کی بیٹی اپنی ماں کی قبر پہ آ رہی ہے، بس ختم ہوگئی تقریر، دو جملے عرض کرنے ہیں اور پھر آپ کے لیئے دعا کرتے ہیں اور ماتم ہوگا۔ کہتے ہیں جس وقت سواری بی بی کی پہنچی قبرستان کے دروازے پر میں نے مکے میں حجون قبرستان زیارت کی ہے اور جن لوگوں نے بی بی خدیجہؑ کی قبر کی زیارت کی ہے بلندی پر قبر بنی ہوئی ہے جنابِ خدیجہؑ کی۔ سب سے نمایاں نظر آتی ہے، دُور سے بھی ذرا باہر سے بھی قبرستان پہاڑی پہ چڑھ کے دیکھیں گے، ملیکۃ العرب کی قبر آج بھی روشن نظر آتی ہے، روضہ تو گرا دیا گیا، لیکن قبر دھوپ میں ہے، ماں کی قبر بھی اور بیٹی کی قبر بھی زیرِ آسمان ہے، جیسے ہی ناقہ پہنچا کہتے ہیں چاروں طرف سے عماریوں کے قناتیں لگا دی گئیں کہ زہراؑ ناقے سے اُتر رہی ہیں اور پردے میں بی بی اُتری ہیں اور قبرِ مادر پر گئی ہیں اپنے آپ کو قبر پہ گرا دیا، پانچ سات برس کی تھیں جب ماں سے جدا ہوئی تھیں، بالکل بچپن تھا اور کہتے ہیں کہ اتنی چھوٹی تھیں کہ جب جنابِ خدیجہؑ کی وفات ہوئی ہے تو رات و دن رویا کرتی تھیں اور یہ لکھا ہوا ہے کہ رو رو کے بس باپ سے لپٹ کے یہ پوچھتی تھیں، بابا میری اماں کہاں ہیں، ایک ہی جملہ پوچھتی تھیں، بابا بتایئے میری اماں کہاں ہیں، تو جبریل امیں آئے اور کہا اپنی بیٹی زہراؑ سے کہیئے کہ اللہ نے زہراؑ کو سلام کہا ہے، زہراؑ سے اللہ کا سلام کہیئے اور کہیئے کہ تمہاری ماں اللہ کے پاس ایک سفید موتی کے محل میں رہتی ہیں، کہتے ہیں جب سے فاطمہؑ زہرا پہ اللہ کا سلام آیا پھر نہیں روئیں، یہ اللہ نے تسلی دی تھی تو بی بی پہ اللہ نے سلام کیا ہو، ہم سب پر بھی

واجب ہے کہ اُس پر سلام کریں اور اس سلام میں ہی سکون ہے۔ شہزادی پر سلام کرنے میں سکون ہے، تو وہ کمسنی کہ جب ماں چھوٹی تھیں اور آج اتنے برس کے بعد قبرِ خدیجہؑ پر آئیں تو بہت لپٹ کے روئیں، قبر سے جب لپٹ کے رونے لگیں تو بچے بھی ماں سے لپٹ گئے، کہتے ہیں کہ حسنؑ اور حسینؑ ماں سے لپٹ کے رونے لگے اور جنابِ زینبؑ واُمِ کلثومؑ بھی ماں سے لپٹ کے رونے لگیں، رسولؐ اللہ نے آگے بڑھ کے کہا زہراؑ صبر کرو اور چلو سواری تیار ہے اور ایک جملہ کہا، وہ اب سن لیجیے، تاکہ تقریر ختم کردوں، یہاں پر، کہا زہراؑ اگر تم اس طرح تڑپ کے روؤگی تو پھر زینبؑ کتنا روئے گی، بس یہ سننا تھا کہ سیدہ قبرِ خدیجہؑ سے الگ ہوگئیں اور دوڑ کے زینبؑ کو گود میں اُٹھا لیا ارے یہ ماں تھی جس نے بیٹی کو اُٹھا لیا اور جب زینبؑ ماں کی قبر پہ آئیں تو بال کھلے تھے اور قبر پہ اپنے آپ کو گرا کے کہا، اماں بازو باندھے گئے اور بازاروں میں بیٹی تمہاری دَر دَر پھرائی گئی! ماتمِ حسینؑ۔

تیسری مجلس

اطاعت اور مودّت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو اُنتیس ہجری عشرۂ چہلم کی امام بارگاہ جامعہ سبطین میں آپ حضرات تیسری تقریر سماعت فرمارہے ہیں۔ ہم گفتگو کر رہے ہیں، اپنے موضوع تک پہنچنے کی تاکہ واضح ترین بات سامنے آئے، جب عمارت کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے تو اوپر آپ جتنی چاہے منزلیں بناتے چلے جائیں اور انجینئر کہہ دیتا ہے کہ آپ پانچ سات جہاں تک چاہیں، اسے بنا سکتے ہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں، لیکن اگر بنیاد کمزور ہے تو انجینئر تو پہلی ہی منزل کے لیئے منع کر دیتا ہے کہ زیادہ لوڈ نہ ڈالیئے گا، اس لیئے کہ پلرز (Pillars) نہیں بنے ہیں اور اس میں سریئے نہیں لگے ہیں، کچی دیواریں ہیں، تو ہم کوشش یہی کرتے ہیں کہ جب عشرے کا ایک پورا قصر تیار ہو، اُس کی بنیاد بہت مستحکم ہو اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ کتاب جب چھپ کے ہاتھ میں آتی ہے تو مقدمہ یہ مقدمہ نہیں ہے بلکہ مقدمہ تقدیم اقدام پہلا قدم تو وہ اسی لیئے لکھا جاتا ہے تاکہ کتاب کو پڑھنے میں آسانی ہو اور ہر باب کھلتا چلا جائے اور شروع کرنے سے پہلے ذہن میں کوئی خاکہ موجود ہو، اس لیئے ہم ایک مستحکم بنیاد پر گفتگو کر رہے ہیں، دیکھیے پرستی کا جو بانی ہے، جب تک اُس کا مکمل تعارف حاصل نہ ہو جائے اور پھر اُس کا مزاج نہ

سمجھ لیا جائے کہ اُس نے پوری دنیا میں جو شر پھیلایا اُس کی وجوہات کیا ہیں، ظاہر ہے کہ خاص خاص باتیں سب کو معلوم ہیں، مشہور ہیں اور حدیثوں میں بھی ہیں، قرآن میں تفصیل کے ساتھ ہیں، تقریباً ستاسی یا اٹھاسی مقام پر قرآن میں شیطان کا ذکر ہے، لیکن ذکر سنا ہے نام سنا ہے، ضروری ہے اُس کا مزاج سمجھنا، وہ کیا وجوہات تھیں وہ انسانوں کے پیچھے پڑ گیا اور سب سے اہم عقیدہ توحید کا عقیدہ کہ جس کے لیئے اللہ نے کہا کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ صرف ہماری عبادت کریں تو جہاں اُس کا یہ اعلان کہ صرف ہماری عبادت کریں وہاں لاکھوں کروڑوں انسانوں نے صدیوں صدیوں اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کی اور شدت کے ساتھ اکثریت بُت پرست ہوگئی اور انبیاء کی بات مان کر کائنات کے مالک کے آگے سر جھکانے کو انسان تیار نہیں تھے، ذرا آپ دیکھئے تو کہ شیطان نے کس طرح باغی بنایا تو یہ جو جذبہ اُس میں پیدا ہوا تو اُن کی وجوہات اور اُس نے جو طے کیا اُس کی مزاجی کیفیت اُن کے لیئے ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ کیا تھا اور اُسے کیا بنا دیا گیا۔ اگر کوئی اپنی سچائی بارگاہِ الٰہی میں پیش کرے اور قربِ الٰہی چاہے تو اللہ اُسے جھڑکتا نہیں، اُسے قریب کرتا ہے، اُس کا منصب بڑھاتا ہے، اُس کا عہدہ بڑھاتا ہے، جتنے بھی توحید پرست ہیں، اُنہیں بے عزت نہیں ہونے دیتا، اُنہیں عزت عطا کرتا ہے، اُنہیں دولت دیتا ہے، وہ جو کچھ چاہتے ہیں اُنہیں عطا کرتا ہے، اپنے سجدوں کے صلے میں، اپنی اطاعت کے صلے میں، لیکن یہاں اب یہ رازِ الٰہی ہے کہ جو چاہے قربِ الٰہی اور اطاعتِ الٰہی وہ اِس کا اعلان نہیں کرتا ہے کہ زبان پہ اطاعت ہے، دل میں کیا ہے وہ نہیں بتاتا، ذرا اُس کی عظمت اُس کی کرامت، اُس کی رحمت کو تو دیکھئے کہ

اُس نے اپنا نام رکھا، ستار العیوب، عیبوں کو ڈھانپنے والا، جبکہ کہتا ہے دلوں کو جاننے والا، دلوں کی باتوں کو بھی جاننے والا، لیکن پردہ فاش نہیں کرتا، راز فاش نہیں کرتا، پردہ نہیں اُٹھاتا کہ اِس کے دل میں کیا ہے۔ جب تک دل کی بات زبان پر نہ آجائے سزا نہیں دیتا، سزا نہیں سناتا، اب کبھی گھبرائیے گا نہ، پریشان نہ ہوئیے گا، کہ زبانوں پہ کیا تھا اور دلوں میں کیا تھا، اللہ نے زبان کا پاس رکھا، دلوں کا پردہ رہنے دیا، جب تک کہ وہ زبان پہ دل کی بات آ نہ گئی اور یہ بات ایسی ہے کہ اگر کوئی اللہ کے ساتھ نفاق کر رہا ہے زبانی اُس سے محبت کا دعویٰ کر رہا ہے اور دل میں اللہ سے دشمنی رکھ رہا ہے تو وہ کبھی راز نہیں کھولتا، لیکن ایک دن آتا ہے کہ خود ہی گھبرا کے منافق راز زبان پہ لے آتا ہے اور جب راز زبان پہ آ جاتا ہے تو وہ ذلیل نہیں کرتا وہ خود ذلیل ہو جاتا ہے، وہ رسوا ہو جاتا ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے، اب یہ اُس کی حکمت ہے، اب یہ تو آپ کے یہاں محکمے بنے ہوئے ہیں، بڑے بڑے مضبوط محکمے بنے ہوئے ہیں، کہ مجرم پکڑے جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ دل کا راز تو وہ نہیں جان سکتے، تو وہ ایسی ترکیبیں کرتے ہیں کہ جو اس کے دل و دماغ میں ہے سب اُگل دے، لیکن اُن کو زبانی اقرار کے لیئے مظالم کرنا پڑتے ہیں، سختیاں کرنی پڑتی ہیں، اللہ کو بندوں پہ سختی نہیں کرنا پڑتی، نہ مارتا ہے، نہ پیٹتا ہے، نہ اُلٹا لٹکاتا ہے، تازیانے مارتا ہے، نہ گرم پانی ڈالتا ہے، نہ حلق میں ڈنڈے ڈالتا ہے، جو جو طریقے رائج ہیں، ان میں سے کوئی طریقہ اُس کے یہاں رائج نہیں ہے کہ دل کا راز کھلوانے کے لیئے وہ کسی پہ ظلم کرے بلکہ وہ اپنی حکمت کے ذریعے جو بات اُس سے غیر متعلق ہوتی ہے اُس کو ضرر پہنچائے بغیر سب کچھ اُگلوا لیتا ہے، اُس نے اعلان کیا اِنّیْ

جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ہم ارض پر اپنا خلیفہ بنانے والے ہیں، یہ اُس کی حکمت تھی کہ پچیس ہزار برس تک خاموشی رکھی کہ جو جو دلوں میں چھپا ہے ظاہر کر دو، اگر ہماری بات کے خلاف بولنا ہے کہ یہ کیا کرنے جا رہا ہے، کوئی نہ بولا موقع دیا اُس نے حسرتیں نکال لو لیکن کہیں سے کوئی آواز نہیں آئی، پچیس ہزار برس کے بعد اُس نے اپنے ملائکۂ مقربین کو حکم دیا کہ ایک مٹھی مٹی ارض سے اُٹھا کے لے آؤ، اللہ کہتا ہے اُس مٹی کو ہم نے دونوں ہاتھوں سے گوندھا اور پھر ہم نے پتلا بنایا، اور مٹی کا پتلا بنا کر جنت کی اُس شاہراہ پر رکھ دیا، جدھر سے ملائکہ چاروں طرف سے گھومتے تھے، یعنی چوراہا تھا، چورنگی تھی، چار راستے جاتے تھے تاکہ ملائکہ آتے جاتے اُس عجائب کو دیکھیں کہ یہ پروردگار نے کون سی صنعت بنائی ہے، جب فرشتے اُدھر سے گزرتے تو ادب سے سر جھکاتے اس لیئے کہ پروردگار نے بنایا ہے اور اس میں راز کیا ہے، فرشتے پوچھتے نہیں تھے، ادب سے اُنہیں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے، وہ یہ جانتے تھے کہ اس میں کوئی راز ہے۔ لیکن جب شیطان گزرتا تو ٹھوکر مار کر کہتا مجھے معلوم ہے تجھے کیوں بنایا جا رہا ہے، دیکھئے ابھی دل کی بات باہر نہیں آئی ہے، لیکن آہستہ آہستہ اُس کا جذبہ بڑھ رہا ہے کہ دل کی بات زبان پر آ جائے، یہ حکمتِ الٰہی ہے، پچیس ہزار برس تک وہ ایسا ہوا کہ اللہ کہتا ہے کہ خشک ہو کر کھنکھنانے لگا۔ جیسے مٹی کا برتن آواز دیتا ہے، کھن کھن ایسے وہ کھنکھنانے لگا آدمؑ کا وہ پتلا اور اُس کے بعد اُس نے پچیس ہزار برس کے بعد اعلان کیا ہم اس میں روح پھونکیں گے، اس میں ہم اپنی روح پھونکیں گے، اپنی روح اور جیسے ہی اس میں اپنی روح پھونکوں تمام ملکوت کے بسنے والے اس کے سامنے سجدے میں جھک جائیں، سجدے

میں گر جائیں، روح اُس نے پھونکی، آدمؑ نے اپنی پلکیں، آنکھیں ہلائیں، روح چلی دماغ سے آنکھ تک آئی، اب پلکیں ہلیں، کبھی پلکیں کھلتی تھیں، کبھی بند ہوتی تھیں، دہن تک آئی گردن تک آئی تو آدمؑ نے اپنی گردن کو ہلایا، سینے تک آئی، ہاتھوں تک آئی، یہاں تک کہ پیر تک آئی، روح کا آنا تھا کہ تمام ملائکہ حیرانی کے عالم میں سجدے میں گر گئے، لیکن یہ سجدے میں نہیں جھکا، جسے شیطان اور ابلیس کہتے ہیں، اس کا نام حارث تھا، اللہ نے آواز دی، سب تو سجدے میں جھکے، کونسی چیز نے تجھے روکا، کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ کیا اپنے آپ کو عالین میں سمجھ رہا ہے، تو نے سجدہ نہیں کیا۔ کس بات سے رُکا سجدہ نہیں کیا۔ کہتا ہے میں اس کو سجدہ کیسے کرتا، اس لیئے کہ میں اس سے افضل ہوں، اس کو تو نے مٹی سے بنایا ہے، مجھے آگ سے بنایا ہے، یہ اقرار ہے کہ تو نے مجھے بنایا ہے، اور اس کو بھی بنایا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی دو چیزیں سامنے ہیں، کیونکہ پہلے بنا ہے اس لیئے غرور میں آرہا ہے کہ میں افضل ہوں، یہ کیا چیز تھی جس نے اُس کی زبان سے یہ بات کہلوائی کہ میں افضل ہوں، یہ کیا چیز تھی جو اُس سے کہلوا رہی تھی کہ میں افضل ہوں، یہ کیا راز تھا، راز یہ تھا کہ اُس نے لوح پہ لکھا دیکھا تھا، لوح کو پڑھتا تھا، لکھا ہوا تھا لوح پہ کوئی اگر صدق دل سے، دل کی سچائیوں کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں کوئی بڑا کام کرے، اللہ کی خوشنودی کے لیئے تو اُس کے عمل کو اللہ قبول کرتے ہوئے اُس کا بہت بڑا انعام دیتا ہے، ہاں اگر چاہے تو اُس عمل کی جزا دنیا میں ہی دے دے اور اگر وہ چاہے تو اُس عمل کی جزا آخرت میں لے لے، یہ اُس کی طلب ہے، اگر وہ دنیا میں طلب کرے تو دے دیتا ہے، لیکن عمل ایسا ہو کہ زبان سے کہہ تو سکے کہ میں نے یہ عمل کیا ہے اور مجھے اس کی

جزا دے دے اور اتنی چھوٹ دے دی کہ ابھی مانگ تو ابھی جزا دیں گے۔ لیکن آگے جملہ لکھ دیا کہ ہاں اگر آخرت میں چاہے تو آخرت میں جزا دیتے ہیں، تو کوئی ایسا کام تو ہو، کہ خدا خود بندے سے پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔

(نعرۂ حیدری)

اب یاد رکھئے گا، لوح پہ لکھا دیکھا ہے، اس نے تو اب دو گروپ بن گئے، خلقتِ آدمؑ سے پہلے بن گئے کہ اللہ کی بارگاہ میں دنیا کے تمام انسان یہ چاہیں گے کہ ہم بڑھ چڑھ کر اللہ کی توحید میں حصہ لیں اور عبادتیں کریں، ایک گروہ وہ ہے کہ دنیا میں جزا چاہتا ہے، ایک گروہ وہ ہے جو آخرت میں اپنی جزا رکھ دیتا ہے، پوری دنیا نے چاہا کہ جزا ملے آلِ محمدؐ نے اپنی جزا آخرت میں رکھ دی۔

(نعرۂ حیدری)

بات سمجھنا مشکل نہیں ہے آسان ہے، یہ پریشانیاں نہ ہوں کہ علیؑ نے حکومت کیوں نہ پائی اور حسنؑ نے حکومت کیوں نہ پائی اور حسینؑ نے راج کیوں نہ کیا اور ہمارے ائمہؑ بادشاہ کیوں نہیں بنے اور انہوں نے زمین کا اقتدار کیوں نہیں لیا اور انہوں نے لشکر کیوں نہیں بنائے، آج ہم عیش کر رہے ہوتے، ارے ہم عیش کرنے نہیں آئے، جب ہمارے ائمہؑ نے اپنی جزا آخرت پہ رکھ دی ہے تو ہم نے بھی جزا آخرت پہ رکھ دی، یہاں کچھ نہیں چاہیے، یہاں تک تقریر آئی، ایک دم ایک جملہ آیا ہے اور اتنا خوبصورت جملہ آ گیا ہے دل نہیں مان رہا کہ میں کہہ نہ دوں اور اُس کے بعد آگے بڑھوں، ساری دنیا میں اللہ کے بندے یہ چاہتے تھے کہ بس ابھی عمل ہو اور ابھی یہاں جزا مل جائے، اگر آلِ محمدؐ اور یہ قوم آخرت پہ جزا نہ اُٹھا رکھتی تو جملہ سنو، آخرت میں خاک اُڑ رہی ہوتی۔

اب پھر جملہ آیا، ارے ہم تو آخرت کی آبرو رکھیں گے۔ (نعرۂ حیدری)

پھر دوں ایک جملہ یعنی دنیا ڈبل مزے لینا چاہتی ہے، یہاں بھی لیا، اب بیٹھے ہیں رسولؐ بخشوائیں گے، اب پھر ایک جملہ دے رہا ہوں، آخرت میں حکومت اُس کی ہوگی جس کو سلطنت سے محروم کیا گیا، وہ علیؑ ہیں، وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ جن کا حق تھا اُنہیں حق نہیں دیا گیا، اس لیئے حق نہیں لیا کہ اُن کا حق آخرت پہ تھا، لکھ دیا یہ اس لیئے لکھا تھا تاکہ آج فیصلہ ہو جائے، ابھی فیصلہ ہو جائے، لوح پر شیطان نے پڑھا اور پڑھ کے چلا کون سا عمل کروں، کون سا ایسا عمل کروں کہ ایسی جزا ملے جو کسی کو نہ ملی ہو، طے کیا اُس نے اُس نے کہا افضل اعمال اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ہے، نیت کر کے سجدے میں گیا کہ، ایک ایسا سجدہ کروں گا کہ اس سے پہلے معبود کا سجدہ نہ ہوا ہو، سجدے میں سر رکھا، ساڑھے سات ہزار برس تک سجدے سے سر نہیں اُٹھایا، ہاں کائنات میں اس سے بڑا سجدہ نہ ہوا اور نہ ہوگا، کس کو عمر ملے گی اتنی بڑی کہ سات ہزار برس تک سجدے میں اپنے رب کے پڑا رہے، سجدے سے سر اُٹھایا دل میں غرور آیا، ہمارے علاوہ کوئی عمل کرنے والا نہیں ہے، ہمارے علاوہ ایسا عمل کوئی نہیں کرسکتا، اب دل میں تھا کہ بس جب موقع آئے گا تو اپنے مالک سے کہیں گے، اس کی جزا دے دے، ہمیں دنیا میں اس کی جزا دے دے، آخرت کس نے دیکھی ہے، کون انتظار کرے، بس جزا کا وقت آنے والا تھا کہ ایسے میں آدمؑ کا پُتلا بنا، تاکہ اللہ بتائے کہ تو دنیا میں جزا چاہتا ہے ایک ایسا بنا رہا ہوں کہ جسے ارض کا مالک بنا رہا ہوں، اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً بات کیا کریں، خلافت سے شروع ہوئی ہے میں حیران ہوں کہ آدمؑ کے لیئے، یہ کیوں نہیں اعلان ہوا، امام بنانے والا ہوں، نبی بنانے والا ہوں، یہ خلیفہ کیوں بن رہا ہے، پتہ چلا دل

میں جو سجدے کی جزا چاہی تھی وہ زمین کی خلافت چاہی تھی، کائنات کی خلافت اللہ مجھے دے دے، خلیفہ کے معنی معلوم ہیں خلف، next to kin یعنی فرزند بس میں ہوں اور میرے بعد تُو ہے، نہیں بولتے یہ کس کے خلف، یہ کس کے خلف ہیں، یہ جنہوں نے سلام پڑھا، یہ کس کے خلف ہیں، خالد ملک کے خلف ہیں اور اگر اُلٹی سیدھی باتیں کریں گے تو کہیں گے نا خلف، تو ایک ہے خلف ایک ہے نا خلاف، جہاں نا لگ جائے نا، تو پتہ چلا جو دل میں راز ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ہم اپنا نائب زمین پہ بنانے والے ہیں، شیطان کے دل میں تمنا تڑپ رہی تھی، اس لیئے کہا سجدہ ہو جائے، جزا ہم دے دیتے ہیں، لیکن کہاں سے جملے لاؤں اور آپ جیسا مجمع ہو، جو ماشاء اللہ سے برسہا برس سے سن رہا ہے، اس عشرے کا رضویہ سے لے کے یہاں تک ایک سفر ہے، ہمارے سامعین کا کہ چھوٹے بچے بڑے ہوئے اور ماشاء اللہ جوان ہوئے اور جو ساتھ میں شروع سے ہیں کیسا میرا مزاج سمجھتے ہیں، اس لیئے پڑھنے کا ایک لطف آتا ہے کہ منصب تو دیں گے جزا بھی دیں گے، لیکن ہم جو جزا دیتے ہیں، اُس کی بنیاد میں جب تک محبت نہ ہو، لے لے، کیا پتہ چلا عبادتیں کی تھیں اتنی اللہ کی بارگاہ میں سجدے کئے تھے کیوں نہ دے دی شیطان کو خلافت اور کیوں بنایا آدمؑ کو خلیفہ تو اللہ یہی جواب دے گا اطاعت تو تھی، میری اطاعت تو تھی، دل میں مودت نہیں تھی، محبت نہیں تھی۔ (نعرۂ حیدری)

اب کہاں سے جملے لاؤں، کہتا چلا جاؤں، پتہ چلا اللہ کو صرف اپنی اطاعت نہیں چاہیے، رکوع اور سجود نہیں چاہیے، یہ بتاؤ میرے بندو! مجھ سے محبت کتنی کرتے ہو، تمہاری محبتوں کو آزمانے ہی کے لیئے تو ابراہیمؑ سے کہا تھا۔ بیٹا دو

تا کہ ہم بتائیں کہ ابراہیمؑ صرف نمازیں نہیں پڑھتے بیٹا دے سکتے ہیں، اتنی محبت کرتے ہیں، لیکن ہم نے زندہ رکھا، اس لیئے کہ اتنی ہی محبت آزمانی تھی، پھر آخری حبیبؐ سے پوچھا، بیٹا دو گے، محمدؐ نے کہا لے جا، حسنؑ بھی تیرا، حسینؑ بھی تیرا، ہم تم کو چاہیں، تم ہم کو چاہو، کچھ تم ہمیں دو، کچھ ہم تمہیں دیں، بیٹے، حسنؑ اور حسینؑ جیسے محمدؐ نے دیئے ہیں تب شفاعت کا اقتدار لیا ہے، کون کہتا ہے کہ بخشش ایسے ہو جائے گی رسولؐ اللہ کے پاس بغیر حسنؑ اور حسینؑ کے ارے بیٹے دیئے ہیں، جملہ دے رہا ہوں، بیٹے اُس کی بارگاہ میں دیئے ہیں تب شفاعت کا تاج لیا ہے، شفاعت کا تاج سونے کا نہیں ہے، اُس تاج کا نام ہے حسنؑ اور حسینؑ، یہ ہیں تاج، یہ نبوت کا تاج ہیں، یہ توحید کا تاج ہیں، یہ رسالت کا تاج ہیں، یہی ہے نبیؐ کی شاہی اور شاہی میں یہی ہوتا ہے تو جو بادشاہ ہوتا ہے پوری کائنات اُس کی غلام ہوتی ہے، اس لیئے حسنؑ نے کہا تھا ارے جا غلام زادے (نعرۂ حیدری)

اللہ نے شیطان سے کہا، کیوں نہیں سجدہ کیا تو نے، اُس نے کہا میں افضل ہوں، جھگڑا چلا افضلیت کا، اب تک جاری ہے، یہ سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور سب یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ میں افضل، سب کی بات مانی جائے گی، جب تک یہ نہ کہیں کہ ہم کس سے افضل ہیں، ارے علیؑ نہ ہوتے تو یہ بحث کیوں ہوتی، فلاں افضل ہے اور فلاں افضل ہے، آدمؑ نہ ہوتے تو یہ بحث کیوں ہوتی، تو فضیلت کس کی رہی، ارے فضیلت کس کی رہی، آدمؑ کی رہی میں اس سے افضل ہوں، آدمؑ جب تک نہیں تھے، یہ جملہ کیوں نہیں کہا تھا کہ میں افضل ہوں کس سے ہوں افضل کہتا اللہ سے کہتا کہ تجھ سے افضل ہوں تو جہنم میں نہ ڈالا جاتا اُسی

وقت، پتہ چلا ہستی سامنے آتی ہے تب کیڑا دماغ میں کلبلاتا ہے، میں افضل ہوں، میں افضل ہوں، مجھے فضیلت حاصل ہے،فضیلت تو خود فضیلت لے لے گا، یا وہ عطا کرے گا فضیلت ارے اُس کو تو کہنے دے،فیصلہ تو اُدھر سے ہوگا کہ آدمؑ افضل ہیں کہ تو افضل ہے، یہ تو کیوں کہہ رہا ہے کہ میں افضل ہوں اور دلیل کے ساتھ بات کی دلیل کیا لایا میں آگ سے بنا ہوں یہ مٹی سے، یہ بات کہاں سے آئی، شیطان کے دماغ میں کہ افضلیت کے لیئے دلیل یہ دے رہا ہے میں آگ کا، یہ مٹی کا، آگ کو افضل سمجھ رہا ہے، مٹی سے، کس کتاب میں یہ بات لکھی تھی،لوح پہ لکھی تھی، کسی فرشتے نے بتائی تھی، جبریلؑ نے بتائی تھی، اللہ نے کبھی بتائی تھی، یہ کہاں سے لایا بات، اس کو کہتے ہیں قیاس، قیاس کیا، اس لیئے اللہ نے قیاس کو حرام قرار دیا اور کہا دین میں قیاس نہیں ہے اگر فتویٰ دیا جائے گا تو عقل سے دیا جائے گا یا معصوم کے قول سے دیا جائے گا اگر کسی نے قیاس سے دیا تو وہ فتویٰ حرام ہے۔حرام ہے فتویٰ، اب اگر فتویٰ آجائے،تعزیہ دیکھنا گناہ تو آیت سے ثابت کرو، یا حدیث سے ثابت کرو کہ حرام ہے، قیاس سے نہیں چلے گا کام، ماتم بُرا ہے، زنجیر بُری ہے، آگ کا ماتم بُرا ہے، کہاں سے آئے فتوے، قیاس، قیاس تو حرام ہے، حدیث سے ثابت کرو کہ حرام یا آیت سے ثابت کرو کہ حرام، ہم سے کہتے ہیں نہیں دیکھا ہم سے کہتے ہیں ماتم ثابت کیجیئے قرآن سے، حدیث سے،تم ہم سے کیا کہو گے تم نے کہا حرام تو حرام ثابت کرنے کے لیئے آیت تو لاؤ، آیت لا نہیں سکتے، یعقوبؑ کا ماتم قرآن میں موجود ہے، حدیث سے لا نہیں سکتے، رسولؐ نے حمزہؓ کا ماتم کیا، قیاسی فتوے نہیں چلیں گے، دلائل لایئے دلائل، ہم سے دلائل نہ مانگیئے،جس چیز کو آپ نے حرام

کہا ہے دلیل آپ دیجئے، ہم کیوں دیں، ہم نے کب آپ سے کہا تھا حلال ہے اور یہ ہے اور وہ ہے، ہم نے تو آپ کو چھیڑا ہی نہیں تھا، چھیڑا آپ نے، دلیل آپ لائیے جو کہے وہ پھنسا، اس لیئے کہ دلیل کسی کے پاس نہیں ہے، صرف پروپیگنڈا، پروپیگنڈے پہ دین نہیں چل رہا، دلائل پہ چل رہا ہے، دنیا پوچھتی ہے کہ اگر اللہ ایک ہے تو دلیل کیا ہے۔ اگر وہ عادل ہے تو دلیل کیا ہے، اگر نبوت ہے تو دلائل کیا ہیں، قیامت آئے گی تو دلیل کیا ہے، بغیر دلیل کے بھی کوئی رُکن ہے اسلام میں، تو پھر ہمارے ارکان بھی ہیں، یہ بھی دین کا حصہ ہے، اگر آپ اسے غلط کہہ رہے ہیں تو دلیل لائیے اور اتنی بڑی دلیل علیؑ نے دے دی کہ ہر ہر رُکنِ اسلام پر اسی دلیل کو فٹ کر لیا کیجئے نہ کسی حوالے کی ضرورت، نہ کسی کتاب کی ضرورت۔ اس نے آ کے کہا علیؑ سے آپ کیسے کہتے ہیں کہ اللہ ہے، آپ نے کہا تو کیسے کہتا ہے کہ نہیں ہے، ہوگئی نہ بات، تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ نہیں ہے، کہا سن ہم اور تو، تو کہتا ہے کہ نہیں ہے، ہم کہتے ہیں کہ ہے، یہ سمجھ لے کہ فائدے میں کون ہے، نہیں کہنے والا یا ہاں کہنے والا، اس نے کہا سمجھائیے، کہا سمجھ فرض کر آخرت میں ہم اور تو پہنچے، وہاں پتہ چلا خدا نہیں ہے، میں نے کہا تھا ہے، نہیں نکلا، کوئی بات نہیں ہم اور تو برابر ہو گئے، تیرا عقیدہ بھی کہ نہیں تھا میں بھی تیرے عقیدے پر آ گیا کہ نہیں ہے، نکلا ہی نہیں آخرت میں، کہیں تھا ہی نہیں، ایسے ہی مان رہے تھے، لیکن اگر ہم آخرت میں پہنچیں اور میرے عقیدے کے مطابق اللہ نظر آ یا تو تو کیا کرے گا تو نے تو کہا تھا نہیں ہے، پکڑا جائے گا تو میں اُدھر سے بھی بچا اور اِدھر سے بھی بچا، اب سن لو، حسینؑ کی عزاداری حلال ہے کہ حرام، فائدے میں کون ہے، فرض کرو کہ آخرت میں

پہنچے، کہا جا کچھ نہیں ہے عزاداری وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ تو ہم اور وہ برابر ہو گئے اور اگر نبیؐ نے کہا ابھی ماتم ہو گا تو جو نہیں کرتے وہ کیا کریں گے۔ (نعرۂ حیدری)

پھر کیا ہوگا، پھر کیا ہوگا، ہم یوں بھی فائدے میں رہے، یوں بھی فائدے میں رہے، اگر محشر میں پتہ چلا اور ہم پہنچے اور فرشتوں نے کہا یہ سب غلط ہے ماتم وغیرہ سب غلط ہے تو پوچھا نبیؐ نے بلا کے کیوں بھئی تم ماتم کیوں کرتے تھے، ایک ہی جواب، بھئی آپ نواسے کو چاہتے تھے، ہم نے آپ کی چاہت کو دیکھا، ہم نے بھی حسینؑ کو چاہا، اب محبت میں جو سمجھ میں آیا وہی کیا، نبیؐ نے کہا جاؤ اچھا معاف کیا، لیکن جنہوں نے نہیں کیا اُن کے پاس محبت کا ثبوت، محشر میں کیا ہے۔ کیا ثبوت دیں گے کہ دنیا میں حسینؑ کو چاہا تھا، لاؤ ثبوت نبیؐ کہیں گے کیا ثبوت ہے لاؤ کیا لائے ہو، کیا چیز لائے ہو۔ اگر محبت تھی میرے نواسے حسینؑ سے تو لائے کیا ہو، محبت کے ثبوت میں لاؤ، تو کیا پوری قوم یہ کہے گی کہ یہ لائے ہیں ذاکر نائیک کو، تاکہ سب کو جہنم میں لے کے جائے، کیا ہوگا تو قیاس نہیں چلتا، دینی باتوں میں اپنی رائے مت بھڑایا کیجئے کہ ایسا ہوا ہوگا، حرام ہے یہ بات، یہ بات حرام ہے اپنی طرف سے کوئی بات کہہ دینا، اس لیئے کہ اس میں آدمی کو ذلیل ہونا پڑتا ہے، اگر اپنی مرضی کو شامل کر دے، حرام ہے اپنی مرضی کو دین الٰہی میں ڈال دینا، اسی کو کہتے ہیں شرک، یہی ہے شرک، شیطان نے کیا شرک، حالانکہ توحید پرست تھا، یاد رکھنا توحید پرست سے ہی شرک ہوتا ہے، مشرک نہیں شرک کرتا، جو زیادہ پروپیگنڈا کرتا ہے اللہ اللہ اللہ اُسی سے شرک ہوتا ہے، حدیثِ رسولؐ بہت مشہور ہے اصحاب سے کہا شرک چیونٹی کی چال سے تم میں چل رہا ہے، ہائے ہائے نبیؐ نے کہا اُمت سے شرک تمہارے اندر چیونٹی

کی چال سے چل رہا ہے۔ اب کدھر سے کدھر جا رہا ہے، چیونٹی کی چال سے آہستہ آہستہ کیسے ڈرا کے گئے، پتہ چلا شرک کا بُت تو تمہارے اندر ہے، پتھر کے بتوں کی ضرورت نہیں ہے، بت تو اندر پرورش پا رہے ہیں، اندر سے مشرک ہو، کون؟ اس کی کوئی بات ہی نہیں ہو رہی ہے یہاں، کون کا تو مسئلہ ہی نہیں ہے، بہتر فرقے ہیں ہم کسی کا نام نہیں لے رہے ہیں، اس میں ہم بھی شامل ہیں، اگر سب مشرک تو ہم بھی مشرک، سب مشرک تو ہم بھی مشرک، لیکن شرک سے بچا کیسے جائے، شرک سے بچنا ہے قیاس نہیں کرنا ہے، پلٹ کے امام سے پوچھ لینا ہے، مولا آپ کیا کہتے ہیں، جواب میں اگر مولا سے پوچھے بغیر کچھ کہہ دیا تو یہ ہے شرک، اگر شیطان اللہ کو اپنا مولا سمجھتا تھا تو اللہ ہی سے پوچھتا کہ اس کو تو نے بنایا ہے، اب یہ بتا دے کہ ان دونوں میں افضل کون ہے، یہ افضل ہے یا میں؟ اللہ فیصلہ کرتا، اکڑ کے کہنے لگا بدتمیزی سے، میں کیوں کروں سجدہ اور کیوں مانوں تیرا کہا، پتہ چلا توحید یہاں پہ ختم ہوئی، توحید سجدے کا نام نہیں ہے، توحید نام ہے اللہ کے حکم ماننے کا، سجدے تو سب کر رہے تھے، اللہ نے کہا يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ:٦٧) مانا تو مسلمان، نہیں مانا تو کافر، حکم ماننا ہے حکم، ہم نے کہا ہے سجدہ کرو، ہم نے کہا ہے کہ سجدہ کرو، بس سجدہ کرو، جب شیطان نے سجدہ نہیں کیا تو کہا نکل جا یہاں سے، کہتے ہیں جیسے ہی اللہ نے کہا

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ (سورۂ اعراف۔۔۔آیت ۱۸)

نکل جا، مسخ ہوا، ہڈی کا ڈھانچہ بنا، مسخ شدہ کو کہتے ہیں ابلیس، ابلیس کے معنی

ہیں خبیث، شیطان نام پڑا، شیطان کے معنی ہیں اللہ کی طرف سے منہ موڑ کے جانے والا، اب جو چلا اور بدتمیزی کرتا ہوا چلا اور پے در پے زبان درازی کی، واہ رے صابر، دنیا کہتی ہے ایوبؑ صابر، یعقوبؑ صابر، یوسفؑ صابر، نہیں میرا اللہ صابر، سارا اختیار رکھتے ہوئے دنیا یہی تو کہتی ہے قتل کر دیتا، قتل کر دیتا، کیوں قتل کر دیتا، ابھی جو عمل کیا ہے اُس کی جزا باقی ہے، لوگ کہتے جزا دینا نہیں چاہتا تھا، مروا دیا، تو پھر اور بندے کیا یقین کرتے کہ جو وعدے اللہ نے کیے ہیں جنت دیں گے، حوریں دیں گے، یہ دیں گے وہ دیں گے، جب بڑے مجرم کو مروا دیا اور اُس کو کچھ نہ دیا تو اللہ ہمیں کیا دے گا، تو عدل کیسے برقرار رہتا، دیکھو یوں دیتے ہیں دشمن کو دیتے ہیں، تو پھر محبت کرنے والوں کو کیا ملے گا، ایک سجدے کی قیمت چاہی، مانگ کیا مانگتا ہے، زبان کھل گئی، زبان دراز ہوگئی، اپنے ظرف میں نہیں سما رہا تھا کہ کیا کچھ نہ مانگ لوں، دے مجھے دے عمر دے، قیامت تک کی، کہاں سے شری دماغ بھڑا کرتا کہ پورا تماشہ تیرا دیکھوں، جب تک دنیا تیری رہے میں تیرا تماشہ دیکھوں، اس لیئے عمر مانگی، آواز آئی وقت معلوم تک کی عمر دی، جواب آیا اُس نے کہا قیامت کی عمر دے، اللہ نے کہا وقتِ معلوم، یعنی اُس وقت تک کی عمر دے رہا ہوں جو وقت صرف مجھے معلوم ہے اور کسی کو نہیں معلوم، اچھا اس پہ لڑا کیوں نہیں، وقت معلوم تو دو سال کے بعد بھی ختم ہو سکتا تھا، لڑا کیوں نہیں، اس لیئے پوری کہانی کل کی تقریر میں سن چکے، شیطان پورے عہد دیکھ چکا تھا، زمانے دیکھ چکا تھا کہ اس کا ارادہ کہاں سے کہاں تک کا ہے، ارادے کا سفر دیکھا تھا کہ نورانی کروڑوں برس کا ارادہ اس کا ہوتا ہے اور کروڑوں برس کے بعد ارادہ پورا ہوتا ہے، چھوٹا سا ارادہ نہیں ہے اور

تب کہا آیۂ تطہیر میں ہم نے ارادہ کیا کہ طہارت ہی طہارت ہو، نجاست کو دُور کب سے رکھا، جب سے ہے جب سے اُس کا ارادہ، کب ارادہ کیا، ارادہ جانتا ہے اس لیئے جھگڑا نہیں کیا، ہاں وقت معلوم تک طاقت دے، طاقت ایسی دے کہ میں سب کو بہکا سکوں، وہ مجھے دیکھ نہ سکیں، میں اُنہیں دیکھوں، طاقت دے دے، جا وہ تجھے نہیں دیکھ سکیں گے، تو سب کو دیکھے گا، کہا یہ طاقت دے کہ رگوں میں سما جاؤں، جسموں کے خون میں دوڑوں، کیا کیا مانگے گا، جہاں خون میں دوڑ رہا ہوگا، کا ہے کو چاہے گا وہ خون حسینؑ کو دے دوں، شیطان کیوں چاہے گا کہ زنجیر کا ماتم ہو قمع کا ماتم ہو، حسینؑ کی محبت میں بہتے خون کو روکے گا، شیطان نے اللہ سے طاقت لی ہے، رگوں میں دوڑوں، دائیں سے آؤں، بائیں سے آؤں، سامنے سے آؤں، پیچھے سے آؤں، سارا اقتدار دے دے، لے جا اقتدار دنیا میں جو چاہا مانگتا چلا گیا، اس سے زیادہ مانگتا وہ دیتا، ایک سجدے کا صلہ پوری دنیا پہ حکومت کر رہا ہے اور نظر نہیں آتا، غیب میں حکومت کر رہا ہے، جسے چاہتا ہے بہکا دیتا ہے۔ اللہ کے مقابل میں جب چاہتا ہے دوسرا اللہ بنا کے لے آتا ہے، طاقت تو دیکھئے کبھی نمرود کو لاتا ہے، کبھی فرعون کو لاتا ہے، یہ بنانا، ارے بُت تو بنوانا اُس کے لیئے چھوٹی بات تھی، اب مجلس کا موضوع کھول رہا ہوں، اس وقت مجلس کا موضوع مٹی کے بُت نہیں ہیں (نہیں) بس سمجھ لو کیا موضوع ہوگا، مٹی کے بُت ٹوٹ چکے، پھر بھی بُت پرستی رہ گئی، رہ گئی بُت پرستی، بُت پرستی ہے، قسم کھا کے بتاؤ ڈالر کی پوجا ہے کہ نہیں ہے، ڈالر بُت ہے، بُت صرف مٹی کا نہیں ہوتا، اندر سمایا ہوتا ہے بُت، قیاس کا بُت سمایا تھا شیطان کے اندر، قیاس کے بُت چلتے ہیں قرآن کی آیت پڑھ کے بتاؤں گا کہ بُت کہاں کہاں

ہیں اور بت پرستی اور صنم پرستی کسے کہتے ہیں اور کہاں کہاں صنم بنائے گئے، یہ دوسری بات ہے، صنم بنے صنم تراشنے والے اور تھے صنم اور تھے، جہنم میں پھینک دیا جائے گا، جیسے ہی شیطان کو جہنم میں پھینکا جائے گا، سب لپٹ جائیں گے اس سے تو نے بہکایا، تُو کچھ کرتا کیوں نہیں ہمارے لیئے، تیرے کہے پہ چلے تھے، تو نے دعوت دی تھی، ہم تیرے پیچھے چلے، جو جو تو کہتا گیا ہم کرتے گئے، اب بچاتا کیوں نہیں، کہا ہم کیوں بچائیں، کوئی ہم نے تمہیں بہکایا، تمہارے نفسوں نے تمہیں بہکایا، اپنے نفسوں کو برا کہو،

أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۝ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا

(سورۂ فرقان آیت ۴۳)

ترجمہ: ''تم نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا تھا''

اس لیئے اللہ نے وعدہ کیا تھا تم سے کہ جنت ہم دیں گے، کوثر ہم دیں گے، اُس کے وعدے پہ اعتبار نہیں کیا، میرے جھوٹے وعدوں پر اعتبار کر لیا، تو جاؤ جہنم میں، یہ ہے شیطان کا انجام، سب قرآن میں لکھا ہوا ہے، سب آیتوں میں موجود ہے، جاتا ہے تو جا منھ موڑ کے جا، سب کو بہکاؤں گا، خود ہی بڑبڑا رہا ہے، وہ کچھ نہیں بول رہا، پُر وقار بات ہی کچھ اور ہوتی ہے، چھوٹا کوئی زبان لڑائے، اُس کے ساتھ بڑا زبان لڑانے لگے، یہ اُس کے وقار کے منافی ہے، جو کہتے ہیں کہنے دو، جو کہنا ہے کہتے رہو، غصہ دلا رہا ہے، جلال میں لانا چاہ رہا ہے، کہاں سمجھ رہے ہیں آپ، اتنا طیش پہ لا رہا ہے معبود کو کہ اُسی وقت غصے میں آ کے اللہ سزا دے، فرشتوں سے حجت تمام کرے یہ ہے تیرا معبود، انتقام لیتا ہے، بدلا لیتا ہے، اس لیئے علیؑ مدینے میں چپ بیٹھے رہے، کاہے کا بدلہ، وقار وقار ہے، جو کہنا ہے کہتے رہو، ہم سن رہے ہیں، کیوں کہ آخرت ہماری ہے، دنیا تمہاری،

آخرت ہماری۔ جب فیصلہ ہو گیا تو اب کیوں بولیں، نہیں سمجھ رہے ہیں آپ اور ایک سجدے کا صلہ مانگا ہے، اتنا سب کچھ کہ کائنات پہ کنٹرول دے دے۔ جب شیطان کے ایک سجدے کا صلہ اتنا ملا کہ رگوں میں دوڑ سکتا ہے تو حسینؑ کے ایک سجدے کا صلہ کیا ہو گا۔ (نعرۂ حیدری)

ٹھہرو ٹھہرو، حسینؑ نے سجدہ اس لیئے کیا کہ اپنے معبود کو بتائیں، پروردگار دیکھ یہ ابلیس بڑا اکڑا تھا اپنے سجدے پر، جملہ سننا، تاریخی جملہ کہنے جا رہا ہوں، بہت اکڑا ہوا تھا شیطان سات ہزار سال کے سجدے پر، حسینؑ نے سات منٹ کا سجدہ کیا اور سجدہ کر کے بتایا کہ اُس نے لالچ میں سجدہ کیا تھا، میں شکرانے کا سجدہ کر رہا ہوں، ٹھہرو جملہ سنو، اُس نے سجدہ کیا تھا کچھ لینے کے لیئے، میں نے دیا ہے تو سجدہ کیا ہے، دیا ہے یہ لے لے، یہ لے لے، یہ لے لے، قبول کر لیا سجدہ وہ اور ہے جو عبادت لالچ میں کرتے ہیں، یہ اور ہیں جو دے دے کہ اُسے راضی کرتے ہیں، جب وہ راضی ہوتا ہے تو آواز آتی ہے

يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷) ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (۲۸) فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ (۲۹) وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (سورۂ فجر ۳۰)

ہم تم سے راضی، تم ہم سے راضی، اس لیئے واقعۂ کربلا سجدے پہ ختم ہوا......

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ سارے انسان گھاٹے میں ہیں اور خسارے میں ہیں، عصر کی قسم، یہ سجدہ دیکھو اس سجدے کو کہاں دنیا حسینؑ کے ایک سجدے کو سمجھی اور کیسے سمجھے گی اس سجدے کو اور کب سمجھ میں آئے گا یہ سجدہ پروردگار تو امتحان لے رہا ہے اور میں امتحان دے رہا ہوں، میں تیری تسلیم و رضا کے درمیان ہوں، معبود امتحان لیتا جا میں امتحان دیتا جاؤں گا اور پھر ایک

جملہ کہا پروردگار میں نے تجھ سے جو وعدہ کیا تھا پورا کیا، اب تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے پورا کر، پتہ چلا دوطرفہ وعدہ ہے، کہاں اس جملے کی عظمت کا وزن آپ اُٹھا پائیں گے، حسینؑ نے جو وعدہ کیا وفا کیا، پروردگار کا وعدہ ابھی تشنہ ہے، آئے گا وہ دن جب اللہ نے حسینؑ سے جو وعدہ کیا ہے اُس وعدے کو ادا کرے گا، ہے کوئی وعدہ ہے، وہ رازِ الٰہی ہے، وعدہ تھا بہن جانتی تھی، بھائی کا وعدہ ہے ارے بہن جانتی تھی، بہن تو عصمت مآب بی بی تھی کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی یہ معلوم تھا کہ حسینؑ کا معبود سے کوئی وعدہ ہے، سکینہؑ بی بی کو بھی معلوم ہے، محمد باقرؑ کو بھی معلوم ہے، چھوٹے بچوں کو معلوم ہے کہ ہمارے آقا اور مولاؑ کا وعدہ ہے چھوڑا نہیں ہے، تنہا اُس نے حسینؑ کو تنہا نہیں چھوڑا، ہر آن نظر ہے، سر کہاں جا رہا ہے، نیزے پہ بلند ہے، حسینؑ طاقت دے دی تمہیں بولو، ہونٹ ہلاؤ، ہونٹ ملے تو پھر اُسی کی مدح، اُسی کے قرآن کی تلاوت، پورے راستے حسینؑ سورۂ کہف پڑھتے رہے، سر نیزے پر چلتا رہا، فاطمہؑ کے لال کی یہ آخری سواری تھی، سواریاں بھی حسینؑ کو عجیب ملیں، کبھی جبریلؑ کے پَر ملے سواری کے لیئے، کبھی نانا کا دوش ملا سواری کے لیئے، کبھی نماز میں پشتِ نبیؐ ملی سواری کے لیئے، کبھی ماں کی گود ملی سواری کے لیئے، کبھی ذوالجناح ملا سواری کے لیئے، ہائے کبھی تیر ملے سواری کے لیئے اور کبھی نیزہ ملا سواری کے لیئے، شبِ جمعہ ہے آج ارشادات ہیں شبِ عاشور کی طرح، شبِ جمعہ علی اکبرؑ کا ذکر ضرور کرو، حسینؑ کو شبِ جمعہ ذکر پسند ہے کہ کوئی میرے بیٹے علی اکبرؑ کا ذکر کرے، سفر کا مہینہ ہے قافلہ ہے اس لیئے اب ہم کربلا واپس تو نہیں جائیں گے، ہاں ایک جملہ سنا دیں کہ جب لاشِ علی اکبرؑ پر حسینؑ پہنچے تو بس صرف ایک

جملہ کہا، میرے لال تیرے بعد اس دنیا پہ خاک ہے، کہتے ہیں حسینؑ نے ابھی کہا تھا کہ آسمان سے خاک برسنے لگی، پوری کائنات میں خاک اُڑ گئی، مٹی اُڑ رہی تھی، آسمان سے خاک برس رہی تھی، اس دنیا پہ خاک ہے، اللہ نے خاک ڈال دی، دنیا پہ، علی اکبرؑ کے بعد اب کیا رہا، جب حسینؑ کا جوان بیٹا نہ رہا، جب اُمِ لیلیٰؑ کا چاند نہیں رہا، تو اب اس دنیا پہ خاک، کیا تھا پیار کیسا تھا پیار، علی اکبرؑ جھولے میں ہوتے تو آدھی رات کو حسینؑ اُٹھ کر جھولے کے پاس آ جاتے، اُمِ لیلیٰؑ پوچھتیں، نیند نہیں آتی، علی اکبرؑ کا پیار ہمیں سونے نہیں دیتا۔ کیا چاہا ہے باپ نے بیٹے کو، تو اب جملہ سن لو یہ ہے روایت میں مقتل میں کہ علی اکبرؑ کا سر نیزے پر تھا، جدھر جدھر علی اکبرؑ کا سر جاتا، حسینؑ کا سر اُدھر مڑتا جاتا اور علی اکبرؑ کا چہرہ دیکھتے جاتے، لیکن راستے میں ایسے بھی مقامات آ جاتے کہ جہاں خبر ملتی کہ فلاں شہر والے جنگ کر کے سرِ حسینؑ چھین لیں گے تو شمر حکم دیتا، صندوقوں میں سر کو بند کر کے تالے لگا دو اور اونٹ پہ صندوق رکھ کر راستہ بدل کر نکل چلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس گاؤں والے سر چھین لیں، ہمیں سروں کو یزید تک پہنچانا ہے اور انعام لینا ہے ایک منزل آئی، ایک صندوق میں حسینؑ کا سر، ایک صندوق میں علی اکبرؑ کا سر، لیکن جب وہ جگہ نکل گئی تو پھر نیزوں پہ سر چڑھانے کی ضرورت ہوئی، کہا صندوقوں کو کھول کر نیزوں پر سروں کو چڑھا لو اور تماشہ دکھاتے ہوئے چلو، لیکن جیسے ہی وہ صندوق کھولا جس میں حسینؑ کا سر رکھا تھا، صندوق کھلا تو اُس میں حسینؑ کا سر نہیں تھا، جب حسینؑ کا سر نہ ملا تو تازیانہ لے کے شمر سیّدِ سجادؑ کی طرف آیا اور کہا تم سب بنی ہاشم جادوگر ہو، تمہارے باپ کا سر صندوق سے کہاں غائب ہو گیا، یہ کہہ کر اُس نے تازیانہ اُٹھایا تو سیّد سجادؑ نے کہا ارے

کیوں مارتا ہے، میرے بابا کا سر اُس صندوق میں ہے جس میں میرے بھائی علی اکبرؑ کا سر ہے، صندوق کھلا تو دیکھا گیا علی اکبرؑ کے منہ پر حسینؑ کا منہ آواز آرہی تھی، میرے لال علی اکبرؑ ولدی علی اکبرؑ۔ ماتم حسین!

❁❁❁❁

چوتھی مجلس

شیطان نما انسان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو اُنتیس ہجری عشرۂ چہلم کی امام بارگاہ جامعۂ سبطین میں آپ حضرات چوتھی تقریر سماعت فرما رہے ہیں۔ خلقتِ کائنات اور اللہ کی مخلوقات کا آغاز ہو، اس سے پہلے اللہ نے ہر پیدا ہونے والی شے کو حکم دیا کہ میری بارگاہ میں حاضر ہوں، چونکہ اُن تمام مخلوقات کو ذرّے کی شکل میں بلایا گیا، اس لیئے اُس زمانے کو عالمِ ذر کہتے ہیں، وہ عالمِ ذر تھا کہ جس میں سب کو طلب کیا گیا اور جو گفتگو ہوئی اُس کو کہتے ہیں میثاق، قرآن میں اُس آیت کو آیۂ میثاق کہتے ہیں کہ جس میں اللہ نے وہ بیان کیا، کیا ہم نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا، تو وہاں پوچھا گیا تمہارا رب کون ہے اور سب نے کہا قالو بلا، تو ہی ہمارا رب ہے، سب نے کہا ہمیں اقرار ہے اور اُس کے بعد اللہ نے اپنے حبیبؐ کی رسالت کا اقرار لیا اور پھر علیؑ کی ولایت کا اقرار لیا۔ (نعرۂ حیدری)

دراصل تاریخِ اسلام اور سیرتِ پیغمبرؐ کو جب قرآن میں آیت موجود ہے تو آیۂ میثاق سے شروع ہونا چاہیئے، آج کے کیلنڈر کے حساب سے تاریخوں کے تعین میں جبکہ رات و دن نہ ہوں تو یہ بتانا مشکل ہے کہ کتنے لاکھ یا کروڑ ارب برسوں

پہلے اللہ نے اقرار لیا، اقرار سب کا تھا اور وہیں یہ بھی فیصلہ ہوا کہ ہم کوئی تحفہ بھی تمہیں دینا چاہتے ہیں، چونکہ تم نے اقرار کیا ہے ہماری ربوبیت، ہمارے حبیبؐ کی رسالت اور ہمارے ولی کی ولایت کا اس لیئے ہم تمہیں عقل سے نوازتے ہیں، انسان کو عقل عطا کی گئی ہے، تین شرطوں پر اللہ کی ربوبیت، نبیؐ کی رسالت، علیؑ کی ولایت، اگر تینوں شرطوں میں سے ایک شرط کم ہوگئی، عقل چلی جاتی ہے، اب لاکھ کچھ کرتے رہیئے عقل ساتھ نہیں دیتی، ہاں یہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ جب عقل سَلب کر لی جاتی ہے بغیر اقرارِ رسالت اور ولایتِ علیؑ کے بغیر یا اللہ کو ایک مانے بغیر، لا الٰہ کے بغیر پھر اتنی سائنس کی ترقیاں کیسے ہوگئیں، پھر یہ کونسی عقل ہے، یہ عقل نہیں ہے، یہ شیطان کی ایڈ (Aid) ہے، اُس کا وہ وعدہ کہ مجھے یہ طاقت دے کہ میں بندوں کے پاس پہنچ سکوں، ان کے دماغوں میں سَرایت کر جاؤں، تو اُس نے تو بہت کچھ بنتے دیکھا ہے اُس نے آدمؑ کا پتلا بنتے دیکھا ہے اور مٹی کے پُتلے کو پڑے ہوئے دیکھا ہے تو اُس کے لیئے کیا مشکل تھا کہ پتلے کا مٹی کا تصور لے کر وہ ذہن انسانی میں بُت کا تصور پیدا کر دے، چونکہ ولایتِ علیؑ کو چھوڑا عقل نے ساتھ چھوڑا، اب دماغ میں شیطان نے اپنی کارفرمائی کی، بُت بنا لو، اللہ نظر نہ آئے تو بُت بنا لو، یہ ہے بُتوں کی کہانی کا آغاز، بُت نہ بنتے دنیا میں اور ظاہر ہے کہ جب تفصیل پڑھوں گا، روئے زمین کا کوئی خطہ ایسا باقی نہیں تھا کہ جہاں بُت نہ بنائے گئے ہوں، جہاں بُت نہ تراشے گئے ہوں اور جہاں بت نہ پوجے گئے ہوں، کوئی زمین باقی نہیں ہے اور کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کیا مصر اور کیا شام اور کیا یورپ کے ممالک اور کیا روس، آذربائیجان آرمینیا اور وہ خطے جاپان تک اور چائنہ تک اور امریکہ تک،

سب جگہ بتوں کی حکومت تھی، بت ہی حکمراں تھے تو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کہاں کہاں بت تھے ارے جب اللہ کی سرزمین نہ بچی جہاں ابراہیمؑ نے اللہ کا گھر بنایا، نماز پڑھنے کے لیئے، جب وہاں یہ آ کر بیٹھ گئے، بٹھائے گئے، بنا کے لائے گئے، تراشے گئے، ان کو مانو اور ان کو پوجو تو اگر میری بات کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہی کہ سائنسی ترقیاں شیطانی چرخہ ہیں، عقل کی کارفرمائی نہیں ہے، بہت دیر میں دماغ میں یہ بات اُترے گی، تو یہیں سے دلیل دے دوں کہ وہ عقل جو اللہ نے عطا کی ہے، اپنی ربوبیت اور رسالت اور ولایت کے تحفے میں، کیا وہ عقل بت تراش سکتی تھی، اس کے معنی جب بت تراشے گئے تو عقل جا چکی تھی، جب بت پوجے گئے تو عقل جا چکی تھی اور کروڑوں اربوں انسان بتوں کو پوج رہے تھے، تو جب بت پوجے جا رہے تھے اور بت بنائے جا رہے تھے، تو کیا اُن کے قریب کہیں عقل تھی، عقل جا چکی تھی، اب جتنے بھی کام بت پرستوں نے کئے وہ عقل کے کام نہیں تھے، اب میں آپ سے پوچھوں کہ وہی بت پرست اگر لا الٰہ کہہ لیتے ہیں تو کیا عقل اُن کی واپس آ گئی ہے، اب یہ آپ بتایئے گا ہمیں کیا وہ اُس کے بعد عقل کی بات کر سکتے ہیں، یہ باتیں ہم آپ سے کریں گے آنے والی تقریروں میں کہ کیا لا الٰہ کہنے کے بعد عقل واپس آ گئی، اگر تمہید کی تمام منزلوں کے ساتھ آپ اس آئینے میں سوچتے چلے جائیں گے تب یہ بات ہوگی، ابھی تو بت پوج رہے تھے، ابھی لا الٰہ کہہ دیا، دوڑ کے آ گئی عقل، دماغ میں واپس آ گئی، بت پرستوں سے بھاگی تھی، ٹھہری نہیں تھی، عقل طہارت ہے، بت پرستی نجاست ہے، دونوں چیزیں جمع کیسے ہو سکتی ہیں، بت پرستی آ گئی تو عقل ٹھہری ہوئی ہے، کبھی بھی دماغ میں طہارت نہیں ٹھہرے

گی، اس لیئے کہ نجاست نے جگہ بنالی، دماغ میں بھی بت تھے، اقبال نے تو کہا صرف بت نہیں پورا سومنات کا مندر اِن کے دماغوں میں ہے، سومنات اندر سراست، اِن کے سروں کے اندر، پورا سومنات بھرا ہوا ہے۔ کسی اور نے نہیں کہا بات اقبال کی ہے، سب موجود ہے، شاعری لیکن میں نہیں دوہرا رہا ہوں کہ کس کو کہا ہے کہ دماغوں میں پورا سومنات کا مندر ہے، ایک بت نہیں ہے، پورا بت خانہ ہے، اس کے اندر صنم پرستیاں ہیں، تو مندر میں نہیں بت پوجے جاتے، دَیر میں نہیں پوجے جاتے، موضوع یہ ہے کہ دماغوں کے اندر جو مندر بنے ہوئے ہیں، دماغوں کے اندر بنے ہوئے ہیں اور جو سب سے بڑا مندر ہوتا ہے۔ انسانوں میں جو سب سے بڑا ہوتا ہے اُس کو کیا کہتے ہیں، اُردو زبان میں اُستاد اور ہندی میں کیا کہتے ہیں گرو، ایک ہے مندر چھوٹا سا، ایک ہے بڑا سا مندر، اُسے کیا کہیں گے، کوئی نہیں سمجھا، دیکھیئے دو چار لوگ سمجھے، ارے گرو مندر اور اب تک نام مشہور ہے، گرو مندر سب سے بڑا مندر چورا ہے یہ بنا نظر کہیں نہیں آتا، جگہ کا نام اب تک ہے گرو مندر، لیکن اگر کسی نے اُس نام کو پامال کیا تو اُس کا نام ہے سبیل، سبیل نہ ہو تو گرو مندر، دوسرا نام کیا ہے سبیل کا لفظ پہلے ہے، مسجد بعد میں ہے، مسجد نہیں مشہور ہے مسجد کی سبیل، سبیل والی مسجد تو کچھ ذہن ہٹے، لفظِ گرو مندر سے لفظ ہٹے تو جب نام پڑ جائیں تو اتنا لا الٰہ پاکستان کا مطلب کیا اور اُس کے باوجود نام تبدیل نہ ہو تو جہاں ساٹھ برس کے بعد بھی محلے کا نام نہ بدلے، تو دماغوں کے محلے کیسے بدل جائیں گے، یہ باتیں بعد میں ہوں گی آپ سے، میں تو موضوع میں شاخیں کھول رہا ہوں تاکہ راستے کھل جائیں اور پھر باتیں ہو سکیں، دیکھیئے ہم اس بات کو ثابت کر دیں گے سائنس کی

ترقیاں عقل کی کارفرمائی نہیں ہیں یہ سب شیطان کا کارنامہ ہے، فکر کہیں سے بھی وہ لے لیتا ہے، یہ پریشانی کی بات نہ ہو کہ آلِ محمدؐ کی فکر کو لے کر سائنس کی ترقی ہوتی چلی گئی تو اس میں حیران نہ ہوں کہ اگر کچھ علیؑ نے بتایا، تو اُن فارمولوں پر عمل کرتے کرتے انسان چودہ سو سال میں اتنی ترقی کر گیا کہ ایک ایجاد سے دوسری ایجاد، دوسری ایجاد سے تیسری ایجاد، فکر چراتا ہے چرا کے ذہن انسانی میں ڈالتا ہے، چونکہ عقل نہیں تو سوچ کی کیفیت ختم ہوگئی، اس لیئے دماغ میں جو شر بھرا ہے، شیطان اُس کے اندر اپنا نطفہ ڈال دیتا ہے۔ اس طرح کام کرو اور صرف کام کرو، نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تمہارے ہاتھ مضبوط کریں گے، یہ سب وہ وعدہ کرتا ہے، کہہ آیا ہے یہ کروں گا، یہ کروں گا، جب خون میں سرائیت کر جائے گا تو گردشِ خون جو ہے وہی تو ہاتھ پیر چلواتی ہے، قلب سے خون چلتا ہے، دماغ تک پہنچتا ہے، سوچتا ہے تو عمل کرتا ہے، وہ تو خون کے اندر بیٹھا ہے، خون کی نہروں میں، شریانوں میں، گردش کر رہا ہے، ذرّات اور سیل کی طرح، چاہے وہ زرد ذرّے ہوں یا لال ذرّے ہوں، اُن کے اندر بیٹھا ہوا ہے، تو اب اُس کے لیئے کیا مشکل ہے، جیسے چاہے وہ کام کروائے انسانوں سے تو ذکر کہیں سے بھی آ جائے، فکر پاکیزہ ہو سکتی ہے، عمل نجس ہو سکتا ہے، نہیں دی داد آپ نے، یہ تو آپ کا موڈ ہے اس لیئے کہ اور داد دینے کی بات بھی نہیں ہے، اس لیئے کہ یہ تو خود ہی اپنے فارمولے بناتے ہیں، سوال پیدا کرتے ہیں، فوراً واہ واہ کیسے کر دیں، فکر پاک ہو سکتی ہے، شیطان اُسے اپنا سکتا ہے، عمل نجس ہو سکتا ہے، موسیٰؑ پوری قوم کو لیئے ہوئے دریائے نیل سے گزر رہے ہیں، فرعون پیچھا کر رہا ہے، لیکن سامری جو تھا قومِ موسیٰ کا جادوگر جس نے دل سے موسیٰؑ کا

کلمہ نہیں پڑھا تھا اور منافق تھا، وہ اب آج کل یہودی جو کچھ بھی موضوعات ہیں اور اُن کی کتابیں ہیں، اُس میں کوئی چیز ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ سب لکھا ہوا ہے کہ سامری منافق تھا تو کوئی اسلام کا تو معاملہ ہے نہیں کہ ہم کسی کے نفاق کا اعلان کر کے دلیل دیں، یہ ہمارا معاملہ نہیں ہے۔ سامری کا ذکر قرآن میں ہے اُس کی سزا اور عتابِ الٰہی سب قرآن میں موجود ہے تو کوئی ایسے واقعات سے کیا انکار جو قرآنی واقعات ہیں، تاریخ میں ہوں، حدیث میں موجود ہوں، سامری سب سے پیچھے چل رہا تھا، لیکن موسیٰؑ کی مدد کے لیئے حضرت جبریلؑ آئے، خوبصورت نوجوان کی شکل میں اور وہ گھوڑے پر سوار ساتھ چل رہے تھے، بنی اسرائیل کے ساتھ چل رہے تھے، موسیٰؑ ساتھ چل رہے تھے اور سب سے پیچھے چل رہا تھا سامری، وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ یہ نوجوان جو موسیٰؑ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے، جس گھوڑے پہ سوار ہے جدھر سے اِس کا گھوڑا گزرتا ہے جب اُس کے سُم زمین سے ٹکراتے ہیں اُس میں سے روشنی، نور نکلتا ہے، یعنی گھوڑے کے سُموں سے نُور پھوٹ رہا تھا، جب سُم پڑتے تھے زمین پہ تو زمین سے ایک نُور پھوٹتا تھا، یہ ہے نور اور خاک کا سنگم، مٹی سے نُور نکل رہا ہے وہ کہہ رہے ہیں خاک نُور نہیں ہوتا، خاکی خاکی ہے، ارے یہاں نوری اگر ذرا سے ٹکرا جائے خاک سے تو خاک میں نور پیدا کر دیتا ہے، ملک ملک نہیں ملک کا گھوڑا، گھوڑا نہیں گھوڑے کا سم، گھوڑے کے سموں میں نور ہوتا ہے، اگر نورانی بیٹھا ہے، نوری اگر گھوڑے پہ بیٹھ جائے تو پورا گھوڑا مجسم نور ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں تاریخی واقعات ہیں، یعنی کیا میں سائنس اور دلائل سے سمجھاؤں، لیکن ظاہر ہے نئے ذہن اور بچے کمپیوٹر پر بیٹھتے ہیں، انٹرنیٹ پر

بیٹھ کر کتابیں پڑھتے ہیں اور جو کہ گفتگو بھی کرنا چاہتے ہیں، اچھی ترقی یافتہ تو اُن کے لیئے اگر دلائل ہیں تو سائنسی دلیل میں آپ کو دے دوں کہ دیکھئے یہ خلا جو ہے اس کو سمجھ لیں، ہمارے نظامِ شمسی میں ہے، جس میں ہمارا جہاز اُڑتا ہے، ایک خلا یہ ہے، جس میں سورج ہے، لیکن زمینی خلا کا مطلب یہ ہے کہ ایک اسپیس ایسا ہے کہ جہاں کششِ زمین کھینچتی ہے، یعنی ایک اسپیس ہے آپ کتنے اُوپر چلے جائیں لیکن وہاں سے اگر گریں گے تو زمین کی طرف آئیں گے، یعنی قوت یہ کششِ ثقل کی ہے زمین کی جو طاقت ہے وہ ایک اسپیس تک ہے اب وہ کہاں تک ہے وہ تو سائنسدانوں کو معلوم ہے، کتنے میٹر تک ہے، ہم کو اُس سے مطلب نہیں ہے لیکن ایک اسپیس ہے یعنی جتنی اوپر جہاز اُڑتا ہے اُس کے بھی اوپر وہ اسپیس ہے کہ اگر وہاں سے گرے گی کوئی چیز تو وہ آئے گی، زمین کی طرف لیکن جب اس اسپیس سے نکل گئی جہاں سے راکٹ نکل جاتا ہے تو اب راکٹ کو کسی طاقت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ وہ اسپیس جو فضا ہے وہ اُسے چلاتی ہے اور اُس میں کوئی سمت نہیں ہے، خلا میں پورب پچھم، اتر، دکن، کہ ستارہ اِدھر ہے کہ اُدھر ہے کوئی سمت نہیں ہے دائیں بھی جا سکتا ہے بائیں بھی جاسکتا ہے، اُوپر بھی جا سکتا ہے، نیچے نہیں آ سکتا، اس لیئے کہ اِدھر کی طرف اُس کا رُخ نہیں ہے اُسے آگے بڑھنا ہے تو اب یہ اسپیس جب سورج سے اُوپر چلے گئے پھر ایک خلا شروع ہوا، اب جتنا بھی اسپیس ہے وہ سب نورانی اسپیس کہلاتا ہے، اس میں سونے کے دریا بہتے ہیں، اس اسپیس میں، کیوں اس لیئے کہ ستارے جو ٹوٹتے ہیں اُن کا برادہ ہے ستارے جو ٹکرا رہے ہیں اُن کا برادہ ہے فضا میں اور وہ ہے گولڈن وہ ہے سنہرا دہ سارے ذرّے ہیں سونے کے، یہ

میں سائنس سے بتا رہا ہوں، یہ کوئی تاریخِ اسلام نہیں ہے، یہ کوئی کتاب نہیں ہے کہ میں سائنس کے تجربوں سے آپ کو بتا رہا ہوں، تو اُس میں اگر آپ خلا میں جا رہے ہیں اور آپ اپنی چھڑی اُس وقت خلا میں پھینک دیں وہ پوری سونے کی ہو جائے گی، کوئی چیز بھی آپ خلا میں پھینک دیں وہ سونے کی بن جائے گی، اس لیئے کہ جیسی فضا ہوگی وہ اپنے رنگ میں بنا لے گی، اب اس کو میں کیا کروں، دیکھیئے نمک کے کان میں کتّا گر گیا، یہ فقہ کی ایک اصطلاح ہے، وہ نمک کا ہو گیا، بھئی اکثریت میں جو چیز ہوگی تو اقلیت والی چیز جب اُس میں گرے گی تو وہ وہی ہو جائے گی، کہاں لوگ سمجھتے ہیں، مودّت کا سمندر اتنا بڑا ہے کہ جو اُس کی طرف گیا، مجسم مودّت بن جاتا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

جو انسان فکر شیطان کے سمندر میں گر گیا وہ مجسم شیطان بن گیا جیسے نمک کے کان میں کتّا گرا اور نمک بن گیا، وہ شیطان کی فکر میں غرق ہوا پورا شیطان بن گیا، اب بُتوں کی ضرورت نہ رہی، شیطان نے اپنے جیسا انسان تراش لیا، یہ ہے بُت تراشی، ایک ہے بُت پرستی، ایک ہے بُت تراش لینا، بنا لینا، اسی بات کو سمجھانے کے لیئے مولا علیؑ نے ایک دعا جو آپ نماز کے بعد پڑھتے تھے، اُس دعا کا نام ہے دعائے صنمی قریش، قریش کے دو بُت اُن کے بارے میں علیؑ نماز کے بعد دعا پڑھتے تھے، عبداللہ ابن عباس نے کہا مولا علیؑ یہ دعا ہمیں بھی بتایئے اس کے کیا فوائد ہیں، کہا جو یہ دعا پڑھے گا شیطان کی فکر اثر نہیں کر سکتی، یہ ہے ''وظائف الابرار'' میں ''دعائے صنمی قریش'' قریش کے صنم، صنم عربی میں کہتے ہیں بُت کو، جانے کون لے گیا وہ ''وظائف الابرار'' لے جا کے کراچی کے کمشنر کو دے دی، انہوں نے کہا یہ دعا دیکھئے، انہوں نے کہا اس پہ پابندی ہے، پابندی

لکھ کے انہوں نے کہہ دیا جیو پہ سلائٹ چل گئی "دعائے صنمیٔ قریش" پہ پابندی لگ گئی، پٹی چل رہی ہے، چلیئے پٹی چل گئی، پٹیاں تو چلتی رہی ہیں، جانے کب سے وہ دعا چھپ رہی ہے، "وظائف الابرار" میں، اچھا تو کیا "وظائف الابرار" اگر نیست و نابود بھی کر دی جائے مٹا دی جائے، غائب کر دی جائے، ایک آدھ لوگوں نے مجھ سے کہا ہم تو چھپا کے بیچتے ہیں، ہم نے کہا کیوں کہا پابندی جو ہے صنمی قریش پہ، عجیب وغریب فکریں چلتی ہیں، حیرانی ہوتی ہے، پریشانی ہوتی ہے ارے بھائی فوٹو اسٹیٹ کرا کے رکھ لیا، جاؤ تو نہیں خریدتے وظائف الابرار، پابندی ہے یہ کیا بات ہوئی، اچھا فوٹو اسٹیٹ کی بھی ضرورت نہیں زبانی یاد کر لیں، حدیث کساء پہ پابندی لگ گئی، یعنی پابندی کسے کہتے ہیں، کل کو اگر سورۂ یٰسین پر پابندی لگ گئی، سورۂ رحمن پر پابندی لگ گئی تو کیا پابندی لگ گئی، ارے جسے یاد ہے وہ پڑھے گا، پابندی کیا چیز ہوتی ہے، ارے چودہ سو برس سے ذکرِ حسینؑ پہ کہاں پابندی لگی ہے، لگانے والوں نے لگایا یا حسینؑ یا حسینؑ ہوتا رہا، (نعرۂ حیدری)

پابندی کیا چیز ہے؟ تو جہاں فکر چل رہی ہو شیطان کی اور اُس نے کہا تھا سب کو بہکاؤں گا، آدم کی ساری اولاد کو بہکاؤں گا، غصے میں دانت پیس کے، چونکہ اُس کو بدشکل کر دیا اللہ نے، خوبصورت بہت تھا، اپنے حُسن سے محبت کرنے لگا تھا، اُس کو ایسا دیو بنا دیا، ہڈی کا ڈھانچہ کر دیا، بدشکل، بدہیت کر دیا، دانت باہر نکل آئے، عجیب شکل کر دی، خوف ناک لکھا ہے حدیثوں میں کہ اتنا خوف ناک چہرہ کر دیا اللہ نے اُس کا اس لیئے کہا ابلیس ہے تو ابلیس، ابلیس کے معنی خبیث، خبیث شکل، ابلیس یعنی جو مسخ ہو گیا، ویسا نہ رہا جیسا تھا، ویسا نہ رہا،

روئیے نہ شیطان کے مسخ ہونے پہ، آپ اُس کے مصائب کا تصور نہ کیجئے، ہائے ہائے بچنا ہے دل میں شیطان کے لیئے ہمدردی نہ پیدا ہو، اسی لیئے تو اب خانہ کعبہ میں جا کے پتھر پھکوائے ہیں، مارو ذرا سی دل میں محبت نہ آ جائے، ہائے یہ کیا ہو گیا، شیطان پہ مظالم ہوئے، نہیں نہیں وہ چونکہ عادتاً، فطرتاً ظلم سنتے ہیں تو جب اِس رُخ پر چہرہ آتا ہے تو وہ چونکہ مزاج آپ کا ہے تو وہ ذرا افسوس والی کیفیت چہرے پہ طاری ہوتی ہے تو مجھے تو دیکھا کیجئے کہ میں کیا کر رہا ہوں، مجھے تو دیکھا کریں سب، تو ظاہر ہے تو اُس نے کہا سب کو بہکاؤں گا، اچھا کہتا تو چلا گیا، سب کو بہکاؤں گا، اس کی اولاد کو، لیکن اُس نے کہا اللہ تعالیٰ کچھ کہہ ہی نہیں رہے، اللہ کچھ کہہ ہی نہیں رہا، اللہ تعالیٰ کچھ فرما ہی نہیں رہا، تو خود ہی کہنے لگا، لیکن تیرے مخلص بندوں کو نہ بہکا سکوں گا، اب اللہ بولا جب اُس نے خود کہا تیرے مخلصین کو نہ بہکا سکوں گا، تو اللہ نے کہا بے شک اُن پر تو دسترس رکھتا ہی نہیں ہے، اُن کو تو بہکا ہی نہیں سکتا، دیکھئے اُسی کے لفظ دوہرا دیئے اللہ نے، اُس نے کہا مخلصین کو نہیں بہکا سکتا، اللہ نے کہا بے شک واقعی تو اُن کو نہیں بہکا سکتا۔ کتنا اعتماد ہے توحید کو، ارے اس کم بخت کو کتنا اپنے اوپر اعتماد ہے کہ سب کو بہکا سکتا ہوں، مگر مخلصین کو نہیں بہکا سکتا، یہ پتہ کیسے چلا، مخلصین کا اس لیئے کہ اللہ نے کہا تُو نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ کیا عالین یعنی بہت بلند مرتبہ والوں میں اپنے کو سمجھا تو سمجھ گیا عالین وہ ہیں کہ جن کو حکم نہیں ملا، آدمؑ کو سجدہ کرنے کا کیوں، اس لیئے کہ آدمؑ میں وہ تھے نور کی شکل میں، آدمؑ کو سجدہ نہیں تھا، پنجتن کو سجدہ ہوا تھا۔ (نعرۂ حیدری)

اس میں گھبرا نہ جایئے، سجدہ، سجدہ کعبے کی طرف ہے، کعبہ قبلہ ہے، وہ بھی تو

مٹی کا ہے، آدمؑ بھی مٹی کے تھے، گویا اللہ نے آدمؑ کو قبلہ بنایا تھا، رُخ موڑا تھا کہ آج قبلہ یہ ہے، سجدہ یہ ہے، سجدہ اِدھر ہو، یہ ہے قبلہ تو آدمؑ قبلہ ہیں تو اب آدمؑ کی اولاد میں بہت سے قبلہ پیدا ہو سکتے ہیں، کہہ دیتے ہیں ہم کہ قبلہ آ رہے ہیں، ارے بھئی قبلہ آ رہے ہیں، قبلہ بیٹھے ہیں، اس میں کیا پریشانی ہے، آدمؑ کو لقب مل چکا قبلہ کا تو جانے نسل میں کتنے قبلہ آئیں صلاحیت ہو، آدمؑ قبلہ بنے اولادِ آدمؑ میں بھی قبلہ بن سکتے ہیں، فلانے قبلہ، فلانے قبلہ، ہم اگر یہ کہہ دیں کہ یہ سب قبلہ بیٹھے ہیں تو آپ ہمارا کیا کر لیں گے۔ اولادِ آدمؑ ہیں، قبلہ ہیں، جب آدم سے آدمی ہے تو لقب آئے گا، یہ سب بیٹھے ہیں اولادِ آدمؑ قبلہ، کعبہ کیوں ہے قبلہ، جب تک کہ اُس کے بیچ میں کچھ نہ ہو، وہ قبلہ نہیں ہے، قبلہ اس لئے قبلہ ہے، مٹی کا نہیں، شخصیت جب تک اُس کے اندر نہ ہو، ابراہیمؑ کے لیئے پنجتنؑ کا نور کعبہ میں اُترا تھا، اِس لئے قبلہ قرار پایا، لیکن نور کو اُترتے سب نے نہیں دیکھا تھا، اس لئے مجسم علیؑ کو اتارا۔ اب بنا قبلہ، چونکہ کعبہ میں نور تھا اس لئے قبلہ بنا، لیکن کعبے سے پہلے آدمؑ میں نور تھا چودہ کا اِس لیئے آدمؑ قبلہ بنے اور ہمارا دل چودہ کی مودّت کا گھر بنا اس لئے سب قبلہ، سب قبلہ، سب قبلہ، (نعرۂ حیدری) قبلہ کو گھیرنا ہے چاروں طرف ملائکہ کو آنا ہے۔ جب کعبہ بنا وفرشتے اُترے، کعبے کو گھیر لیا، جب ہم اُترے تو حدیثِ کساء میں رسولؐ اللہ نے کہا، فرشتے آتے ہیں، کہیں اور جاؤ۔ (نعرۂ حیدری) اب چاروں طرف ہیں فرشتے اور بیچ میں ہیں ہم، یہی تو قبلہ کی تعریف ہے کہ قبلہ ہو بیچ میں اور چاروں طرف طواف ہو، حدیثِ کساء پھر گھر جاکے پڑھ لینا، علیؑ نے کہا اس حدیثِ کساء کے کیا فوائد ہیں، کہا جہاں پڑھی جائے اور ذکرِ پنجتن کا ہوگا، فرشتے اُن کو آ کے گھیر لیں گے،

اِدھر حدیثِ کساء پڑھی، اِدھر قبلہ ہم بنے۔قبلہ بن گئے۔(نعرۂ صلوٰۃ)

کبھی جب یہ سی ڈیز، یہ کیسٹ یہ ویڈیو کوئی لے کے بیٹھے گا اور سبجیکٹ وائز کمپیوٹر پہ کرتا جائے گا، اس پوری تقریر میں کتنے سبجیکٹ پڑھے تو جیسے ریسرچ میں آتا جاتا ہے اور کمپیوٹر اینالیسز (Analysis) کرتا جاتا ہے، چھانٹتا جاتا ہے، یہ عنوان، یہ عنوان، یہ عنوان تو جب ہماری تقریریں کمپیوٹر میں پڑ جائیں گی اور کوئی ماہر بیٹھے گا، تب پتہ چلے گا، ایک ہی تقریر میں توحید بھی ہوتی ہے، رسالت بھی ہوتی ہے، ولایت بھی ہوتی ہے، مودّت بھی ہوتی ہے لیکن میں کہیں پر اپنی قوم کی عزت کو نہیں بھولتا، میں کیسے عظمت کو گھٹا دوں، یہ کہیں نہ پاؤ گے، ہندوستان و پاکستان میں کہیں نہ پاؤ گے، یہ تمہیں نہیں ملے گا، بس ایک ڈھرّے پر خطابت جا رہی ہے تو جا رہی ہے، اب یہ دوسری بات ہے ظرف ایسے ہوں کہ قبول کرتے جائیں، اب کوئی اپنی فضیلت بھی قبول نہ کر پائے، تو پھر ہم کیا کریں، عقل نے ساتھ چھوڑا ہے کیا، یہاں عقل ہے، عقل نور ہے، تو کیا پریشانی ہوگئی، سجدہ ہو، سجدہ ہوا، وہ مسخ ہوا، کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ کیا عالین میں ہے، کیوں غرور کیا؟ شیطان نے کہا مجھے آگ سے بنایا اسے مٹی سے بنایا، اللہ نے کہا نکل جا خبیث، چلا جا، اب موقع نہیں ہے کہ پھر سے درس دیا جائے۔ کیوں اس لیئے کہ رزلٹ (result) تو اب دیا ہے تو نے، اتنے دن کے علم کا انجامِ کار یہ ہے، تیرا مآل کار یہ ہے، تیرے عمل کا حاصل یہ ہے، علم اور عبادت، علم اور عبادت، علم اور عبادت، چھا گیا پورے عرش پہ، جاہل یا نادان ہوتا تو سمجھاتا کہ آگ افضل ہے کہ مٹی، تیرے علم نے تجھے دھوکا دیا، تیری عبادت نے تجھے دھوکا دیا، پتہ چلا عبادتیں دھوکا دیتی ہیں، علم دھوکا دیتا ہے۔ مگر

مودّت کبھی دھوکا نہیں دیتی، اس یقین پہ بیٹھے ہیں کہ جسے اپنایا ہے وہ سچے لوگ ہیں، دھوکا نہیں ہے، تم جیو تم سلامت رہو، (نعرۂ حیدری)

اللہ نے شیطان سے کہا کہ تو بہکائے گا، اچھا تو بہکا لینا، بہکاتے جانا، تو بہکائے گا، بہکاتا جائے گا، میں جہنم کو بھرتا جاؤں گا، جتنے تیرے ہوں گے سب جہنم میں جائیں گے، کوئی یہ اعلان نہیں ہم بچالیں گے، بچانے کا نسخہ تو میثاق میں دے چکا ہے، اب تو آزمانا ہے کہ کون چھوڑ کے اُدھر جاتے ہیں اور کون رب کی طرف رہتے ہیں، اب سمجھ میں آیا رب نے اپنی طرف بندوں کو روکنے کے لیئے اپنی پارٹی میں دو نسخے دیئے، رسالت اور ولایت، اگر دونوں میں سے ایک چھوڑ دیا تو پھر شیطان کا ہو گیا، پتہ چلا لا الٰہ کہہ کر بھی شیطان کا ہے، محمد و رسولؐ اللہ کہہ کر بھی شیطان کا ہے، لیکن جیسے ہی علیؑ ولی اللہ کہا اللہ کا ہو گیا، اب اُس کا ہوا، شرط پوری ہونی چاہیے، ادھوری شرط ہوئی جاؤ پھر تم اُس کے ہو، بہکالیا اُس نے ایک رُکن گھٹالیا نا اُس نے، ایک نے بہکالیا، اب جاؤ، اُسی کے ہو، اُس نے تمہیں اغوا کر لیا، اب تم اُس کے ہو گئے، اب تم جاؤ جہنم میں، دو ہی کا تو معاملہ ہے، پڑھ لیجئے قرآن میں، ہم دو سے کہیں گے اے میرے دونوں، اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ (سورۂ ۔۔۔ق ۔۔۔ ۲۴)

اب قرآن نے نام نہیں بتایا، کون میرے دونوں، تم دونوں آؤ اِن کو اُٹھاؤ تا کہ جہنم میں پھینکتے جاؤ، پڑھ لو قرآن جاؤ، پڑھ لو، تم دونوں محمدؐ اور علیؑ مسند امام احمد بن حنبل نے دونوں نام بتائے ہیں، تو اُس وقت پھر جب جہنم میں پھینکے جا رہے ہوں تو کوئی تو ہمت کر کے کہے گا یا رسولؐ اللہ ہم تو آپ کو مانتے ہیں تو رسولؐ اللہ یہی کہیں گے اور علیؑ کو مانا تھا، یہ ہے سارا مسئلہ، سب کچھ اُسے پتہ

ہے، پوری عرش کی ہسٹری شیطان کو معلوم ہے، نکالا گیا، ذلیل ہوا، رسوا ہوا، پھینک دو اس کو بصرے کی زمین پہ پھینک دیا، فرشتوں نے اُٹھا کر چونکہ طاقت تھی، اس لیئے ایک سیکنڈ میں پوری دنیا کا چکر لگا لیا، سب جگہ دیکھ آیا، کہاں کیا ہے ماحول۔ ابھی تک تو عرش پہ بیٹھا تھا، اب پتہ چل گیا کہ پرانے آدموں میں سے کن کی نسلیں کہاں آباد ہیں، ہندوستان میں کتنے ہیں، افریقہ میں کتنے ہیں، ہندوستان میں کتنے ہیں، چین میں کتنے ہیں، سب جگہ کا جائزہ لے کر آ گیا، اب فکر میں بیٹھا، کیسے اُس تک پہنچوں، سوچا شرّی دماغ نے جنت کے دروازے پہ مصلّے پہ جا کے متقی پرہیز گار کا بھیس بدل کر بیٹھ گیا، کہتے ہیں تین سو سال تک جنت کے دروازے پر نماز پڑھتا رہا، اس کے معنی تین سو سال تک آدم جنت میں رہے، اس سے پتہ چلا کہ تین سو سال تک جنت کے دروازے پر نماز پڑھتا رہا، سارے دھوکے اس نے جو دیے ہیں نمازیں پڑھ پڑھ کے دیئے ہیں ہم کیا کریں، نماز پڑھنے لگا ایسے میں خازن بہشت، خازن جنت طاؤس مور باہر آیا، اُس کے قریب گیا، کہا بھائی طاؤس ہمیں جنت میں پہنچاؤ، کون ہو تم کہا ہم ایک علم رکھتے ہیں۔ کہا اچھا جنت میں ایسا درخت ہے کہ اگر ہم تمہیں اُس درخت کے بارے میں بتا دیں اور تم اُسے کھا لو تو تم کبھی نہیں مرو گے، طاؤس نے کہا ہم یہ کام نہیں کر سکتے، ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں ہم تمہیں چھپا کے لے جائیں، ہمارا ایک دوست ہے سانپ ہم اُس کو بلاتے ہیں، مور گیا، سانپ کے پاس، سانپ سے کہا ایک ہمارا بزرگ آیا ہے، باہر بیٹھا ہے، بڑا عبادت گزار ہے، وہ ہم دونوں کو بتانا چاہتا ہے، ایسا درخت جس کا پھل کھانے کے بعد کبھی کوئی نہیں مرے گا، نہ ہم نہ تم، کہا اچھا دروازے

پہ سانپ آ گیا، سانپ نے کہا میرے منہ میں بیٹھ جایئے، جس جگہ شیطان بیٹھا وہیں اللہ نے عذاب کے طور پہ زہر کی پوٹلی لگا دی، اُسی جگہ سے زہر اُگلتا ہے، یہ زہر نہیں اُگلتا سانپ، یہ کوبرا زہر نہیں اُگل رہا، شیطنت ہے، کون ہے دنیا میں ایسا جس پر سانپ کو دیکھ کے ہیبت نہ طاری ہو جائے، یہ ہے انسان کی نفسیات، سانپ کو انسان کے پیچھے لگا دیا، اندر گیا، دیکھا آدمؑ اور حوّا بیٹھے تھے، پُرفضا مقام پر اور آ گیا، اُن کے سامنے، سانپ کے منہ سے نکل کے کہا کیا تم لوگ بیٹھے ہو، ارے ہمیں اُس درخت کا پتہ ہے اور سانپ سے پوچھ لیا وہ سمت کدھر ہے، جس کے لیئے آدمؑ کو منع کیا گیا تھا، سب طرف جانا اُدھر نہ جانا، سانپ نے اشارہ کر دیا، ابلیس نے کہا اگر تم کھا لو گے تو ہمیشہ جنت میں رہو گے اور کبھی مرو گے نہیں، موت نہیں آئے گی، اُدھر چلے جاؤ، کہا اللہ نے منع کیا ہے، کہا اللہ نے بات ختم کر دی، اب آدمؑ اور حوّا نے کہا کہ قسم کھا رب کی قسم کھا، یہاں سے جھوٹی قسم کی بنیاد پڑی۔ ستر بار اُس نے جھوٹی قسم کھا کر کہا پابندی ہٹ گئی، پابندی ہٹ گئی، بس سمجھ لیجے جہاں پابندی ہٹ جائے آگے قیامت دھری ہے، حوّا پہلے گئیں، آدمؑ پیچھے گئے۔ اب یہ کیا تھا، یہ راز ہے، نام اُس کا رکھ دیا، گندم کا درخت، انجیر کا درخت، زنجبیل کا درخت، انگور کا درخت، کسی نے کہا درختِ حسد کسی نے کہا یہ مودت کا درخت تھا، کسی نے کہا یہ بلندی اور فضیلت کا درخت تھا، آدمؑ نے ہوس کی کہ ہم بھی عالیین میں ہو جائیں۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا نہیں بات یہ تھی کہ جب اللہ نے آدمؑ پر ہماری محبت کو اُتارا تو اقرار کر لیا تھا، مان لیا تھا لیکن کسی طرح اُن کے تصور میں ہماری بلندی آ نہیں رہی تھی، ہم آدمؑ ہی کی تو اولاد ہیں، ہم کیا کسی اور کی اولاد ہیں کسی پچھلے آدمؑ کی کیا

اولاد ہیں ہم لوگ، تبھی تو منہ سے نکل جاتا ہے یہ کونسی فضیلت آپ نے آدمؑ کی پڑھ دی، ہم نے تو نہیں کتاب میں پڑھی تو آدمؑ کی ہی اولاد ہیں، فطرت کیسے بدل جائے گی۔ یہاں مذہب وغیرہ فرقہ ورقہ کچھ نہیں ہوتا۔ ہر فرقے والا کہتا ہے ہم آدمؑ کی اولاد ہیں۔ آدمؑ کے لئے عقیدہ تو نہیں چاہئے۔ ہم سب آدمؑ کی اولاد ہیں، وہاں نہ شیعہ نہ سنی نہ ہندو نہ کافر، نہ عیسائی، نہ یہودی، جب آدمؑ کی اولاد ہو تو آدمؑ نے ایک دم سے کہاں مانا، وہ تو جب ہوس میں درخت کی طرف چلے گئے کہ یہ بلندی اور بزرگی ہم کو کیوں نہیں عطا کی، قصہ یہ تھا، حالانکہ صلب میں تھے، لیکن یہ منصب کی فضیلت کی ہوس ایسی ہے کہ آدمؑ جیسے پیغمبر میں موجود تھی کہ ہم علیؑ کیوں نہ ہوئے، بس یہ خیال آنا تھا کہ کپڑے اُتر گئے، لباس چھن گیا، جنت شرط ہے، علیؑ کی عظمت ومحبت پر، آدمؑ کے کپڑے بھی بیگانے ہو جاتے ہیں اگر خیال آجائے منصبِ عالیہ کو پانے کا۔ (نعرۂ حیدری)

خیال آجائے اب دوسری چیز امام فرما رہے ہیں، کیونکہ آدمؑ وحواؑ کے قصّے میں کوئی درخت نہیں ہے، ایک درخت کا بیج قلب میں تھا، بس اُسی سے بچانا تھا کہ وہ بیج نہ لگنے پائے، جہاں مودّت ہو، وہاں شیطان اپنا درخت نہ اُگانے پائے، اسی سے تو بچاتے ہیں بچوں کو، اس لیئے تو مجلس امام صادقؑ نے رکھی ہے، یہی ہے مجلس کہ مودّت کے باغ میں کانٹے دار جھاڑی نہ اُگنے پائے، وہ چمن زار خوبصورت رہے اُس میں، ناگ پھنی نہ اُگ آئے، مودّت کا باغ پاکیزہ باغ، گھاس پھوس کیوں اُگے، صفائی ستھرائی ہوتی رہنی چاہئے تو سال بھر کے بعد ایک بار تو باغ میں سوکھے پتے چن لو، آٹھ مہینے خزاں رہتی ہے، دو مہینے بہار رہتی ہے، مہینے بھر کی بہار ہوتی ہے، آئی اور گئی، یہ بہار دو مہینے آٹھ دن کی ہے،

اس بہار کے مزے ہیں، جس نے اس بہار کے مزے نہ لیئے، موسم خزاں ہو گیا، خزانی ہے، خزانی، چمنی نہیں ہے، خیال آیا، ہم ایسے کیوں نہ ہوئے، جب تک سمجھیں گے نہیں میں آگے نہیں بڑھوں گا، امام فرماتے ہیں پھر یہ خیال آیا دل میں، اس وقت اللہ کی تمام مخلوقات میں ہم ہی ہیں، سب سے شرف والے، سب سے افضل ہم، بس یہ خیال آنا تھا کہ سفید قصر نگاہوں کے سامنے آیا، موتی کا قصر، کہا جبریلؑ یہ کیا ہے، کہا ہم گئے نہیں، کبھی اس میں بس جب سے ہم خلق ہوئے اس قصر کو دیکھتے ہیں، آدمؑ اور حواؑ نے کہا تم اندر نہیں گئے اس قصر کے، کہا نہیں، جبریلؑ نے کہا تیس ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے، ایک ایک لفظ غور سے سنئے گا، تیس ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے، جیسے ہی وہ ستارہ طلوع ہوتا ہے، اس قصر کا طواف کرتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے۔ پھر تیس ہزار برس کے بعد طلوع ہوتا ہے اور تیس ہزار بار میں اُس ستارے کو دیکھ چکا ہوں اس قصر کا طواف کرتے ہوئے، اب وہ جو تصور آیا تھا ہم سے افضل کوئی نہیں، اس قصر سے موازنہ ہوا آدمؑ کا، کہا معبود سے کہو کہ یہ قصر آدمؑ وحواؑ کو دکھائے، اللہ نے کہا ہاں اذن دیا، آؤ سدرہ سے کنجی لے جاؤ، جبریلؑ نے آج یہ قصر کھولا، آدمؑ کو لے جاؤ، قصر کھلا آدمؑ چلے، حوا چلیں، جبریلؑ ساتھ ساتھ جیسے ہی قصر کھلا تو ایک تخت زبرجد کا نظر آیا، اُس تخت پہ ایک خاتون ملکہ بیٹھی تھیں، اُس کے سر پہ تاج تھا، ایک کان میں سبز موتی تھا، ایک کان میں سرخ موتی تھا، آویزے کان میں ایک روشن گلوبند، آدمؑ نے کہا یہ تاج کیا، یہ آویزے کیا، یہ گلو بند کیا، یہ کون خاتون ہیں، اتنی خوبصورت خاتون نہیں دیکھی، آواز آئی یہ میری کنیز خاص فاطمہ زہراؑ ہے۔ (نعرۂ حیدری)

آدمؑ حیران، کہا یہ تاج کیا ہے، کہا گیا یہ اس کا باپ ہے جو اس کے سر پہ ہے، تاج ہے، اس کا نام ہے محمدؐ، یہ کان کے آویزے یہ اس کے دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں یہ گلے کا گلو بند اس کا شوہر ہے علیؑ، اب سمجھ میں آیا، عصمت کا تاج محمدؐ، عصمت کے آویزے حسنؑ اور حسینؑ، عصمت کا گلو بند علیؑ، عصمت زہراؑ آدمؑ کا سر ادب سے جھک گیا، تب یہ احساس ہوا، ہم سب سے افضل نہیں ہیں، یہ تھا آدمؑ کا ترکِ اولیٰ نہ گیہوں کھایا، نہ انگور کھایا، نہ جَو کھائی، مسئلہ تھا آلِ محمدؐ کی فضیلت کو قبول کرنے کا، کر لیا آدمؑ افضل ہو گئے، مکرم ہو گئے، اشرف ہو گئے، صفی ہو گئے، جاؤ دنیا میں، اب پیغام لے کر جاؤ، آلِ محمدؐ کا پیغام، مشن ملا تب نکالے گئے، نکالے نہیں گئے، مشن دے کر بھیجے گئے، یہ نکالے نہیں گئے تھے، ہجرت تھی، آج تک آدمؑ کی اولاد میں جو اصلی اولاد ہے پیغامِ آلِ محمدؐ لے کر ہجرت کر رہی ہے، نہیں سمجھے، کچھ نہیں سمجھے، وہ عرش سے پیغام آیا تھا کہ ایک مُلک سے دوسرے مُلک کا پیغام جا رہا ہے، تھک گئے نا، ہم بھی تھک گئے، بہت مشکل ہے کیا کریں، ہمارا موضوع ہی اتنا بھاری ہوتا ہے، تو آپ کا دماغ تھک گیا ہوگا، اس سے زیادہ بوجھ نہیں برداشت ہو رہا ہوگا، ارے ہم پڑھ کے نہیں بوجھ برداشت کر پا رہے ہیں تو آپ سن کے کیسے برداشت کریں گے۔

(نعرۂ صلوٰۃ)

اس لیئے اُس نے کہا میں ہوں اکبر، جب آدمؑ نے زیارت کر لی فاطمہ زہراؑ کی تو اللہ نے کہا میں ہوں اکبر، تو آوازیں گونجی جنت میں اللہ اکبر، اللہ اکبر، آدم کہتے ہوئے نکلے قصر زہراؑ سے کہتے نکلے اللہ اکبر، جب اللہ کی کوئی بڑی نشانی نظر آتی ہے تو فوراً زبان پہ یہ کلمہ آتا ہے، اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کے معنی ہیں کہ اُس کی

آیت کو دیکھ کر فوراً کہا جاتا ہے، اللہُ اکبر تو ہی بڑا ہے:

حُسن کی تعریف اس لیئے ہوتی ہے تو نے بنایا، یہ تیری توحید ہے، تو نے خلق کیا، اس لیئے اُس نے کہا میں اکبر ہوں، اس لیئے شیطان کو ڈانٹ کر کہا تھا تو نے غرور کیسے کیا تھا، غرور مجھے زیبا ہے، اللہ کہتا ہے غرور مجھے زیبا ہے، اگر کوئی غرور کرے گا تو میرے دربار سے نکالا جائے گا، میری صفت نہیں لے سکتا کوئی، حد یہ ہے کہ نبی اور امام کو اجازت نہیں ہے کہ اللہ کی صفت کو لے سکے، نہ نبی غرور کر سکتا ہے نہ امام، غرور کر سکتا ہے، غرور رہ گیا اُس کے لیئے، اللہ اکبر اللہ اکبر، ہاں اتنا حَسین ہو جائے تو پھر آواز آئے علی اکبرؑ، کیا سن رہے ہو، ارے کہاں ہوتی ہے ایسی خطابت (نعرۂ حیدری)

میں ہوں اکبر میں متکبر ہوں، میں مغرور ہوں، تکبر مجھے زیبا دیتا ہے، اس لیئے کہ میں نے چہاردہ معصومینؑ کو بنایا، غرور کا حق مجھے اس لیئے ہے کہ چودہ جیسے میں نے بنائے ہیں کوئی دوسرا بنا نہیں سکتا، چونکہ بنا نہیں سکتا اس لیئے نہ وہ متکبر ہو سکتا ہے نہ مغرور ہو سکتا ہے، نہ اکبر ہو سکتا ہے، میرے جیسے بنا کر دِکھائے اور اگر کسی نے کوشش کی، میرے جیسے بنانے کی، کسی نے کوشش کی تو اُس نے میری صفت اپنانا چاہا وہ متکبر بننا چاہتا ہے وہ اکبر بننا چاہتا ہے، میں نے علیؑ کو بنایا، تم اگر ویسا بنانا چاہتے ہو تو تم اکبر بننا چاہتے ہو، تو اکبر تو نہ بن پاؤ گے، ہاں بُت تراش کہلاؤ گے، نہیں سمجھے، کہاں سمجھے، یہ ہے عنوان علیؑ کو میں نے بنایا، تم سقیفہ میں کیا بنا رہے ہو، بُت تراش، بُت مٹی کے نہیں بنتے وہ شیطان نے آدمؑ کے پتلے کو دیکھ کے تصور دیا تھا مٹی کا بُت بناؤ، کچھ شیطان سے بڑھ گئے، سچ مچ کا آدمؑ کی نقل بناؤ، علیؑ کی طرح کا آدمی بناؤ، اللہ نے بنایا ہے محمدؐ تو اب ساری

زندگی کوشش کرتے رہے، تیئس برس دوسرا محمدؐ بنالیں، کہاں سمجھ سکتے ہو، تم میری تقریر، میں بہت اوپر گیا، سارے کافر مل کر ابو طالبؑ کے پاس آئے اور کہا ہمارے پاس ایک خوبصورت لڑکا ہے، اُس کا نام عامر ہے، آپ وہ لے لیجئے محمدؐ ہمیں دے دیجئے، مطلب یہ تھا کہ دوسرا محمدؐ بنا لیجئے، دوسرا محمدؐ، یہ الزام ابو طالبؑ پہ آنے والا تھا، ابو طالبؑ ابو طالبؑ کے نام لکھا جا رہا تھا، نہیں سمجھے، اب سُن لو تقریر خاتمے پر آ گئی، آخری جملے ہیں آپ عامر کو لے لیجئے اور اُسے پال لیجئے، یہ بہت خوبصورت ہے، پتہ چلا اللہ کی بنائی ہوئی سند کا معیار حُسن ہے، محمد حَسین تھے، وہ سمجھتے تھے کہ حسین دے دو حَسین لے لو، ابو طالبؑ نے معیارِ حُسن کو ختم کیا اور کہا واہ واہ تمہارا کافر بچہ ہم پالیں اور نبی بچہ دے دیں، ارے تقریر سن رہے ہو؟ تم سلامت رہو، تم زندہ رہو، بر صدقے ہوں تمہارے لیئے، تیئس برس میں محمدؐ نہ بنا سکے، تو اب کوشش کی غدیر کے بعد کہ محمدؐ تو نہ بنا سکے، دوسرا علیؑ بنا لیں، جملہ سنو علیؑ بنانے کے لیئے جوان نہ ملا، ملا تو بڈھا ملا۔ (نعرۂ حیدری)

اب سمجھے بُت تراشی مٹی کی نہیں ہے، یہ تراشے جاتے ہیں، انسانی شکل میں بھی گھبرانہ جانا، ایک تھی ہماری سکینہؑ دس بنائیں کیا سنا، دس بنائیں، لیکن محتاج یہ تھی کہ سکینہؑ کے ساتھ لفظ تھا سکینہؑ بنت الحسینؑ، اس لیئے ایسی سکینہؑ ڈھونڈنی پڑی جس کے باپ کا نام حسینؑ ہو، تو تاریخ میں بہت سی سکینائیں بنا دیں، اب اُن کے کردار لکھ لکھ کر کہا یہ وہی سکینہؑ ہے یہ تو وہی سکینہؑ ہے، تو جو سقیفہ میں سبنے کہا یہ وہی علیؑ، وہی علیؑ، پھر سن لو، اپنے الگ رکھو، ہماری الگ رہنے دو، ہماری سکینہؑ قید خانے میں مر گئی، بہت سکینائیں ہونگی، وہ تاریخ کی سکینہؑ ہیں، جملے سنتے جاؤ، وہ تاریخ کی سکینائیں ہوں گی، جن کا چچا عباسؑ جیسا نہیں ہوگا، ہماری

سکینہ کربلا کی سکینہؑ ہے، ہماری سکینہؑ کا چچا عباسؑ ہے، ہماری سکینہؑ کی ماں کا نام اُمِ ربابؑ ہے، ہماری سکینہؑ کا چھوٹا سا بھائی علی اصغرؑ ہے، قید خانے سے نہیں نکلی، سکینہؑ قید خانے سے نہیں نکلی، ہماری سکینہؑ کا رُتبہ انبیاءؑ والا ہے، کہیں کسی کے گھر پر مجلس پڑھتے ہوئے دو جملے کہے تھے، سب وہاں نہیں تھے، جملے دوہرا رہا ہوں تاکہ ریکارڈ میں عشرے میں آ جائیں، الگ مجلس تھی وہ اور میں نے کہا تھا اگر میں آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، داوٗدؑ، سلیمانؑ، یحییٰؑ اور زکریاؑ سے سکینہؑ کا موازنہ کروں تو سب سے افضل سکینہؑ نظر آئیں گی، لیکن میرے لیئے مشکل منزل یہ ہے کہ جب نبوت کی تاریخ میں عیسیٰؑ تک آ جاؤں گا تو عیسیٰؑ سے افضل رہیں گی سکینہؑ لیکن اُس کے بعد نام آتا ہے محمدؐ اور علیؑ کا، اب میرے لیئے مشکل ہوگئی کہ میں نے سارے انبیاءؑ سے سکینہؑ کا مقابلہ کیا تو سکینہؑ افضل نظر آئیں، لیکن میں کیا کروں، ایک طرف سکینہؑ کے دادا محمدؐ ہیں، دادا علیؑ ہیں، اب میں محمدؐ اور علیؑ سے سکینہؑ کا مقابلہ کیسے کروں، اس لیئے کہ اس گھرانے میں مقابلہ ہو نہیں سکتا، لیکن کائنات میں محمدؐ کی ایک صفت ایسی ہے جو محمدؐ پہ ختم ہوگئی اور ایک صفت علیؑ پہ ختم ہوگئی، کسی کو نہیں ملی، محمدؐ کی ایک صفت نہج البلاغہ میں علیؑ فرماتے ہیں، کافر ابوقبیس کی پہاڑی پر کھڑے ہوئے تھے اور کہنے لگے وہ سامنے پہاڑی پر جو درخت ہے وہ آپ کے اشارے پر اُڑتا ہوا آئے، اگر وہ اُڑتا ہوا درخت آ گیا تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے، محمدؐ نے اشارہ کیا، درخت یوں چلا، جیسے پرندہ جاتا ہے اور نبیؐ کے پاس آیا، یہ معجزہ نبیؐ پہ ختم ہوگیا، نبیؐ کے بعد کسی امام نے یہ معجزہ نہیں دکھایا تھا، دربار میں یزید نے سکینہؑ سے کہا کہ سرِ حسینؑ تمہارے پاس آئے، سکینہؑ نے اشارہ کیا، سرِ حسینؑ چلا، سکینہؑ کے دامن

میں آیا، تقریر ختم ہو گئی، خواتین کی فرمائش ہے مصائب پڑھے جائیں دو جملے اور کہتا ہوں اور تقریر ختم ہو گئی، نبیؐ کی ایک صفت اُڑتا ہوا درخت آیا، سکینہؑ کی صفت معجزۂ نبیؐ لے لیا، سرِ حسینؑ سکینہؑ کے ہاتھ میں آ گیا، رخسار پہ رخسار رکھے، بابا بڑے مظالم ہوئے آپ کے بعد، عصر عاشور کے بعد کانوں سے خون بہہ رہا ہے، اب علیؑ کی صفت سن لو جو مظلومیت ہے، علیؑ کی ایک صفت ہے جو کسی کو نہیں ملی علیؑ کی ایک صفت جو کسی نبی کسی پیغمبر، کسی امام کو نہیں ملی وہ یہ کہ بعد نبیؐ علیؑ کے گلے میں رسی باندھ کر کھینچا گیا، ارے علیؑ کی یہ صفت پوتی کو ملی سکینہؑ کے گلے میں رسی باندھ کر دربار میں کھینچا گیا۔ یا حسینؑ یا حسینؑ!

❁❁❁❁

پانچویں مجلس

آدمؑ زمین پر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو اُنتیس ہجری کے عشرۂ چہلم کی پانچویں تقریر امام بارگاہ جامعۂ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں، یہاں ایسے موضوع کا انتخاب کیا گیا کہ جو کبھی منبر کا موضوع نہیں تھا اور کسی نے اس موضوع کو نہیں رکھا تو ظاہر ہے کہ ایسے ہی موضوعات رکھنے اور پڑھنے اور سننے میں لطف آتا ہے کہ جو کبھی منتخب نہ کیئے گئے ہوں اور جن کی طرف کہیں اشارہ بھی نہ ملتا ہو، کسی مجلس میں کسی تقریر میں، کسی کیسٹ میں، تو اس کا اندازہ آپ کو کل تک ہو گیا ہوگا کہ نئے سے نیا موضوع بھی اگر رکھا جائے تو آلِ محمدؐ کے فضائل کے سمندر سے چند موتی لے لینا کتنا قیمتی ہوتا ہے، نہ کہ یہ سمجھ لینا کہ فضائل ختم ہو گئے اور یہ کہنا عوام کا کہ یہ تو وہی پڑھ رہے ہیں، یہ تو سنا ہوا ہے تو یہ قصہ اب ختم ہو گیا، یہ قصہ اب ختم ہو جانا چاہیئے کہ پرانا پڑھ رہے ہیں، وہی پڑھ رہے ہیں اور یہ پڑھ رہے ہیں، اس لیئے کہ نئے نئے باب فضائل آلِ محمدؐ کے کھلتے ہوئے آپ کو خود محسوس ہو رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ فضائل آلِ محمدؐ بیان کرنے کے لیئے کوئی نہ کوئی سہارا کسی بھی عنوان کا لے لیا جائے تو اُس سے اور مزید جلا ہوتی ہے، ولا میں، محبت میں،

اُلفت میں اور آپ دیکھتے ہیں کہ میں نہ کسی آیت سے بات شروع کرتا ہوں، نہ کسی حدیث سے، اگر آپ بیٹھ کر سوچنے بھی لگیں روز کے روز کہ انہوں نے شروع کہاں سے کیا تھا تو نہ آپ کو یاد آئے گا نہ ہم کو یاد آئے گا کہ بات شروع کیسے ہوگئی، یہ ہمیں بھی نہیں پتہ ہوتا ہے کہ بات کب شروع ہوگی، کیسے شروع ہوگی، کہاں سے شروع ہوگی اور آپ بھی بہر حال ذہن تو دوڑا رہے ہوں گے روزانہ کہ اب کیا ہوگا اور اب کیا ہوگا، جس منزل پر آپ ہیں اُسی منزل پر ہم بھی ہیں، ہم میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں، جس طرح آپ سوچتے ہیں کہ اب کیا ہوگا، اُسی طرح ہم بھی فکر کرتے ہیں، بس فرق یہ ہے کہ آپ وہاں بیٹھ کے سوچ رہے ہوتے ہیں، ہم یہاں بیٹھ کے کہ اب کیا ہوگا، اب کیا ہونا چاہیئے، اب اس موضوع کا رُخ کیا ہونا چاہیئے تو موضوع آپ کے سامنے ہے ''بُت شکن اور بُت تراش'' لفظ پرست کو نکال کر ذرا سا موضوع کو بدلا گیا اور اُس کا رُخ جو تھا وہ اس طرف آ گیا بہتر ہوگیا، اس لیئے کہ جنہوں نے بُت پرستی کی وہ کھلی ہوئی بات ہے، وہ ساری قومیں ہمارے سامنے ہیں اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جس کی اُمت بُت پرست نہ رہی ہو، ہر نبی کی اُمت بُت پرستی کرتی تھی ہمارے سرکار کی اُمت بھی بت پرست تھی تو یہ تو کہیں سے آپ نہیں نکال سکتے کہ کوئی ایسا نبی ڈھونڈا جائے، جس کی اُمت بُت پرست نہ ہو تو بچتا ہوا تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ کوئی اُمت بچتی ہوئی نظر نہیں آ رہی، اس لیئے شاید اللہ نے کہہ دیا، وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ یہ تمام انسان گھاٹے میں چلے گئے، اس لیئے کہ انہوں نے کیا شرک اور انہوں نے کی بُت پرستی، لیکن یہاں ذرا سی نزاکت موضوع میں پیدا ہوگئی کہ اُن قوموں کے حالات بیان ہوں جو بُت

پرست تھے، موضوع بدل گیا اور یہ ہو گیا بت تراش، یعنی اصل میں تو گرو گھنٹال کو پکڑنا چاہیے، قوم نے تو صرف پوجا، وہ کون ہیں جنہوں نے قوم کو اس پر لگایا، تو پکڑ دھکڑ اس موضوع میں یہ ہو رہی ہے کہ گمراہی پہ لگانے والے کون ہیں، تو یہاں پر مدد لی گئی مولا علیؑ ہی سے اور مولا علیؑ نے کہیں بھی کوئی ایسا خطبہ نہیں دیا کہ بُت پرست قوموں کے خلاف کوئی بہت بڑا خطبہ مولا نے دیا ہو، مولا نے زور دیا، اُن لوگوں پر جنہوں نے صنم تراشے، اس لیئے وظائف الابرار میں دعا ہے، دعائے صنمی قریش، وہ کون تھے قریش کے لوگ جنہوں نے صنم تراشے، تو اصل سزا اللہ اُن کو دے گا، جنہوں نے صنم تراشے، بڑی سزا اُن کی ہے، اسی لیئے اللہ نے کہا۔ ہر قوم کو اُن کے امام کے ساتھ بلائیں گے، کسی قوم کو تنہا نہیں بلایا جائے گا **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ** (بنی اسرائیل: آیت ۷۱) ہم آواز دیں گے ہم بلائیں گے، ہر اُمت کو ہر قوم کو، آؤ اپنے اپنے امام کے پیچھے آؤ، قرآن میں آیت ہے آؤ، امام کیسا ہی تھا تو حدیث میں لفظ آ گیا، اگر کسی نے پتھر کو بھی اپنا امام مانا ہوگا، پتھر آگے آئے گا، اُمت پیچھے آئے گی تو اب اس میں بچ کہاں رہا ہے بُت تراش، بُت تراش کہاں بچ رہا ہے تو زیادہ گفتگو جو ہماری ہوگی آج پانچویں تقریر ہو گئی پانچ تقریریں اور ہیں، ہم اس پہ زور دیں گے بُت تراش پہلا بُت تراش کون ہے، پہلے ہم اُس کو تلاش کر لیں، پہلے چور کو پکڑنا ضروری ہے کہ پہلا بُت تراش کون ہے، کہ جس نے پوری دنیا میں اِس کو پھیلا دیا، بُت تراشی اور بُت پرستی کے وائرس کو، دماغوں میں بھر دیا، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی ضرورت پڑی، صرف بُت پرستی کی عادت چھڑانے کے لیئے، اتنی بُری عادت تھی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مسلسل اُترتے رہے، اُن

کے اوصیا اترتے رہے، ایک عادت چھڑانے کے لیئے تو جہاں ایک لاکھ انبیاء آئیں اور ہزاروں برس گزر جائیں یہ بُری عادت چھڑانے میں تو ہمارے پیغمبرؐ کو کتنے دن لگیں گے، اگر بت پرستی چھوڑ چکے ہوتے تو مسلسل پیغمبر کیوں آتے، ہمارے پیغمبرؐ آئے تو پھر وہی ہو رہا تھا، جو انبیاءؑ چھڑانے آئے تھے، بات تو جب تھی کہ ایک لاکھ انبیاءؑ عادت خراب جو ہو گئی تھی، ذرا سی صحیح کرا دیتے تو ہمارے سرکارؐ کے لیئے یہ راہ آسان ہو جاتی، یہاں تو اور شدّ و مد، یہاں تو اور سجاوٹوں کے ساتھ، اللہ کے گھر میں بتوں کو بٹھایا ہوا تھا اور قوموں نے تو اِدھر اُدھر صحرا میں بُت لگائے ہوئے تھے، اہلِ عرب نے تو کمال ہی کر دیا، اللہ کے گھر میں بُت لے آئے، اُس کے شہر میں لے آئے، مکے میں بُت لے آئے، پتہ چلا سرکارِ دو عالمؐ کا کام ایک لاکھ پہ بھاری ہو گیا، اب میں ایک لاکھ انبیاءؑ سے پوچھوں کہ محاذ پہ لڑنے آئے تھے تو لڑائی میں ہوتا کیا ہے، لڑائی میں یہ ہوتا ہے کہ ایک لشکر مقابل ہے، ایک لشکر اِدھر ہے، اب ساری کوشش اپنے وطن، اپنی زمین کو بچانے کی کہ لشکرِ مخالف، جارح جو ہے وہ پھاند کر ہماری زمین میں نہ آ جائے، یہاں نہ لڑے، بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ اُس کی زمین میں جا کے لڑے فاتح وہی ہوتا ہے جو بڑھتا جائے، بڑھتا جائے اور پیچھے دشمن کو دھکیلتا جائے اور اُس کی زمین پہ جا کے لڑے، اُس کی زمین پہ جا کے لڑے اور اگر دشمن آ ہی گیا، اب پیچھے ہٹنا ہے حق والوں کو، پیچھے ہٹتے جایئے، وہ آگے بڑھتے جائیں گے اور انبیاء کی زمین پر آتے جائیں گے، تو یہ لڑائی کب سے شروع ہوئی۔ ایک لاکھ انبیاء یہ لڑائی بُت پرستوں سے لڑ رہے تھے، اگر انبیاءؑ نے پیچھے دھکیل دیا، بُت پرستوں کو تو انبیاء فاتح ہیں، وہ بُت بڑھ کر مکّے تک

آ گئے، اللہ کی سرحد میں گھس آئے، اب کیا ہوگا، تو میں انبیاءؑ سے پوچھوں لڑائی کیا لڑی ہے، تم نے کیا لڑی ہے، تم نے بت پرستوں کو پیچھے کیوں نہیں ڈھکیلا، تم پیچھے ہٹتے چلے گئے، وہ آگے بڑھتے چلے آئے تو تم تو اللہ کے قلعہ کے لیئے لڑ رہے تھے نا، انبیاءؑ اللہ کے قلعے کو بچانا چاہتے تھے، مکے کو بچانا چاہتے تھے، اللہ کے گھر کو بچانا چاہتے تھے، اللہ کے گھر کو بچانا چاہتے تھے، وہ تو بڑھتے چلے آئے، بڑھتے چلے آئے، انبیاءؑ پیچھے ہٹتے چلے آئے، یہاں تک کہ مکے پہ قبضہ ہوگیا، اب پتہ چلا، انبیاءؑ کی ہاری ہوئی لڑائی جیتنے کے لیئے محمدؐ کو بھیجا گیا، اب جملہ سن لو ایک لاکھ انبیاءؑ نے جو لڑائی ہاری تھی اُس کو جیتنے کے لیئے محمدؐ کو بھیجا، محمدؐ لڑائی جیت نہیں سکتے تھے اگر علیؑ آ کے یہ جنگ فتح نہ کرتے، بات کرلو آ کے یہی موقع ہے بات کرنے کا آؤ (نعرۂ حیدری) آؤ کرلو بات، ایک بُت نہیں ٹوٹا، نوحؑ نے ایک بُت نہیں توڑا، توڑنے کی بات کرتے ہیں آپ، آپ توڑنے کی بات کرتے ہیں بنتے چلے جا رہے ہیں اور کیسے بنے، بنانے والا کون ہے، تراشنے والا کون ہے، تھوڑا سا وقت ہم آپ کا چاہتے ہیں کہ ایک ریسرچ ورک ہے، سُن لیجئے اُس کو ہم ضرور پیش کریں گے، ظاہر ہے کہ مجلس تو آپ اُٹھا چکے تھے، ہم آرام سے داد لے کر چلے جاتے، لیکن ریسرچ ورک میں یہ ہوتا ہے کہ تھوڑا سا سیمینار ٹائپ ہوتا ہے اور اُس میں کچھ سننا پڑتا ہے، تو واہ واہ تو ہو جاتی ہے لیکن وہ جو ہماری مجلس کی اُٹھان ہے تو وہ اُس میں ذرا سا فرق ہوتا ہے، تو اب دیکھئے یہ جو ہمارا انداز خطابت کا ہوتا ہے اس میں اتنا سا موقع نہیں ہوتا کہ ہم کہیں بیچ میں آیت پڑھ سکیں، اتنا تیز یہ پورا دھارا ہوتا ہے اور اس میں نہ اتنا موقع ہوتا ہے کہ کتابی حوالہ دوں اور اب یہ سب کرنے لگے تو تقریر رُک جائے

گی، وہ جو میٹر آ رہا ہے اور جو دینا ہے تو اُس میں یہ سب چیزیں جو ہیں وہ خطابت کو نقصان پہنچاتی ہیں، اب لوگ بیٹھے ہیں، بعد میں کتابی حوالہ سمجھ میں نہیں آ رہا، فلانا ڈھما کا، ارے بھئی وہ سب تیار رکھا ہے، کمپیوٹر میں ہے، جو کتابیں آ رہی ہیں، ہفتے ہفتے کے فرق سے کتابیں آ رہی ہیں، لوگ پچیس پچیس برس کے بعد ایک کتاب لکھتے ہیں، یہاں ہر پانچویں دن ایک کتاب آ رہی ہے، کوئی پریشانی نہیں، حوالہ کتابوں میں دیکھو، تقریر یہاں سنو، حوالے کے لیئے کتاب ہے، اب یہ تو پکا پکایا حلوہ کہ کھیر بھی یہیں مل جائے، حلوہ بھی یہیں مل جائے، شاہی ٹکڑے بھی یہیں مل جائیں، گاجر کا حلوہ بھی، گلاب جامن بھی، قلاقند بھی تو بھائی حلوہ یہاں کھاؤ اور دیگر چیزوں کے لیئے حلوائی کی دوکان پر جاؤ، دادا کا فاتحہ حلوائی کی دکان پر کر آؤ کتاب خریدو، حوالہ دیکھنا ہے تو کتاب خریدو، نہیں خریدتے تو پھر حوالہ مت مانگو، اگر کتاب کسی کو نہیں خریدنا تو پھر حوالہ بھی ہم سے نہ مانگے، حوالہ کتاب میں ہوتا ہے، تقریر میں نہیں ہوتا، بالکل غلط خیال ہے، لیکن بہر حال محبتیں ہیں آپ سے اس لیئے حوالہ بھی ولایتِ علیؑ پر جب پڑھا تھا اور ہم نے حوالے دیئے تھے تو دو ہزار حوالے دے دیئے تھے، غدیرِ خُم کے خطبے پہ، تو لوگوں نے ہاتھ جوڑ لیئے تھے، بس حوالہ نہیں چاہیے، لیکن ولایت علیؑ کا عشرہ چھپا ہے اور اُس میں حوالے ہیں۔ اچھا جنابِ عالی تو شروع میں ہم یہ بتا چکے کہ حکومتیں زمین پر آدم سے پہلے تھیں، یہ تو آپ سی ڈی اور کیسٹوں میں دوبارہ سنیں گے، دُوہرانا نہیں ہے کہ حکومتیں آدمؑ سے پہلے زمین پر تھیں اور بہت سے آدمؑ آئے، اچھا جو نافرمان و سرکش قسم کے لوگ تھے اُنہیں فنا کر دیا گیا، کچھ ایسے تھے جو غاروں میں چھپ گئے، اِدھر چلے گئے، اُدھر چلے

گئے، ایک آدھ لوگ رہ گئے، جانور رہ گئے، اُن کی نسل پھر چلی اور پھر وہ مختلف جگہوں پہ، سائنس کے اعتبار سے بھی اور ہماری تاریخ کے اعتبار سے بھی افریقہ اور ہندوستان اور یمن اور عرب یہ نیچے سے جو آپ دیکھتے ہیں کہ نوکیں کٹ گئیں ہیں اور ترچھے ترچھے نقشے ہو گئے ہیں، یہ سب نیچے سے ملے ہوئے تھے، یعنی پورا یہ دنیا کا گلوب جو تھا یہ بندھا ہوا تھا سمندر کے پانی نے کاٹ کاٹ کے سب کو دور کیا تو انڈیا جو ہے وہ افریقہ سے دُور چلا گیا، لیکن کلرز ایک ہی رہے، قومیں ایک تھیں افریقن برازیل اور ارجنٹا ئنا کے لوگ اور بھیل قوم ہندوستان کی کالی قوم گوڑ بولتے ہیں اُسے تو گوڑ قبیلہ جو ہے اِن کا یہ سب کالے مدراسی یہ لنکا کے لوگ، یہ سارے ایک ہی چہرے کے لوگ ہوتے ہیں، چونکہ زمینیں کٹ گئیں اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے یعنی یہ سمجھئے کہ کلی کی طرح یہ پورا نقشہ تھا، زمین کا اور یہ کھل کے ایسے پھول کی طرح ہو گیا تو اس میں آپ یہ دیکھ رہے ہیں نا کہ زلزلے آ رہے ہیں تو یہ دراصل انڈیا جو ہے کٹا اور کٹ کے ایسے بہہ کے جا کے تبت سے ملا، ہمالیہ پہاڑ سے تو بیچ میں جہاں ملا ہے تو چونکہ جوڑ پانی کا لگا یا ہوا ہے تو بیچ میں ہے دراڑ تو وہ جب پانی اُس کو پورے جزیرے کو ہلاتا ہے تو وہ ذرا سا سرکتا ہے تو زلزلہ آتا ہے، جہاں جہاں یہ جوڑ لگے ہوئے ہیں سمندری جوڑ تو وہ پلیٹیں جب اندر سے کھسکتی ہیں ہلکے ہلکے تو اُن ہی بیلٹ پہ زلزلہ آتا ہے، اب یہ علمِ ارضیات پڑھ رہا ہوں، سائنس بتا رہا ہوں، یہ سب الگ الگ چیزیں ہیں اس میں ریسرچ ہو گئی ہے کہ یہ نسلیں ایک دوسرے سے ملتی ہوئی ہیں، ساؤتھ امریکہ کی، کیونکہ نیچے سے یہ سب جڑے ہوئے تھے تو یہ ساری نسلیں پھیل کے لیکن اگر ایک طرف چلے جائیں تو کلچر اور بت سب کے

ایک طرح کے نظر آئیں گے، سب کی پوجا اور سب کی رسومات سب ایک ہوتی جاتی ہیں، جہاں جہاں ملا ہوا تھا، لیکن وہ الگ ہو گیا، سب الگ الگ ہو گئے اور اتنی بڑی زمین تھی آدمؑ جب آئے تو لنکا میں اُن کو اتارا گیا، جسے آپ سری لنکا کہتے ہیں تو اس میں ایک شہر سرندیپ بھی تھا، جہاں حضرت آدمؑ کو اتارا گیا، جب آپ سری لنکا جائیں گے تو وہاں پر حضرتِ آدمؑ کے پیر کا نشان ہے، وہ حضرت آدمؑ کا قدم کہلاتا ہے، لوگ اُس کی زیارت کرتے ہیں، تو پہلا قدم جو زمین پر پڑا آدمؑ کا وہ آدھا میل لمبا قدم ہے، پہلا انسان جو اترا تو کتنا طویل القامت تھا اور وہ سب ایک الگ موضوع ہے۔ یہ سب چھوڑ دیجئے، یہ سب الگ موضوعات ہیں، کبھی اگر کوئی یاد دلادے وہ اچھا سا جملہ آپ نے کہا تھا اس پہ ایک مجلس پڑھ دیجئے یہ تو سب آپ کے کام ہیں کہ نوٹنگ کرلیں، سی ڈی میں نوٹ کرلیں کہ بھئی یہ یہ پوچھیں گے علاّمہ سے کہ بھئی اس پر ایک مجلس پڑھ دیجئے، اِس پر پڑھ دیجئے، یہ قد و قامت چہرہ حُسن انبیاءؑ کا، یہ سب چیزیں گھٹتی رہیں، بڑھتی رہیں، زمینوں کے حالات سب الگ الگ موضوع ہیں، یہ سب ہیں ذہن میں لیکن یہ کہ آپ فرمائش کریں، مجلسیں رکھیں، عشروں کے موضوع، موضوع تو اب کوئی دیتا ہی نہیں، لوگوں نے چھوڑ دیا موضوع دینا، پہلے یہ تھا کہ اچھے اچھے موضوع سوچتے تھے لوگ اور کہتے تھے اس پر پڑھ دیجئے، اس پر پڑھ دیجئے، لیکن بہر حال فکر بن رہی ہے، انشاء اللہ ہم دیکھیں گے ہمارے بچے یہ جوان ہو گئے ہیں اور جو انٹرنیٹ پر بیٹھ رہے ہیں پڑھے لکھے کتابیں دیکھ رہے ہیں، انسائیکلو پیڈیا دیکھ رہے ہیں، ترقی ہے ذہن کی، تو یہ دیکھیں گے تو آدمؑ کو سرندیپ وادی میں اتارا گیا تو اب ذہن میں رکھئے گا کہ میں بتا چکا کہ

ایسی قومیں، حکومت کر چکی تھیں کہ جن کے اوپری حصے جانور کے تھے اور نیچے کے انسانی اور کچھ وہ قومیں حکومت کر چکی تھیں جن کے اوپر کے حصے انسانی تھے اور نیچے کے جانور کے تھے، تو اُسی طرح کے بُت مثلاً یونان میں جو بُت پائے جاتے ہیں وہ اس طرح کے ہیں کہ اوپر کا حصہ انسانی ہے، نیچے کا حصہ گھوڑا ہے، ہاتھی ہے اور ہندوستان میں جو پائے جاتے ہیں اُن کا اوپر کا حصہ جانور کا ہے، نچلا انسانی، جیسے گنیش ہیں تو نیچے سے تو انسان ہیں اوپر سے ہاتھی کی طرح سونڈ لٹکی ہوئی ہے۔ اسی طرح ہنومان ہیں، اوپر سے بندر کا چہرہ ہے نیچے سے انسانی ہے، لیکن دم بھی نکلی ہوئی ہے ہنومان کی تو اسی طرح کالی ماتا، بھوانی، سیتلا دیوی، دُرگا دیوی لچھمی دیوی، سرسوتی دیوی تو یہ سمجھ لیجئے کہ تقریباً آٹھ ہزار نو سو پینتالیس دیویاں تو صرف ملتان میں پائی جاتی تھیں اور پورا انسائیکلو پیڈیا ہے ملتان کی دیویاں، اُن کے نام کیا کیا تھے، کتنے مندر ملتان میں تھے اور یہ اس طرح سمجھئے کہ جب پہلی بار شیطان کو حکومت ملی، جسے ہم شیطان کہتے ہیں تو اُس نے کئی ہزار برس زمین پہ حکومت کی تھی تو اُس وقت اُس کا نام عزازیل تھا، بعد میں حارث پڑا پھر ابلیس ہوا شیطان ہوا تو اس نے حکومت کی تھی اور اس میں انانیت پیدا ہوئی تھی، حکومت کے بعد اور چونکہ اس نے خود کہا تھا، ہم جنوں کو جا کے ٹھیک کریں گے، ان کو ماریں گے پیٹیں گے، اس کو حکومت اللہ نے زمین کی دے دی تھی تو اُس نے اُس وقت بھی بہت کچھ یہاں پر اپنے معاملات پھیلائے، اُس کے بعد پھر وہ عرش پہ گیا، آدمؑ کو سجدہ ہوا، وہ تو سب آپ کو سنا چکا ہوں، بتا چکا ہوں، یہ تاریخ قبل از آدمؑ، ایک تو یہی ہماری اتنی بڑی تاریخ ہے کہ تاریخ آدمؑ تا خاتمؐ، یہی کہاں چھوٹی سی ہے کہ تاریخ قبل از آدمؑ کی بھی

تفصیلی تاریخ ہے، کہتے ہیں تا عیسیٰ کی صدی اور جب یہ کہہ دیتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح سے قبل، ایک سن چلتا ہے قبلِ مسیح، لکھا جاتا ہے قبلِ مسیح، ہزاروں برس قبلِ مسیح یہ ہوا، دو ہزار برس قبلِ مسیح یہ ہوا، آپ سوچئے کہ تاریخ کا اتنا پھیلاؤ ہے کہ اُس میں اگر ہم چلے جائیں تو اُس میں سے نکلنا مشکل ہے، لیکن ہم اُدھر جانا نہیں چاہتے کہ وہاں جا کے پھنس جائیں گے، اس لیئے کہ ہم شہرِ علم کے آس پاس ہی رہنا چاہتے ہیں تا کہ شہرِ علم کا دروازہ چھوٹنے نہ پائے تو اُدھر کون جائے، اتنی دور اور وہ کیوں آپ کو ہم سنا کے اپنے دماغ پہ لوڈ ڈالیں تو یہ سمجھے گا کہ انڈیا میں ہندوستان جس کا نام ہے جسے بھارت کہتے ہیں، یہ بہت ہی قدیم سلطنت رہ چکی تھی، قبل از آدمؑ اُس مخلوق کی کہ جو سونڈیں لٹکائے ہوئے تھی اور نچلے حصے اُن کے انسانوں جیسے تھے تو یہ اصل میں مسخ ہوئے تھے، یہ مسخ کیے گئے تھے اور اِن کے مسخ کی ایک کہانی ہے ہندوؤں کے یہاں بھی اور ہمارے یہاں بھی، کچھ وجوہات ہیں، کچھ عتاب ہیں، کچھ عذاب ہیں، یہ جیسے گنیش کو آپ دیکھتے ہیں ہاتھی والا جو ہے، یہ اس کے لیئے لکھا ہے کہ یہ شیو پاروتی کا بیٹا تھا تو اس سے باپ نے کہا کہ پیاس لگی ہے پانی لاؤ وہ پانی لینے اُدھر چلا گیا، گنگا جمنا، ادھر پتہ نہیں کہیں دور تو پانی لے کے دیر میں آیا تو جب پانی لے کے آیا تو یہاں شیوشنکر کا ترشول جو تین بھال کا ہوتا ہے، اُس کو وہ ہمالیہ سے مار چکے تھے اور تین دریا اُس میں سے نکل چکے تھے، گائتری، ساوتری، گھاگھرا میتھالوجی، ہندوؤں کی بہرحال اُس میں ہے کہا جاؤں، وہ ایک الگ ہی مسئلہ ہے اُس میں اُلجھنا نہیں چاہ رہا، میں جلدی نکل کر آگے بیان کروں، وہ سب از بر ہے مجھے، لیکن اُس میں نہیں اُلجھنا، تو وہ آیا اور اُس نے پانی لایا، یہ غصے میں تھے ہی،

انہوں نے اُٹھایا وہ ترشول مارا، اُس کا گلا کٹ گیا، گلا اتنی زور سے کاٹا گیا، وہ گلا جو تھا وہ زمین کے باہر اس کا سر خلا میں چکر لگانے لگا، اُسی کو کورا ہو اور کیتو بولتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ راہو اور کیتو ایک دوسرے کے پیچھے ہیں اور جب وہ ایک دوسرے کو ہڑپ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو چاند گرہن ہوتا ہے اور سورج گرہن ہوتا ہے، بڑی عجیب ہی عجیب باتیں ہیں، یہ سب اُن کا مذہب ہے، عجیب عجیب چیزیں ہیں تو اُس میں یہ ہے کہ پھر وہ پاروتی بہت روئیں کہ میرے بیٹے کا سر کہاں گیا، انہوں نے کہا بھئی سر تو زمین کا چکر لگا رہا تھا، تو سامنے ایک ہاتھی آ رہا تھا، وہ گنیش کا ہاتھی تھا، اُس کا سر شیو نے کاٹ کے گنیش کے جسم میں جوڑ دیا اور کہا لو یہ تمہارا بیٹا، اُس ہاتھی کو گود میں پاروتی کھلانے لگیں اور وہ ہاتھی آخر میں بڑا ہو گیا اور وہی گنیش ہے تو اس کے اتنے نام ہیں، گنپت نام ہے، گنیش نام ہے، گنپت پوجا گنیش کی ہوتی ہے، اوم، اوم جو لکھا جاتا ہے یہ بھی اُنہی کا نام ہے، اوم بھی گنیش جی کو کہا جاتا ہے تو بہر حال یہ وید ہے، مہا بھارت ہے رامائن ہے، اُن کی یہ کہانیاں کہیں سے تو آئی ہیں، اگر جھوٹی بھی ہیں تو جو تصور ہے اب اس تصور کے لیئے آپ کو سمجھا دوں، اصول کافی کی ایک حدیث سنا دوں میں کوئی یہ کہے کہ بھئی یہ تو کبھی نہیں سنا کہ ایسی بھی مخلوق زمین پہ تھی کہ جس کا اوپر کا حصہ جانور کا تھا اور نیچے کا جسم انسان جیسا اور یا ایسی مخلوق جس کا اوپری حصہ انسان جیسا نچلا حصہ جانوروں جیسا، یہ کبھی سنا نہیں مجلس میں لیکن یہ مت کہیئے گا پڑھا نہیں کبھی اور یہ آپکا کہنا صحیح ہے کہ سنا نہیں واقعی نہیں سنا، لیکن یہ نہ کہیئے گا پڑھا نہیں۔ اس لیئے کہ پوری عمر گزر جاتی ہے پڑھتے پڑھتے مگر چیزیں ملتی نہیں ہیں، علم ایک سمندر ہے جو ڈھونڈتا جاتا ہے ملتا جاتا ہے، اسی

لیئے تو کہا پڑھو، صرف سنو نہیں سننے پر چاہ رہے ہو حوالے مل جائیں، حوالے ملتے ہیں پڑھنے پر، تو اب اُس کے لیئے میں ایک حدیث پڑھے دیتا ہوں اصول کافی کی، معصوم نے فرمایا کہ تم اپنے تصور میں بیٹھ کر خاکے بناؤ کہ ایسی بھی مخلوق ہو سکتی ہے، ایسی بھی مخلوق ہو سکتی ہے، خاکے بناؤ بیٹھ کے تو اللہ ایسی مخلوق خلق کر چکا ہے، اب یہ خاکے کمپیوٹر پر بنتے ہیں، مجرموں کو پکڑنے کے لیئے تو وہ بھی تو تراش ہے نا بھئی ایک خیالی چہرہ بنانا دہشت تراش چہرہ بن رہا ہے، پولیس والے بنواتے ہیں، وہ بناتے ہیں، پولیس والے یا سی آئی ڈی والے بنواتے ہیں، وہ بناتے ہیں ناک ایسی، کہاں ہے اب وہ کہنے لگے بھئی آپ نے دیکھا اُسے، ہاں دیکھا تھا، ناک کیسی تھی، پہنے کیا تھا، چہرہ کیسا تھا، اب پانچ آدمیوں نے کہا ناک ایسی تھی، چہرہ ایسا تھا، اُنہوں نے لکھ لیا، ایک نے کہا جیسی اس نے کہا ایسی ناک لگا دو، اب اس نے بتایا بال ایسے تھے، بال ایسے لگا دو، جب ایک چہرہ بن کے آتا ہے وہ اخبار میں چھپ جاتا ہے، یہ ہے خاکہ اس خاکے سے ڈھونڈو تو کہا یہی خاکہ اُس کی تصویر کا ہے جو بنایا، تصویر سے، تصویر تو نہیں کھینچی، آدمی سے تصویر نہیں کھینچی، کسی نے ناک بتائی، کسی نے کان بتایا، کسی نے بال، بتایا آپ نہیں سمجھ رہے ہیں تو آپ کہیں گے اس کا حوالہ لاؤ کہ مجرم ایسا ہے، حوالہ کیا ہے جو بیان آپ نے سنا اُس پہ آپ نے ایک خاکہ بنایا، یہ کہیئے کمپیوٹر ہے جو آسانی ہوگئی پہلے تو ہاتھ سے بنانا پڑتا تھا، اب تو کمپیوٹر چہرے بگاڑ دیتا ہے، اور کمپیوٹر تو دور کی بات ہے یہ ہاتھوں میں جو موبائل ہے یہ چہرے بگاڑتے ہیں، تصویر کھینچی، انہوں نے کہا دیکھئے یہ آپ ہیں، ناک ایسی پھیلی ہوئی، منہ پھٹا ہوا، دانت باہر نکلے ہوئے، انہوں نے کہا یہ کیا ہو گیا، کہا یہ میں

ہوں، بچے یہ شرارت کرتے ہیں، آپ کی تصویر ہے، یہ کیا ہوا، ارے بھائی دیکھا ہے یا نہیں دیکھا، موبائل میں لوگوں کے پاس یہ شرارتیں ہو رہی ہیں یا نہیں ہیں، بے خبر ہیں آپ بڑے معصوم ہیں، بس میں ہی سب کچھ ہوں گناہ گار، گنہگار مومنین میں ہوں، میں ہی بخشا جاؤں گا، آپ نہیں بخشے جائیں گے، تو ایسی مخلوق موجود تھی، اس زمین پر اور اُس کی پوجا ہندوستان والے کر رہے تھے، قابیل اُدھر بھاگ گیا، قابیل نے اُنہی لوگوں میں، چونکہ وہ جن بھی حکومت کر چکے تھے، جن بھی موجود تھے، زمین پہ، جنیہ نے اُس سے ملاقات کی، اُس نے شادی کر لی، آپ کو کوئی اعتراض ہے قابیل کی شادی پہ اُس کی مرضی کسی قوم میں کرے، کسی قبیلے میں کرے اُسے جان بچانی ہے، اُسے آدمؑ سے چھپنا ہے، دُور تک نکل گیا ہے اور اب عرب میں شادی کر بھی نہیں سکتا، اس لیئے کہ اولادِ آدمؑ میں ہر ایک نے قابیل سے رشتہ توڑ لیا ہے جو قابیل سے شادی کرے اور خود قابیل منھ دکھانے کے قابل نہیں ہے، دنیا کا پہلا قاتل، اُس کی نسل ہندوستان میں بڑھتی رہی، بڑھتی رہی، اب چاہے وہ گنیش کی شکل کی ہو، وہ سانپ کی شکل کی ہو، وہ درگا دیوی کی شکل کی ہو، وہ جیسی بھی ہو، جہاں اُس نے شادی کی ہوگی ویسی ہی شکلیں ہوں گی، کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، آپ کو کوئی اعتراض ہے، سارے بچے ننھیال پہ پڑ گئے، آپ کو کوئی اعتراض ہے، ارے جب ددھیال سے اُس کا رشتہ کٹ گیا تو اللہ نے رسی کاٹ دی، اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ دادا کی شکل پہ بچہ نہیں پیدا ہوگا تو آدمؑ کی نافرمانی کر چکا، جو پیغمبرؑ کی نافرمانی کرتا ہے، رشتے داری لگا دیجئے ایک تو بچہ ہی نہیں ملتا اور ملے تو چہرہ نہیں ملتا، جس رشتے کو اللہ کاٹ دے وہ کٹ گیا، جس رشتے کو اللہ جوڑ دے وہ رشتہ

جڑ گیا، رشتے وہی بناتا ہے آپ نہیں بناتے، حالانکہ آپ جو رشتہ بناتے ہیں آپ کی زبان پہ ایک بات اللہ نے جاری کرادی، آپ اُس سے پھر ہی نہیں سکتے، سارے رشتے اللہ بناتا ہے، بھائی بھائی کا رشتہ اللہ نے بنایا، بہن بھائی کا رشتہ ماں باپ کا رشتہ سب رشتے اللہ نے بنائے آپ کے اختیار میں نہیں ہیں، ایک رشتہ آپ کے اختیار میں ہے بیوی تو آپ دعویٰ کر سکتے کہ یہ رشتہ ہم نے بنایا ہے تو محاورہ سب نے کہا ارے صاحب رشتے تو آسمانوں پہ بنتے ہیں، تو جناب عالی سب آپ کے ذہن میں آ گیا، آدمؑ اتارے گئے، چار فرشتوں نے تخت پہ بٹھایا کاندھے پہ تخت رکھا اور کہا پہلے اِن کو جنت کی پوری سیر کروا دو، الوداع کروا دو، آدمؑ نے کہا سارے فرشتوں سے آخری ملاقات چاہی، سارے فرشتوں کو بلایا گیا، کہا بھئی الوداعی سلام کوشش کریں گے، پھر کبھی ملیں، خوب روئے آدمؑ، فرشتے بھی روئے رخصت کرتے ہوئے، پتہ چلا آدمؑ کی الوداع گریہ سے ہوئی، سارے آسمانوں میں فراقِ آدمؑ میں بڑا گریہ ہوا اور خود آدمؑ بھی روتے ہوئے آئے، اسی وجہ سے جب بھی بچہ پیدا ہوتا ہے روتا ہی ہوا آتا ہے آج تک ہنستا ہوا نہیں آیا، پتہ چلا طرّہٗ امتیاز گریہ ہے، اصل چیز گریہ ہے، اصل چیز غم ہے، خوشی اصل چیز نہیں ہے، جو مناتے ہیں وہ مستقبل سے بے خبر ہیں، خوشی کا انجام لکھا ہے، غم کا انجام صرف جنت ہے۔ جہاں جہاں خوشیاں ہوں گی، کس طرح عذاب آئے گا، اگر وہ خوشی اللہ کی مرضی سے نہیں ہو رہی، تو عذاب ہے، تو پتہ چلا غم اور خوشی اللہ کی مرضی سے ہونا چاہئے اس لئے کہ غم بھی اُسی کا ہے اور خوشی بھی اُسی کی ہے آدمؑ کو زمین پر لا کے فرشتوں نے اُتار دیا، فرشتے چلے گئے، آدمؑ اکیلے ہو گئے ایسے میں شیطان نے تمام مخلوقات کو

پہلے ہی جمع کر لیا جو آدمؑ سے پہلے کی تھی وہ جانور ہوں یا، جانور نما انسان ہوں اور اُن سے کہا آؤ میرے ساتھ چلو، آسمان سے ایک مخلوق ٹپکی ہے، تم جب اُس کا گوشت کھاؤ گے تو بہت لذیذ ہوگا، ایسی غذا تم نے پہلے نہیں کھائی ہوگی، اب وہ کیسے درندے لوگ تھے کہ شیطان آگے دوڑتا ہوا چلا اور پیچھے وہ مخلوق دوڑتی چلی، سرندیپ کی طرف آدمؑ کو کھانے کے لیئے، آدمؑ کو دیکھا اُنہوں نے کہا کیا مخلوق ہے، درندے نما انسانوں کی زبانوں سے رال ٹپکنے لگی، جیسے جیسے جھاگ شیطان کے منہ سے نکلتا اور وہ کہتا بڑھو مارو، اس کو کھاؤ بڑھو اس کو چیر دو، پھاڑ دو اور جانور چاروں طرف سے یہ جانور نما انسان یا انسان نما جانور حملہ کرتے، یہ ساری مخلوقات آدمؑ کی طرف بڑھیں تو وہ جو جھاگ گر رہا تھا، اللہ نے حکم دیا جبریلؑ کو کہ یہ جو جھاگ گرا ہے اس کے منہ سے، اس سے ایک مخلوق بناؤ، جیسے ہی شیطان اور اُن جانوروں کا جھاگ گرا اس سے تین کتے بنے، اسی لیئے کتا نجس ہے، لیکن وفادار اس لیئے کہ آدمؑ کی حفاظت کے لیئے بنا، اب تک انسان کی حفاظت کر رہا ہے، مگر نجس ہے۔ (نعرۂ حیدری)

تین کتے بنے آدمؑ کی حفاظت کے لیئے جنگل میں ہر درندہ کتوں سے ڈرتا ہے، یہ کیسی عجیب بات ہے، دیکھئے کتا جہاں ہوتا ہے وہاں سے درندے بھاگتے ہیں، کیوں وجہ کیا ہے، وجہ یہ ہے کہ اُن کتوں سے درندوں نے کہا ہم سے مل جاؤ ہماری مدد کرو، تم سامنے سے ہٹ جاؤ اور اس مخلوق کو کھانے دو، اب آدمؑ کے پاس جو کچھ تھا دفاع کے لیئے پتھر چلا رہے ہیں، دفاع کے لیئے پہاڑ کے ٹکڑے اُٹھا کر پھینک رہے ہیں، لیکن اپنا بچاؤ کر رہے ہیں، دفاع کر رہے ہیں تو پہلا حملہ شیطان نے آدمؑ پہ یہ کروایا لیکن بہرحال آدمؑ بچ گئے اور شیطان کی

یہ بات کارگر نہ ہو سکی اور اُس کے بعد جبریلؑ آ گئے، فرشتے آ گئے اور حوّا سے ملاقات ہو گئی صفا اور مروہ کے درمیان لنکا سے چل کر آدم مکے آ گئے، سب سے پہلا کام آدمؑ سے یہ لیا گیا خانۂ کعبہ کی بنیادیں رکھو، پہلا کام آدمؑ نے یہ کیا کہ خانۂ کعبہ کی بنیادیں رکھیں، پھر وہ پتھر جنت سے جو آدمؑ لے کے آئے تھے جسے حجرِ اسود کہتے ہیں، اُسی پتھر سے کعبے کی بنیاد پڑی، بہت سی چیزیں جنت سے لے کے آئے تھے، پوری داستان ہے کیا کیا لے کے آئے تھے اور وہ جو پتے پہنے ہوئے تھے جنت کے وہ جب اُترے وہ پتے اور لباس پہلی بار زمین کا پہنا انہوں نے تو ہرن نے آ کر وہ پتے کھائے جو جنت کے پتے تھے، اس لیئے ہرن کے ناف میں جنت کی خوشبو آج تک باقی ہے، جناب حوّا کے لیئے یہ ہے کہ جناب حوّا نے جب پہلی بار اپنے بال کھولے تو جو بالوں سے جنت کی خوشبو پھیلی وہی آج دنیا کی ساری خوشبو ہے، کائنات میں جو خوشبو پھیلی ہے وہ جناب حوا کے بالوں سے پھیلی تھی، کائنات یہ پورا ایک سلسلہ ہے، اگر میں آدمؑ پہ عشرہ پڑھوں تب اِحاطہ ہو سکتا ہے، یعنی نوحؑ تک نہ جاؤں، صرف آدمؑ پہ رہوں لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا، ہمارا تو موضوع دوسرا ہے ہم تو شاخیں آپ کو دیتے جا رہے ہیں، کہ آپ آئندہ کیا کیا تیاری کر سکتے ہیں سننے کی، نیا پرانا میٹر تو ہو چکا، وہ عشرے تو چھپ گئے، سب ہماری حد تک اب جو چھپ گئے وہ دوبارہ ہم پڑھیں گے نہیں، اس لیئے کہ وہ سب نے پڑھنا شروع کر دیا، ہر عشرہ نیا، ہر مجلس نئی ہونی چاہئے اور اُس میں کوشش آپ کی ہونی چاہئے کہ نئے کو جلدی جلدی قبول کرتے جایئے، حضرت آدمؑ نے دنیا میں آ کر اپنی اولاد کو ہل چلانا بتایا، بیل پکڑ کر لائے انھیں ہل میں جوتا، زمین کی زراعت سب سکھا دیا،

جبریلِ امیں نے، مکان بنانا بتایا، باغ لگانا بتایا اور کہا پورے ارض کا مالک تمہیں اللہ نے بنایا ہے، جہاں تک یہ زمین ہے تم اس کے مالک ہو، اس لیئے کہ قرآن میں اعلان ہو گیا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ؕ اس کے مالک تم ہو اور قیامت تک یہ زمین تمہاری رہے گی، یہ زمین کس کی ہے، بش کی ہے، ٹونی بلیئر کی ہے، ملکہ برطانیہ کی ہے، کس کی ہے۔ پنجاب کی زمین کس کی ہے، پنجابیوں کی، سندھ کی کس کی ہے سندھیوں کی، بلوچستان کی کس کی ہے کشمیر کی زمین کس کی ہے، یہ سب زمین کس کی ہے، ہندوستان کی زمین سونیا گاندھی کی زمین ہے، یہ کون کون سی زمین کس کی ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ؕ یہ ساری زمین آدمؑ کی ہے، اگر وارث پردۂ غیب میں ہے تو کیا مطلب ہے کیا قبضہ تو اب اعلان ہو گیا، ارض آدمؑ کی ہے اور پھر اعلان ہو گیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ آدَمَ صَفْوَةِ اللّٰهِ! اے آدمؑ کے وارث تجھ پہ سلام، اب زمین حسینؑ کی ہے، جب زمین حسینؑ کی ہے تو زمین مہدیؑ کی ہے، ابھی آپ نے سنا خالد ملک نے اعلان کیا ایک کروڑ بیس لاکھ زائرین کربلا پہنچ چکے ہیں، ایک کروڑ بیس لاکھ زائر چالیس لاکھ کا اندازہ تھا امریکہ اور بی بی سی کا، اُسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ جب سرحدیں کھول دی جائیں گی تو کیا عالم ہوگا، سرحدیں بند ہیں اس پر یہ عالم ہے کہ شہرِ کربلا تو بھر چکا، عراق پورا بھر چکا، بغداد بھر چکا، ابھی بھی قافلے کراچی سے جارہے ہیں، جہاز اُڑ رہے ہیں، وہ دُبئی جائیں گے، دُبئی سے سارے جہاز عراق پہنچیں گے، ابھی پاکستان ہندوستان کے زائرین کل پہنچیں گے اور وہ جس وقت بغداد پہنچیں گے، تو بغداد کے ایئرپورٹ سے کربلا تک تین گھنٹے کا راستہ ہے، راستہ نہیں ملے گا، آگے بڑھنے کا ایک ایک گلی

ایک ایک مکان ایک ایک ہوٹل، ایک ایک شاہراہ ایران کی سرحد بند ہے، اس لیئے کہ راستہ نہیں مل رہا ہے سرحد سے آگے مجمع بڑھے تو نیا قافلہ ایران سے داخل ہو، سرحد کھول کے تو دیکھو، زیارت پر پابندی ہٹا کے تو دیکھوائے امریکہ والو پھر پتہ چلے گا، حسینؑ کے چاہنے والے کائنات میں کتنے ہیں۔

(نعرۂ حیدری)

اور جملہ سن لو، شاید آج کی مجلس کا تاریخی جملہ ہو، ایک دم سے جملہ آیا تو بتا دوں، اگر اُردن، شام، ایران، یمن، روس، آذر بائیجان، ہندوستان، ترکی، پاکستان سب اپنی سرحدیں کھول دیں تو پوری کائنات کا مجمع صرف حسینؑ کا نظر آئے گا آرہے ہیں جارہے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

اور اب اس کے آگے کا جملہ سن لو اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں کعبے میں حاجیوں کا مجمع زیادہ ہوتا ہے تو سن لو سرحد کھول کے دکھاؤ، وہاں صرف مسلمان جا سکتا ہے، حسینؑ کی سرحدیں کھولو، ہندوستان سے ہندو اور سکھ جائے گا، انگریز یورپ اور امریکہ سے آئے گا سب سے بڑا مجمع حسینؑ کا ہے، ہر ملک کی سرحد کھول کے دیکھو پتہ چلے گا کہ آدمؑ کی زمین کا مالک کون ہے؟ حسینؑ ہے اس زمین کا مالک، ابھی سمجھ میں نہیں آئے گا لوگوں کے دماغوں میں خناس ہے، قرآن کے دو آخری قل پڑھ لو، خناس سے وسواس سے پناہ میں رکھ، کیا پڑھتے ہیں سورۂ فلق اور سورۂ ناس میں، خناسوں سے پناہ میں رکھ یہ وسواس شیطان ہے جو دماغ اور دل میں بیٹھ جاتا ہے، یہ گھس جاتا دماغ میں اس سے پناہ میں رکھ یہی تو آخری دو قل ہیں۔ جو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے لئے تعویذ بنا کر بھیجے گئے

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ

النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (سورۂ والناس ۔۔۔۔ آیت نمبر ۴، ۵، ۶)

سورۂ فلق اور سورۂ الناس آئے تھے جبریلؑ نے کہا تھا اللہ کہتا ہے یہ دونوں قل لکھ کر اپنے ہاتھ سے جبریلؑ کے پروں پر لکھ کر حسنؑ اور حسینؑ کے گلے میں ڈال دیجیے، حسنؑ اور حسینؑ کو تعویذ کی ضرورت نہیں تھی، حسینؑ کے چاہنے والوں کے لیئے یہ سورے آئے تھے تاکہ یہ خناسوں سے دُور رہیں، اب تک مالک ہیں ارض کے حسینؑ، ساری خدائی حسینؑ کی، ابھی بات سمجھ میں نہیں آئی، آنے دو بیٹے کو آنے دو، فرزندِ حسینؑ کو آنے دو، حسینؑ کے نورِ نظر کو آنے دو، سب نظر آجائے گا، یہ تو نمونے ہیں عاشور اور چہلم کا مجمع مہدی کی آمد کا نظارہ ہے، کیا سمجھو گے، زمانے والو یہ تو نظارہ ہے۔ (نعرۂ حیدری)

آدمؑ کے بیٹے ہابیل قتل کر دیئے گئے، قابیل بھاگ گیا، آدمؑ ہابیل کو بہت روئے اللہ نے کہا پنجتنؑ کا واسطہ دے کر دعا کرو اور لو تمہارا غموں کا دور ختم ہوا، بیٹا دیا، شیثؑ آدمؑ جو زبان بولتے تھے وہ زبان ہے سریانی، ابراہیمؑ تک آتے آتے نئی زبان ایجاد ہوئی عبرانی، اسماعیلؑ اور ہاجرہؑ سے شروع ہوئی عربی، پہلی زبان سریانی جس میں آدمؑ نے ہابیل کا مرثیہ کہا وہ سریانی زبان ہے، وہ زبان آدمؑ جو بولتے تھے اُس کے لفظ میں یہ شیثؑ، شیثؑ کے معنی عربی میں ترجمہ ہوگا، ہبۃ اللہ، اللہ کا ہبہ کیا ہوا، یعنی اللہ کی طرف سے تحفہ ملا آدمؑ کو ایک تحفہ ملا ہابیل کی شہادت کے بعد، جناب شیثؑ، عمریں سب کی ایک ہزار ڈھائی ہزار دو ہزار ڈھائی ہزار سب کی عمریں اسی طرح لکھی ہیں تمام اولادِ آدمؑ میں جتنے بھی انبیاءؑ آئے یہ موضوع الگ ہے، یہ تو سارے موضوع الگ ہیں، یہ آمد کا موضوع الگ، جس سے میں بار بار بچ رہا ہوں، تو عطیہ خداوندی تھے جناب شیثؑ،

جنابِ شیثؑ جب دنیا سے جانے لگے تو ان کو اللہ نے ایک بیٹا دیا انوشؑ، انوشؑ کے معنی ہیں صادق، سریانی زبان کا لفظ ہے انوش، عربی میں اس کا ترجمہ ہوگا صادق اُردو میں سچا، انوشؑ کو اللہ نے ایک بیٹا دیا قینانؑ، قینانؑ کے معنی ہیں غالب جو سب پہ غالب رہے، قینان کو اللہ نے ایک بیٹا دیا، مہلائل جو قینان کا وارث ہوا، مہلائل سریانی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں ممدوح، جس کی مدح کی جا چکی ہو، اولادِ آدم میں اب تک جتنے بیٹے آئے تھے شیث، انوشؑ، قینانؑ، سب سے زیادہ حَسین مہلائل تھے اور حُسن کا یہ عالم تھا کہ اولادِ آدم جتنی بڑھ گئی تھی مشرق و مغرب میں اِن کے حُسن کا جب چرچا ہوا تو چہرے پہ اِن کے نقاب پڑ گئی، چہرے پہ نقاب اس لیئے کہ ان کے چہرے کا نظارہ کرنے کی انسان میں تاب نہیں ہوتی تھی، بعض لوگ چہرہ دیکھتے ہی مر جاتے تھے، تڑپ کے اُس حُسن کو دیکھتے ہی ہارٹ فیل ہو جاتا تھا، اب آپ سوچئے کیسا حُسن تھا، جنابِ مہلائل کی جب وفات ہوئی تو لوگ بہت روئے، تڑپے، ترسے اور بڑا غم منایا، اس لیئے کہ ان کی شہرت اتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ لوگ کہتے تھے نہ چہرہ دکھائیں نہ، نقاب نہ ہٹائیں ہم جو تحفہ لے کر آئے ہیں صرف وہ قبول کر لیں تو لوگ دُور دُور سے آتے تھے تحفے لے کے اور مہلائل کے اصحاب اور غلام قبول کرتے تھے، ظاہر ہے کہ اُن کے ملازمین اور اُمت کے لوگ اُن تحفوں سے فائدہ اُٹھاتے، پوری اُمت اور جو لوگ دُور دُور کے ملکوں سے تحفے لے کر آتے تھے جب ان سب کو پتہ چلا کہ مہلائل کی وفات ہوگئی تو بڑا گریہ ہوا، جو دیکھنے کے لیئے آتے تھے وہ بہت تڑپتے تھے کہ مہلائل نہ رہے، مہلائل نہ رہے، ایسے میں بُت تراش اُترا فضا سے، یعنی شیطان ابلیس اور اُس نے آ کر مہلائل کی

اُمت سے یہ کہا کہ دیکھو تمہارا ہو رہا ہے نقصان، جو تحفے لے کر آتے ہیں وہ واپس لے کر چلے جاتے ہیں کہ مہلائیل نہ رہے تو اب تم ایسا کرو کہ مہلائیل کا مجسمہ بناؤ اور اُس کے چہرے پہ نقاب ڈال دو تو جو تحفے آتے ہیں وہ مجسمے کے قدموں میں گریں گے، تم اُس سے فائدے اُٹھانا، پتہ چلا بُت سازی جو ہوئی بُت تراشی کے پیچھے شیطان تھا، تو بُت سمبل ہوا دولت کا، اب جہاں دولت ہوگی وہاں بُت ہوگا، جہاں بُت ہوگا وہاں دولت ہوگی، مہلائیل کا مجسمہ نہ رہے، لیکن جہاں دولت ہوگی وہی ہے اصل بُت، اب جو اُس کی پوجا کر رہا ہے اس وقت بہت بڑا بُت ہے ڈالر، اُس کو ہیں نذرانے، مختلف قسم کے نذرانے ڈالر لیتا ہے، آدمی دے دو، زمین دے دو، فلانی چیز دے دو، یہ ہیں بُت کی قربانیاں، یعنی ڈالر کی قربانیاں کبھی شیعوں کو مار ڈالو، کبھی اُن کا قتل عام کر دو، کبھی اِن کا قتل عام کر دو، کبھی فلاں کو مارو، قربانی لے رہا ہے ڈالر، بُت بنا ہوا ڈالر بیٹھا ہے اور اس کے اندر ایک بُت بنا ہے۔ ڈالر کے اندر کا بُت دیکھا ہے آپ نے، ارے ابراہیم لنکن ہے، کون ہے آئزن ہاور ہے، ابراہیم لنکن کا بُت وہاں بنا ہوا ہے واشنگٹن میں، واشنگٹن کا بُت لگا ہوا ہے، وہاں سب کے بُت لگے ہوئے ہیں، امریکہ کی آزادی کا بُت تو دکھائی دیتا ہے نا سمندر کے کنارے، تو بُت ابھی ختم نہیں ہوئے، مشرق مغرب میں موجود ہیں، یہاں سے بُت پرستی کا آغاز ہوا، یہ ہے پہلا بُت جو روِئے زمین پر بنا، فکر دینے والا شیطان، بنانے والی مہلائیل کی اُمت، خاندان نہیں، خاندان بے زار ہے، مہلائیل کے بیٹے الیارُد ہوئے اور الیارُد نے حکم دیا تھا کہ ابوقبیس کی پہاڑی پر چڑھ جاؤ، پورے خاندان کو لے کے، اِس اُمت کو چھوڑ دو، اس لیئے کہ قابیل سے لڑائی جو شیث کی

ہوئی تھی اور قابیل اپنا لشکر لے کر آیا تھا تو زیادہ تر عورتوں کو لایا تھا، وہ عورتیں ساری یہاں رُک گئیں، قابیل کے یہاں کی تو ہمیشہ اولادِ آدمؑ نے اپنی اولاد کو منع کیا کبھی قابیل کے خاندان کی بیٹیوں سے رشتہ نہ جوڑنا، ورنہ معاملات بگڑ جائیں گے، اس لیئے بچانے کے لیئے پہاڑی پر چڑھ گئے، پتہ ہی نہ چلے کہ کیا ہو رہا ہے، تو پھر شیطان آیا اور قابیل کے نسل کی بیٹیوں سے یہ کہا کہ ان کو نیچے اُتارنے کا ایک طریقہ ہے اور اس نے میوزک ایجاد کرائی اور دو شخص یوبلؔ اور توبلقینؔ جو تھے وہ عورتوں کا گروپ لے کر میوزک بجاتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے ابوقبیس کی پہاڑی کے نیچے خوب شور ہوا، اب کیا کیا، میوزک رہی ہوگی، مجھے تو نہیں معلوم اُس زمانے میں کیا ایجاد ہوا، اُس کی بھی وراثت چل رہی ہوگی، اب یہ تو ایک ریسرچ ورک الگ ہے، اسلام میں میوزک جائز ہے یا حرام یہ ایک الگ موضوع ہے، اُس پہ مجلس ہو سکتی ہے، یہ بھی ایک موضوع ہے، اس کے اوپر بھی گفتگو ہوگی کہ یہ کیسے ایجاد ہوئی، کہاں سے شیطان نے دماغ میں خناس ڈالا میوزک کا اور میوزک کیسے حرام قرار پاگئی اسلام میں، قرآن نے کیا کہا، حدیث نے کیا کہا، حضورؐ نے کیا کہا، یہ ایک الگ موضوع ہے، مہلائل کی اُمت کے کچھ لوگوں نے کہا بھئی یہاں تک شور ہو رہا ہے، چلیں بھئی اُتر کے دیکھیں، بہت جنابِ الیارُد نے منع کیا کہ نہ جاؤ، نہ جاؤ، کچھ لوگ چلے گئے اور اُس کے جانے سے یہ ہوا کہ قابیل کی بیٹیوں سے اُن کے رشتے ہو گئے اور اب جو نسل چلی تو وہ ملی جلی نسل شروع ہوئی، یعنی اولادِ آدمؑ میں بھی قابیل کی شکل کے لوگ پیدا ہونے لگے، ننھیال کا اثر تو آنا تھا، جنابِ الیارُد کے بیٹے جو تھے، وہ جناب ادریسؑ تھے، جنابِ ادریسؑ وہ پہلے پیغمبر ہیں کہ جنہوں

نے لکھنا پڑھنا سکھایا، اوزار اور ہتھیار بنائے، درس دیتے تھے، پہلی یونیورسٹی، پہلا کالج، پہلا اسکول قائم کیا، اس لیئے ان کا نام ادریسؑ ہوا، ادریسؑ لفظ جو ہے وہ درس سے ہے، درس دینا، تعلیم دینا، انہوں نے تعلیم سکھائی، لفظ بتائے حرف بتائے، گرامر بتائی، حروف تہجی سکھائے، ابجد، ہوّز، حُطّی، کلمن یہ سب سکھایا ان کے اعداد بتائے، گنتی بتائی، پہاڑے بتائے تو جو زیادہ ترقی یافتہ تمدّن چلا ابراہیمؑ کی طرف، اس کی ساری دین جو تھی، وہ جنابِ ادریسؑ کی تھی اور اتنے مشہور پیغمبر ہوئے کہ یونان تک گئے، اور یونان میں جتنا فلسفہ وغیرہ، فکر پھیلی وہ سب جنابِ ادریسؑ کی عطا کی ہوئی ہے، پھر مصر کی طرف آئے اور اہرام مصر جو آپ دیکھتے ہیں سب سے پہلے جنابِ ادریسؑ نے بنائے اور یہ اہرام اس لیئے بنائے گئے، کہ اس میں اناج رکھ کر محفوظ کیا گیا اور دوسرے یہ کہ جنابِ ادریسؑ یہ خبر دے چکے تھے کہ طوفانِ نوحؑ آنے والا ہے اُس سے پہلے اپنی چیزوں کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو اس زمین پر بڑا طوفان آنے والا ہے، اس لیئے یہ جگہ ہے وہ اور اُس جگہ کو اپنے اعتبار سے فاصلے میں ایک تصویر بنائی گئی کہ ایک شکرا، باز اور اُس کے پنجے میں کیکڑا ہے تو یہ ایک سیارہ ہے ستارہ ہے، نسر جسے گدھ کہتے ہیں اور ایک بُرج ہے اُسے سرطان کہتے ہیں، مولا علیؑ سے پوچھا گیا کہ اہرام کو بنے کتنے سال ہوئے تو آپ نے کہا کیا اُس پر کوئی تصویر ہے تو اُس نے کہا ایک کیکڑا یعنی، سرطان ہے اور ایک گدھ ہے تو آپ نے کہا ہاں ٹھیک ہے وہ نسر ہے نسر جو ہے اپنا ایک چکر دو ہزار برس میں پورا کرتا ہے اور جس وقت نسر، برجِ سرطان میں تھا اُس وقت یہ تعمیر ہوا اس حساب سے تم خود حساب لگا لو کہ دو ہزار سال میں ایک سفر کرتا ہے تو بارہ ہزار سال ہو چکے اہرامِ مصر کو بنے

ہوئے، یہ مولا علیؑ نے ایک مسئلہ حل کیا، جنابِ ادریسؑ کو آسمان پہ اُٹھا لیا گیا اور وہ زندہ گئے اور وہاں جا کے انہوں نے اپنا مکان دیکھا تو وہاں انہوں نے کہا کہ ہم یہاں سے واپس نہیں جائیں گے، اب جنت میں بھی جا کے کوئی نکالا جاتا ہے، ہم آ گئے تو آ گئے اور اب ہم اپنے گھر میں آ گئے تو اللہ نے جبریل سے کہا اچھا ان کو یہیں رہنے دو، چونکہ یہ خیاط الانبیاء کہلاتے ہیں، سب سے پہلے انہوں نے درزی کا کام سیکھا، سکھایا، کپڑے سینا سکھائے، اس لیئے خیاط کا لقب ملا، خیاط عربی میں درزی کو کہتے ہیں، ادریسؑ جنت میں اہلِ جنت کے کپڑے سینے لگے، کتنے خوش قسمت ہیں آپ کہ آپ کو جنت میں جانا ہے، کپڑے آپ کو وہاں ملیں گے وہ کوئی جیل کے کپڑے نہیں ہیں، جنت کے کپڑے ہیں اور وہ ایک نبی کے ہاتھ کے سیئے ہوئے کپڑے ہیں، تو اب جو جنت میں جائے گا وہ نبی کے ہاتھ کے سلے کپڑے پہنے گا، کیا کیا دیکھئے جنّت میں تحفے ملیں گے، اچھا صاحب یہ سب ہم آپ کو اپنا ریسرچ ورک بتا رہے ہیں، تاکہ آج کی تقریر کسی حد تک آپ کے دماغ پر لوڈ نہ ہو اور یہ ریسرچ ورک اگر روز آتا رہا تو بہت بھاری بھاری تقریریں ہو جائیں گی، اس بات کے اشارے روز آئیں گے، آنے والی پانچ تقریروں میں، اس لیئے میں یہ بات آپ کو سمجھا دوں، جب جنابِ ادریسؑ چلے گئے آسمان پر تو اُن کا ایک دوست بہت خاص تھا، چھ دوست ان کے تھے، یعنی چھ صحابی تھے جنابِ ادریسؑ کے، ایک بہت قریب تھا، بالکل یارِ غار تھا اور پانچ جو تھے، تھے تو صحابی لیکن اتنے زیادہ کلوز نہیں تھے، جنابِ ادریسؑ کے، ایک تو بالکل ہر وقت ان سے قریب رہتا تھا، جہاں یہ وہاں وہ، جہاں یہ وہاں وہ، ساتھ ساتھ، جب جنابِ ادریسؑ چلے گئے تو یہ بڑا

منہ لپیٹے رنجیدہ پڑا رہا کہ میرا دوست اب نہیں ملے گا، تو شیطان آیا، یہ بُت تراش آیا اور اس نے کہا بھئی تمہیں ادریسؑ کی یاد آتی ہے کہا ہاں کہا مجسمہ ادریسؑ کا بنا کے اپنے کلیجے سے لگا کے سو جایا کرو، نیند آ جائے گی، بُت کا نقشہ ہم بتائے دیتے ہیں بنانے کا طریقہ ہم سمجھائے دیتے ہیں، جنابِ ادریسؑ کا بُت اُس نے اپنے کلیجے سے لگالیا، تو پتہ چلا صحابی میں بھی بُت تراش ہوتے ہیں،

جنابِ ادریسؑ کے پانچ دوست تھے، ایک کا نام تھا ودا، ایک کا نام تھا سواعا، ایک کا نام تھا یغوث، ایک کا نام تھا یعوق، ایک کا نام تھا نسر، یہ پانچ دوست تھے، جنابِ ادریسؑ کے، ایک دوست قریبی تھا جس نے ادریسؑ کا مجسمہ بنایا تھا، اُس کا ہو گیا انتقال، تو اُسے جب غسل دیا گیا تو اُس کے لباس کے اندر سے بُت نکلا تو شیطان غسل میں شریک ہوا آ کے اور اُس نے کہا کہ بھئی مجمع سے کہا دیکھا یہ بُت پرست تھا جو مرا ہے، اس کا دوست ادریسؑ بھی بُت پرست تھا اور یہ دونوں پیغمبر اور صحابی دونوں اس بُت کی پوجا کرتے تھے، تم لوگ بھی اس کی پوجا کرو، تو اب وہ مہلائل کے دَور کی بُت پرستی اور مضبوط ہوئی، اس لیئے کہ دلائل ملے، اب جب یہ پانچوں صحابی مرے تو ان پانچوں کے بُت بنائے گئے یہ پانچ دنیا میں مشہور بُت ہوئے جو پوری دنیا میں پھیلے، جو اِن صحابیوں کے نام پر سارے بُت ہیں، پہلا بُت ہے ودا، پھر سواعا، یغوث، یعوق اور نسر ہے، سورہ نوح جو ہے، اُس میں حضرت نوحؑ پوری دعا مانگ رہے ہیں، وہی پورا سورہ ہے کہ جو دعا مانگی پروردگار ہم نے بہت کوشش کی انہیں سمجھایا، یہ سب وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا (سورۂ نوح۔۔۔آیت ۲۲)

''اور اُنھوں نے میرے ساتھ بڑی بڑی مکاریاں کیں''

یہ سب دیکھ کے ہم نے ان سے کہا کہ بت پرستی چھوڑ دو، انہوں نے سب نے ایکا کرلیا میرے مقابلے پہ اور سب نے یہ کہا کہ خبردار کبھی بھی ودا کو سواعا کو یغوث کو یعوق کو اور نسر کو مت چھوڑنا، یہ پانچوں بتوں کے نام سورہ نوح کی تیئسویں آیت میں موجود ہیں:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (النوح: ۲۳)

اِس آیت میں پانچوں بتوں کے نام ہیں تو اب قرآن سے، حدیث سے، تاریخ سے ہم نے اپنے موضوع کو مکمل کردیا قرآن میں پچیس آیتیں ہیں بت کے بارے میں، سورۂ نساء میں آیت ۱۱۷ میں، سورۂ مائدہ میں آیت ۹۰ میں، سورۂ انعام آیت ۷۴ میں، سورۂ اعراف آیت ۱۳۸ میں یہ بتوں کے نام آئے ہیں، سورۂ ابراہیم آیت ۳۵ میں، سورۂ انبیاء آیت ۵۷ میں، سورۂ حج آیت ۳۰ میں اور سورۂ شعرا آیت ۷۱ میں، سورۂ عنکبوت آیت ۱۷ میں اور ۲۵ میں، ایک ہی سورے میں دوبار بتوں کا نام آیا سورۂ الصافات آیت ۱۲۵، سورۂ نجم میں آیت ۱۹، لات، عزیٰ، منات کا ذکر آیا ہے، سورۂ نوح آیت ۲۳ میں، اس طرح پورے قرآن میں بتوں کا موضوع جہاں جہاں ہے حوالہ میں نے دے دیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا (سورۂ النساء، آیت ۵۱)

کیا تو اُن کو نہیں دیکھتا جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے۔ (پھر

باوجود اس کے) وہ بُت پر اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں اور اُن کے متعلق جنہوں نے کفر اختیار کیا کہتے ہیں کہ وہ ایمان لانے والوں کی نسبت زیادہ ہدایت کے راستہ پر ہیں۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(سورۃ المائدہ ۹۰)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، بے شک شراب اور جوا، اور بتوں کے استھان اور پانسے، یہ (سب) نجاستیں عملِ شیطان میں سے ہیں، پس اُن سے گریز کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ الانعام۔ آیت ۷۴)

اور جب ابراہیمؑ نے اپنے (منہ بولے) باپ (چچا) آزر سے کہا کہ کیا تو نے بتوں کو معبود بنالیا ہے؟ بیشک میں تجھے اور تیری قوم کو واضح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (سورۃ الاعراف۔۔ ۱۳۸)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار اُتارا، اور وہ ایک قوم کے پاس آئے۔ جو اپنے اصنام کی عبادت میں بڑے انہماک سے مشغول تھی۔ تو اُنہوں نے (بنی اسرائیل نے) کہا۔ اے موسیٰ ہمارے لئے بھی کوئی معبود بنا دے جیسے کہ اُن کے معبود ہیں۔ اُس (موسیٰؑ) نے کہا۔ واقعی تم ایک جاہل قوم ہو۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (سورۂ ابراہیم۔۳۵)

اور جب ابراہیمؑ نے کہا میرے پروردگار اِس شہر کو جائے امان بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بت پرستی سے اجتناب کی توفیق دے۔

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ

(سورۂ انبیاء آیت ۵۷)

اور اللہ کی قسم جونہی تم پیٹھ پھرا کر چلے جاؤ گے تو میں ضرور تمہارے بتوں سے چال چلوں گا۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (سورۂ الحج ۳۰)

یہی (حج) ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو وہ اُس کے رب کے نزدیک اُس کے لیے اچھا ہے اور تم پر مویشی حلال کئے گئے۔ سوائے اُن کے جو تم کو بتلا دیے گئے۔ پس بُت پرستی کی نجاست سے اجتناب کرو۔ اور جھوٹی باتوں سے اجتناب کرو۔

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ (سورۂ الشعراء، آیت ۷۱)

اُنہوں نے کہا کہ ہم اصنام کی بندگی کرتے ہیں اور اُنہی کی حضوری میں بیٹھے رہتے ہیں۔

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ

الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (سورۃ العنکبوت ۱۷)

بیشک تم اللہ کے سوا بتوں کی بندگی کرتے ہو۔ اور جھوٹی باتیں بنا لیتے ہو۔ بیشک وہ جن کی تم اللہ کے سوا بندگی کرتے ہو۔ تم کو رزق دینے پر قدرت نہیں رکھتے۔ اللہ ہی سے رزق طلب کرو۔ اور اُسی کی بندگی کرو۔ اور اُسی کا شکر ادا کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹ کر جانے والے ہو۔

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ

(سورۃ العنکبوت۔۔۔ آیت ۲۵)

اور (ابراہیمؑ نے کہا) کہا کہ تم تو اس کمینی زندگی میں آپس کی محبت کے تحت اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پکڑے ہوئے ہو۔ پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے۔ اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہوگا۔ اور تمہارے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت ۱۲۵)

کیا تم بعل (بُت) کو پکارتے ہو۔ اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى (سورۃ النجم۔۔۔ آیت ۱۹)

اور کیا تم نے لات اور عُزّیٰ کو دیکھا ہے؟

وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى (سورۃ النجم۔۔۔ آیت ۲۰)

اور ایک تیسری منات کو

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ

وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (سورۂ نوح۔۔۔آیت ۲۳)

اور اُنہوں نے کہا کہ تم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔ اور (بالخصوص) وَدّ۔ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

وقت زیادہ ہوگیا، ایرانیان ہال میں شب بیداری کی مجلس پڑھنی ہے اور سب لوگ یہاں کی مجلس کے بعد ایرانیان چلیں، خوجوں نے پہلی بار شبِ بیداری کی ہے جو ایرانیان ہال میں ہورہی ہے میں پڑھ رہا ہوں، پھر وہاں سے جعفر طیار سوسائٹی میں دوسری شب بیداری ہے انجمن شمشیرِ حیدری کی رات کے ڈیڑھ دو بج جائیں گے، یہاں کا وقت تو ہوگیا، ریسرچ ورک بیان کرنے میں سارا وقت نکل گیا، تو اب جنابِ عالی ایک بات یہ طے ہوگئی کہ بُت پرستی، برانہیں مانئے گا ریسرچ ورک پیش کرکے قرآنی آیات پڑھ کر پھر اُس کے بعد یہ جملہ کہہ رہا ہوں جو کہ حاصلِ تقریر ہے کہ بُت پرستی انبیاء کی اولاد کے ذریعے نہیں پھیلی، بلکہ انبیاء کے صحابہ کے ذریعے پھیلی، ہوگئی بات ہوگئی، اولاد بُت پرستی سے بیزار رہی، دوستوں نے پھیلایا، تو اب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مکے میں خاندان رسولؐ کو چھوڑ کر سب بُت پرست تھے، اور اگر خاندان بُت پرست تھا تو ابو طالبؑ کا بُت دکھاؤ، عبدالمطلبؑ کا بُت دکھاؤ، ہاشمؑ کا بُت دکھاؤ، علیؑ کو بُت کے پاس دکھاؤ۔ (نعرۂ حیدری)

خدا کی قسم اگر ایک بار بھی بنی ہاشم کے بزرگوں نے بُتوں کا ذکر کیا ہو تو روایت تاریخیں بھری پڑی ہیں اور چیلنج کر رہا ہوں کہ ایک بار بھی ہاشمؑ کی زبان پر، عبدالمطلبؑ کی زبان پر، ایک چھوٹا سا جملہ تاریخ میں دِکھادو، کسی بُت کا نام لیا ہو، تو میں اپنا مذہب بدل دوں گا، اگر ابو طالبؑ نے کسی بُت کا نام لیا ہو تو مذہب

بدل دوں گا، تو جب مردوں نے نام نہیں لیا تو خواتین بنی ہاشم بھی بتوں سے نفرت کرتی ہیں، فاطمہ بنت اسدؑ، اور آمنہؑ، کہو کہ صاحبِ ایمان تھیں کلمے کی بات مت کرو اور آج ایک تاریخی جملہ ابھی ابھی آیا ہے، شاید یہیں سے میں تقریر کو روکوں اور یہ جملہ سن لو کلمہ وہ پڑھتا ہے جو بت پرستی کرتا ہے، جو بت پرستی نہیں کرتا اُسے ڈھونگ رچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (نعرۂ حیدری)

کلمہ کلمہ کلمہ کب پڑھا پہلے کفر تو ثابت کرو، زبانی کہنے سے کیا فائدہ، مسلمانوں سے کہہ رہا ہوں جو کہو اُسے ثابت تو کرو، اجدادِ پیغمبرؐ کا کفر ثابت تو کرو، لوہے کے چنے ہیں چبانا آسان نہیں، پروپیگنڈہ اور ہے حقائق اور ہیں، صرف اس لیئے کہ وہ بت پرست جو کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو رہے ہیں ان کے برابر کر دو اُن کو، کن کو، جن کے لیئے شیطان کہہ چکا تھا سب کو بہکاؤں گا، تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکا سکتا، پھر ایک جملہ آیا، قرآن میں یہ آیت ہے اور شیطان نے کہا ہے کہ تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکاؤں گا اور اللہ نے کہا بے شک تو دسترس نہیں رکھتا ہمارے مخلص بندوں پر،

شیطان نے کہا اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ (سورۂ حجر آیت ۴۰)

اللہ نے جواب دیا اِنَّ عِبَادِىۡ لَـيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ (سورۂ حجر آیت ۴۲)

اگر بنی ہاشم کو بھی تم کافر کہتے ہو تو مخلص بندے کہاں ڈھونڈو گے، کہاں ہیں مخلص بندے، جن کا اللہ دعویٰ کر رہا ہے، جب سرکار دو عالم آئے ہیں اس وقت مخلص بندے ہونا ضروری ہیں، یہ سب مخلص بندے ہیں، اللہ نے کہا تو ان کو نہیں بہکا سکتا، نہیں بہکا سکا، نہیں آ سکا ان کے دَر پر بنی ہاشم تک نہیں پہنچ سکا،

ڈرتا تھا وہاں آتے ہوئے، کانپتا تھا وہاں آتے ہوئے لرزتا تھا، وہاں آتے ہوئے اس لیئے کہ بارگاہ عظیم تھی اور پھر جملہ کہہ دوں جب اللہ یہ ضمانت دے کہ ہم نے محمدؐ تم کو پاک صلبوں میں اور پاک رحموں میں رکھا، تو جب صلبوں اور رحموں کو پاک رکھ سکتا ہے تو گھر کو کیوں نہیں پاک کر سکتا، پاک گھر میں اور پھر جملہ دے دوں نور کے دو ٹکڑے ہوئے یہ جملہ لے لو، بہت بڑا جملہ کہنے جا رہا ہوں، نور کے دو ٹکڑے ہوئے اللہ نے نہیں چاہا کہ نور کے دونوں ٹکڑے نجس جگہ اُتریں، اس لیئے علیؑ کا نور اپنے گھر میں اُتارا، محمدؐ کا نور بھی طاہر و اطہر جگہ اتارا، دونوں جگہیں برابر ہیں، ابو طالبؑ کا گھر اور کعبہ، جیو سلامت رہو۔ (نعرۂ حیدری) اور پھر ایک جملہ آیا تمہاری داد یہ جملہ آیا تمہاری دعا بن کے جملہ آیا، محمدؐ ابو طالبؑ کے گھر میں پیدا ہوئے، شاید کوئی نہ سمجھے کہ محمدؐ بڑی جگہ پیدا ہوئے، ہر بچہ اپنے گھر میں ہوتا ہے اللہ بتانا چاہتا تھا کہ نور کا دوسرا ٹکڑا صرف ہمارے گھر میں آ سکتا ہے تو پہلا نور کا ٹکڑا جہاں آیا وہ جگہ کعبے سے افضل ہے، جہاں محمدؐ ہیں وہ جگہ افضل ہے، جہاں علیؑ ہیں وہ جگہ مرتبے میں کم ہے، یہ ابو طالبؑ کا گھر ہے جہاں محمدؐ پیدا ہوے یہ کعبہ ہے جہاں علیؑ پیدا ہوئے، ہاں مکے میں حسینؑ آئے، عمرہ کیا اُس جگہ جو محمدؐ کا گھر تھا، ٹھہرے وہاں جو علیؑ کا گھر تھا، ابو طالبؑ کا گھر تھا، بتانے آئے تھے، یاد دلانے اِس گھر سے اس گھر تک حسینؑ کا سفر ہے اور اگر چھوڑ کے چلا جاؤں، ہجرت میں اگر لوگ مکان اور شہر چھوڑ دیں تو کیا شہر چھن جاتے ہیں، اگر حسینؑ نے کربلا کی طرف ہجرت کی ہے تو کیا مکہ حسینؑ کا نہ رہا، کعبہ حسینؑ کا نہ رہا، اُس گھر میں اگر کتب خانہ بن گیا ہے جو حسینؑ کے دادا ابو طالبؑ کا گھر ہے تو کیا وہ گھر نہ رہا، گھر وہاں نہیں رہتا جہاں

وارث نہ ہو، قبضہ ہو جاتا ہے، وارث آ کے گھر خالی کرا لیتا ہے، جملہ آیا ہے کیا کروں جب گھر پہ قبضہ ہوتا ہے تو وارث خالی کراتا ہے، اللہ کے گھر پہ بتوں کا قبضہ ہوا تھا علیؑ نے خالی کرایا، اب علیؑ کے گھر پہ قبضہ ہوا ہے مہدیؑ خالی کرائے گا، پھر کوئی جملہ چاہئے لو ایک جملہ لے لو، ابھی ابھی یہ جملہ آیا ہے، اللہ نے دیکھا کہ جو گھر ہم بنواتے ہیں اُس پہ قبضے ہوتے ہیں، کعبے پہ قبضہ ہوا اب تک قبضہ ہے مسجدوں پہ قبضہ ہوتا ہے مسجدوں پہ جھگڑے ہوتے ہیں، اللہ کے لیئے نہیں، اپنا قبضہ رہے، دوکانیں ہماری رہیں، قبضہ ہمارا رہے، اللہ نے کہا اچھا گھر ہمارا قبضہ تمہارا، اب ہم ایسے گھر ڈھونڈیں گے جس پہ قبضہ نہ ہو سکے، اس لیئے کربلا بنوائی کہ قبضہ نہیں ہوسکتا، حسینؑ موجود ہیں، اللہ کا گھر ہے۔

(نعرۂ حیدری)

حسینؑ موجود ہیں، حسینؑ موجود ہیں، روضے پہ قبضہ نہیں ہوسکتا، وارث جو موجود ہے، توڑ دو سامرے کو، توڑ دو گنبد گرا دو، قبضہ نہیں کرسکتا کوئی آ کے رہ نہیں سکتا، گھر رہے گا، کھنڈر سہی، گھر رہے گا، کوئی رہ نہیں سکتا، وہی دو مینار وہی گنبد، عجیب بات ہے لڑائی کے زمانے میں جب امریکہ عراق میں آیا تو اخباروں نے روضۂ حسینؑ کو لکھا کہ یہ مسجدِ حسینؑ ہے اور نجف کو کہا یہ مسجد علیؑ ہے سب مسجد کہہ رہے ہیں روضوں کو، مشہور ہے مغرب کے مُلکوں میں یہ مسجد ہے، ہاں مسجد ہے نماز ہوتی ہے پانچوں وقت کی نماز ہوتی ہے، روضۂ حسینؑ پہ نماز ہوتی ہے، جس کا سجدے میں سر کٹا ہے وہاں نماز نہیں ہوگی تو کہاں ہوگی، ماتم بھی ہوتا ہے نماز بھی ہوتی ہے، پانی بہے، ہل چلے، عمارت گر جائے، پھر اُٹھتی ہے پھر بنتی ہے، وعدہ ہے حضرتِ زینبؑ نے سیدِ سجادؑ سے کہا بیٹا، ابھی دفن نہیں

کیا گیا لاشہ تیرے باپ کا پڑا ہے، میں نے اپنے بابا سے سنا ہے مجھے بابا نے
بتایا ہے حسینؑ کی قبر بنے گی، قبر بنے گی اور عجیب جملہ حضرت زینبؑ نے کہا
سیّدِ سجادؑ قیامت تک زائروں کا آنا نہیں رُکے گا، اے بی بی یہ گیارہ محرّم کی صبح
آپ نے کہا، آج ۱۵ صفر تک کربلائے مُعلّیٰ میں ایک کروڑ تو اس وقت آئے
ہیں، چودہ سو برس کے بعد زائرین کا اژدھام ہے، کیا یقین تھا بی بی زینبؑ کو،
سارا منظر دیکھ رہی تھیں، زائرین پروانوں کی طرح قبر حسینؑ پر طواف کر رہے
ہیں، اللہ سب کو زیارت کرائے، جس وقت طواف شروع ہوتا ہے قبر حسینؑ کا،
جس وقت طواف شروع ہوتا ہے عباسؑ کی قبر کا، عجیب منظر ہوتا ہے، میں کیا
بتاؤں، دروازے بنے ہیں، عباسؑ کے روضے میں جاؤ، بابِ اُمّ البنینؑ، باب
سقائے سکینہؑ، بابِ علی نقیؑ، بابِ موسیٰ کاظمؑ، جو امام جدھر سے آیا اُس کے نام کا
دروازہ ہو گیا، لو تقریر ختم ہوئی، آخری دو جملے اور تمہارے لیئے دعا اور ماتم،
بی بی اُمّ البنینؑ نے کہا سب سن چکی ہیں، اُم البنینؑ نے کہا کیسے لڑے میرے
بیٹے میں نے سب حال سُن لیا، اے بیٹا سیّد سجادؑ، ایک بار مجھے کربلا کی زیارت
کرا دو، جب زیارت کو سیّدِ سجادؑ چلے تو حضرت اُمِ البنینؑ کو لے کر چلے زیارت
کی قبر حسینؑ کی، خوب روئیں قبر حسینؑ سے لپٹ لپٹ کے پھر کہا بیٹا اپنے چچا کی
قبر بھی دکھا دو، کہتے ہیں سیّد سجادؑ دادی کو لے کر عباسِؑ علمدار کی قبر پر چلے، بس
آخری جملہ ہے، جب حضرتِ عباسؑ کا عشرہ پڑھا تھا تو اُس میں یہ مصائب
پڑھے تھے، میری کتاب اُمّ البنینؑ میں یہ جملے لکھے ہوئے ہیں، آج پھر ادا کر
رہا ہوں کئی برس کے بعد، جس جگہ دروازۂ اُمّ البنینؑ بنا ہوا ہے، یہ وہی جگہ ہے
بابِ اُمّ البنینؑ یہاں سے زینے اندر جاتے ہیں اور اندر جا کے قبر کی اور پانی کی
زیارت ہوتی ہے، قبرِ عباسؑ کے گرد پانی چکر لگا رہا ہے، تہہ خانے میں نیچے جا کر

عباسؑ کی قبر ہے، وہی جگہ ہے جہاں بابِ اُمّ البنینؑ بنا ہوا ہے، وہ دروازہ اس لیئے بنایا گیا کہ جیسے ہی جنابِ اُمّ البنینؑ روضے میں داخل ہوئیں اور دُور سے بیٹے کی قبر پہ نظر پڑی تو وہیں ایک بار اُمّ البنینؑ بے ہوش ہو کے گر گئیں، جب ہوش آیا تو گھٹنوں کے بل چلتی ہوئی قبر عباسؑ پہ پہنچیں اور بیٹے کی قبر سے لپٹ کے کہا عباسؑ اگر تیرے ہاتھ نہ کاٹے جاتے تو سکینہؑ کے گلے میں رسی نہ باندھی جاتی، اے عباسؑ ماں تیری آئی ہے بیٹا عباسؑ، اُم البنینؑ کے بین سُن کر کہرام و ماتم تھا روضۂ عباسؑ پر! دعا، ماتمِ حسینؑ۔

❁❁❁❁

چھٹی مجلس

بُت پرستی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو اُنتیس ہجری کے عشرۂ چہلم کی چھٹی تقریر امام بارگاہ جامعۂ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، امام بارگاہ جامعۂ سبطین میں کل کی مجلس میں انشاء اللہ بعد مجلس شبیہ تابوت امام ہشتم حضرت امام علی رضا علیہ السلام برآمد ہوگا اور اُس کے بعد نذر امام کی ہوگی، دسترخوان کے بعد امام ضامن تقسیم کیئے جائیں گے، تبرک کے طور پر۔ آج کی مجلس کے بعد ایک مجلس لانڈھی یا امام بارگاہ حسینی میں ہے، جو حضرات یہاں کے بعد پہنچ سکیں وہاں تشریف لائیں۔ اس منزل تک کل ہم پہنچ چکے کہ اب موضوع ہمارا مبہم نہیں رہا اور تمام باتیں واضح ہوگئیں، وہ پس منظر جو بیان کیا گیا ان کے حوالوں کی ضرورت نہیں ہے، اس لیئے کہ وہ موضوع سے غیر متعلق ہے وہ صرف بتانا سمجھانا تھا کہ آدمؑ سے پہلے کتنے آدمؑ پیدا ہوئے اور زمین کبھی مخلوقات سے خالی نہیں رہی اور اس زمین کو ہمیشہ بسایا گیا اور دراصل جو درمیان میں گیپ آتا تھا وہ دوسری مخلوق کی تیاری ہوتی تھی اور ضروری نہیں کہ صرف انسان ہی اللہ کی مخلوق ہیں تو وہی زمین پر آباد ہوتے رہتے، سب کو یہ موقع دیا گیا ہے، جنوں کو بھی موقع دیا گیا، جانوروں کو بھی موقع دیا گیا اور ایسی بھی مخلوقات کو موقع دیا گیا کہ جیسے کل میں نے اصول

کافی کی حدیث پڑھی تھی کہ امام نے فرمایا کہ تم تصور میں کوئی بھی خاکہ بناؤ جو بھی تصویر بنتی ہو تو یہ سمجھ لو کہ وہ مخلوق اللہ نے پیدا کی ہوئی ہے چونکہ عقل اُس کی بنائی ہوئی ہے، دماغ اُس کا بنایا ہوا ہے تو آپ خود بھی سوچئے اور بہت سے لوگوں نے سوچا ہے اور اصل میں ایک عجیب سا مسئلہ ہوتا ہے کہ ہمارے جو سامعین ہوتے ہیں مجلس کے وہ سامعین ہوتے ہیں تو ضروری نہیں کہ وہ تمام کے تمام علوم حاصل کر چکے ہوں، علم ایک ایسی چیز ہے کہ موسیٰؑ کو خضرؑ کے پاس جانا پڑتا ہے اور جو لوگ قرآن کو غور سے پڑھتے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ اللہ بار بار یہ بات کہتا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ عالم ہے، یہ عالم ہے اللہ کہتا ہے کہ ہم نے عالم پہ عالم بنایا ہے، یعنی پچاس ہزار عالموں کے اوپر ایک عالم آپ کو مل جائے گا اور آپ سمجھیں گے کہ بس، یہ تو بہت بڑا عالم ہے، نہیں چونکہ اللہ عالم ہے، تو علم کو وہاں تک جانا ہے، تو وہ محدود نہیں ہے کہ یہ ہم نے نہیں سنا، یہ نہیں پڑھا، یہ نہیں کیا، یہ بچوں والی بات ہے، جتنی کتابیں میرے کتب خانے میں ہیں وہ میں نے پڑھی ہیں نا، ہر ایک نے تو نہیں پڑھیں اور پھر یہی نہیں کہ جو میرے کتب خانے میں کتابیں ہیں وہ میں نے پڑھی ہوں میں تو بچپن سے کتب خانوں کے چکر لگا رہا ہوں، میں نے تو ہر ملک ہر شہر اور ہر جگہ کے کتب خانے دیکھے ہوئے ہیں اور وہ سب مجھے زبانی یاد ہیں، اس لیئے میں جس ملک میں، جس شہر میں جاتا ہوں پہلی فرصت میں سارے کاموں سے پہلے وہاں کے کتب خانوں میں جا کے بیٹھتا ہوں، خالی وقت میں کتابیں دوست ہوتی ہیں، تو میرے لیئے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے، چاہے وہ برٹش میوزیم ہو، انڈیا آفس لائبریری ہو، یہ دنیا کے سب سے بڑے کتب خانے ہیں، جس میں ہزاروں، کتابیں ہیں، میں یہاں بھی بیٹھا ہوں، ہفتوں بیٹھا ہوں، دن بھر بیٹھا ہوں

اور پرنسٹن یونیورسٹی کے کتب خانے میں بھی بیٹھا ہوں، ہارورڈ یونیورسٹی کے کتب خانے میں گیا ہوں، آکسفورڈ کے کتب خانوں میں گیا ہوں، کیمبرج کے کتب خانوں کو دیکھا ہے کہ جہاں سے بڑے بڑے لوگ تعلیم حاصل کر کے آتے ہیں، یہ سب مجھے معلوم ہے کہ یہاں کتنی کتابیں ہیں پھر ہندوستان کے تمام، کتب خانے دیکھے ہیں لکھنؤ کے کتب خانے، دہلی کے کتب خانے، بمبئی کے کتب خانے، یہ سب میرے دیکھے ہوئے ہیں، ایسے کہ جیسے میرے سامنے ہیں مجھے الماریاں یاد ہیں اور پتہ ہے کس طرف کس الماری میں کون سی کتاب ملے گی، یہاں سے بیٹھ کے بتا سکتا ہوں تو اتنی کتابیں پڑھنے کے بعد بھی میں سمجھتا ہوں کہ ابھی لاکھوں کتابیں میں نے نہیں پڑھیں، تشنگی ہے، علم کی تلاش ہے، یہ بار بار موضوع بدل کے عشرے پڑھنے کا مطلب ہے یعنی میں اپنی ذہنی سطح کا پتہ لگاتا ہوں، اب کیا ہے، ابھی اور کیا ہے، ابھی اور کیا ہے تو وہ آپ کو سنا اس لیئے دیتا ہوں کہ جیسے بچے سبق یاد کرتے ہیں، سناتے ہیں تا کہ آموختہ ہو جائے، یعنی یاد ہو جائے تو وہ آپ کو اس لیئے سناتا ہوں بھئی ٹھیک پڑھ رہا ہوں، تو اس نظریے، سے مجلس سنیئے آپ کو اس سے کیا، یہ کس کتاب میں لکھا ہے، یہ کہاں سے پڑھ دیا، یہ کیا کرتے ہیں، یہ آپ کا کام نہیں، یہ آپ سب ہمارے اوپر چھوڑ دیجئے، یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے، یہ سوال بیکار ہے، اس لیئے کہ آپ نے ایک کتاب بھی نہیں پڑھی، جس نے کتاب ہی نہیں پڑھی اُس کو یہ کیا پوچھنا کہ کون سی کتاب میں لکھا ہے، آپ کو پتہ بھی ہے کتنی کتابیں ہیں تو یہ بات اس پہ نکل آئی کہ جملہ کہنے جا رہا تھا کہ ایک کتاب ہے "عجائبات دنیا" وہ ضخیم کتاب ہے، بڑے سائز کی ہے، مع تصاویر کے تو اُس میں، عجیب الخلقت کی تصاویر ہیں، وہ کتاب اسلام آباد سے دوبارہ چھپ گئی ہے کتاب موجود ہے

اور آپ منگوا سکتے ہیں، اُسے دیکھ سکتے ہیں، بڑی عجیب وغریب کتاب ہے، لیکن اس سے پہلے جو میری معلومات ہیں وہ کتاب صرف علامہ طالب جوہری کے والد کے کتب خانے میں تھی، پہلی بار میں نے اُن کے کتب خانے میں دیکھی، تو اُس میں تصاویر ہیں، اُس میں عجیب عجیب مخلوق ہیں کہ کسی ایسے ملک کے انسان ہیں، اُن کی چونچ نکلی ہوئی ہے، طوطے کی طرح، کچھ ایسے ہیں کہ ڈبل منھ ہیں، اِدھر بھی منہ ہے، اُدھر بھی منہ ہے، عجیب عجیب مخلوق ہے اللہ کی، سمندر کے اندر کی عجیب مخلوق ہے، جنگلوں میں فضا میں، یہ خلاء کے اندر جو ہوا ہے اس کے اندر بڑی مخلوق رہتی ہے، وہ ایک الگ مخلوق ہے، یہ دنیا کا گولہ جو گھوم رہا ہے اس کے باہر جو اسپیس میں دائرہ بنتا ہے ہر ستارے کے چوگرد خلاء کے اندر ایک مخلوق آباد ہے، پھر اُس کے بعد یہ زمین کا سایہ پڑتا ہے، باہر سورج زمین کے سامنے ہوتا ہے تو زمین کا ایک سایہ پڑتا ہے، اُس کے اندر سائے کے اندر ایک مخلوق آباد ہے، وہ سبز رنگ کا سایہ ہے، تو آپ اللہ تعالیٰ کو کیا سمجھتے ہیں کہ ضیاء الحق کے برابر ہے، اگر آپ اللہ کو امیر المومنین سمجھتے ہیں تو جو چاہے سوال کیجئے مجھ سے اور کہئے یہ کہاں لکھا ہے اور وہ کہاں لکھا ہے، احمقانہ باتیں کرنے سے کیا فائدہ، آپ کو کیا پتہ کہ جہاں پر انبیاء سوال کرتے ہوں اللہ سے، موسیٰؑ کا میں آپ کو واقعہ سنا چکا کہ موسیٰؑ نے اللہ سے پوچھا کہ پہلے کون کون سی مخلوق زمین پر آباد تھی تو بھئی انبیاء کو نہیں معلوم ہیں یہ باتیں، پوچھتے ہیں تو اللہ بتاتا ہے، اس لیئے کوہِ طور پہ موسیٰؑ سے باتیں ہوئیں تاکہ علم لیں، اللہ سے تو اگر آپ چھوٹا سا اللہ تعالیٰ سمجھتے ہیں کہ صرف یہ پاکستان کے اندر آسمان میں دکھائی دے رہا ہے اللہ تعالیٰ، تو پھر آپ کی مرضی، آپ جو چاہے اپنے طور پر بے تکی باتیں کیا کیجئے میں آپ کی بے تکی باتوں کا ذمہ دار نہیں ہوں، آپ سے مراد کوئی

ہے، آپ مراد نہیں ہیں کوئی اور آپ ہے وہ ایسا آپ ہے کہ آپے میں نہیں ہے۔ آپ کم از کم اپنے آپے میں تو ہیں نا، ہر آدمی کو اپنی حدود میں رہنا چاہئے، بس یہ ہے کہ خوش ہونا چاہئے، دیکھیں یہ منزل یہ ہے کہ یہ تو طے ہے کہ سب سے زیادہ حسد جو ہے وہ علم پہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث قرآن سب اس پہ گواہ ہیں، کسی شعبے میں اتنا حسد نہیں ہوتا جتنا علم پہ ہوتا ہے، ایک اسکول میں فرسٹ آئے گا تو دوسرا جو ہے وہ اُس سے حسد کرے گا، اظہار نہ کرے، لیکن دل میں ہوتا ہے تو جو زیادہ پڑھا لکھا ہوتا ہے، جاہل اُس سے حسد کرتا ہے، یہ ایک قسمت ہے، تقدیر ہے، عالم کی کہ اُس سے حسد کیا جائے اور اس کی مثال آپ کے پاس سب سے بڑی ہے کہ مولا علیؑ سے حسد صرف اس لیئے کیا گیا کہ جو علم مولا کے پاس تھا وہ کسی کے پاس نہیں تھا۔ (نعرۂ حیدری)

علم کی حیرانی پر کلیجے پھٹ جاتے ہیں، اگر ظرف نہ ہو تو قبول نہیں ہو سکتا، علم جو ہے وہ حیرانی ہے آدمی ششدر رہ جائے علم کی منزل پر تو خضر کے علم کو دیکھ کر موسیٰؑ جیسا نبی کہتا ہے یہ کیا ہے، اُس کے معنی اُسے نہیں معلوم تو آپ کو کیسے معلوم ہو جائے گا، کسی کو کیسے معلوم ہو جائے گا، ہاں یہ ہے کہ خوش ہوں، حسد نہ کریں، اگر مولا کے ماننے والے ہیں تو رشک کریں کہ مولا ہمیں بھی ایسے ہی علم دیجئے، اسی لیئے قرآن میں ربِّ زدنی علما کی آیت ہے، اے حبیبؐ دعا مانگتے رہیے، نبیؐ سے زیادہ کسی کا علم ہے دنیا میں، اللہ کے بعد رسولؐ اللہ کا علم ہے اور رسولؐ سے کہا ہر وقت یہ دعا مانگتے رہو، ربِّ زدنی علما، پروردگار میرے علم میں زیادتی کر اور یہی طالبِ علم کے لیئے دعا ہے کہ اگر یہ دعا وہ مانگتا رہے تو جلدی جلدی کلاسیں پاس کرے گا، فیل نہیں ہوگا، نکلتا چلا جائے گا اور ہر اسکول کالج

میں یہ آیت لکھی ہوتی ہے، پروردگار ہمارے علم میں زیادتی فرما، تو دعا مانگئے اور پھر مجلس میں آ جائیے، دعا مانگیے، اِدھر ہم دعا مانگیں، اُدھر آپ دعا مانگیے، ہمارے علم میں اِدھر زیادتی ہو، آپ کے علم میں اُدھر زیادتی ہوتو یہ سارا علم کا کاروبار چلتا رہے گا اور دنیا کے سارے کاروبار سے الگ ہے، اس لیئے کہ دنیا کے کاروبار میں گھاٹا ہے، علم کے کاروبار میں گھاٹا نہیں ہے، مال چھن جاتا ہے، علم چھنتا نہیں، مال گھٹتا رہتا ہے، علم گھٹتا نہیں، مال بڑھتا نہیں، علم بڑھتا رہتا ہے، یہ مولا علیؑ کے فیصلے سنا رہا ہوں، یہ میرے فیصلے نہیں ہیں، ایک آدمی نے دولت اور علم کا موازنہ کرنے کو کہا تھا علیؑ سے کہ مقابلہ کر دیجئے تو مولا علیؑ نے مقابلہ کیا، کہا دولت کے لیئے ہر وقت تو جاگتا ہے تجھے نیند نہیں آتی چور چرا کے نہ لے جائے، علم کو ڈاکے کا خطرہ نہیں ہے چور کا خطرہ نہیں ہے، چور پیچھے آ نہیں سکتا، چور لوٹ نہیں سکتا، اس لیئے عالم آرام سے سو جائے، دولت مند سو نہیں سکتا، یہ مولا علیؑ کے سارے اقوال ہیں، تو علم کی بہت تعریفیں ہیں اور علم ہے تو پھر جب علمی موضوع چھڑا ہوا ہے، کہ میرے لیئے خود ہی حیرانی کی منزل ہے میں کیا کروں، یہ حیرانی کی منزل ہے، کل کہہ چکا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کس کام کے لیئے بھیجے گئے، صرف بت پرستی ختم کرانے کے لیئے، اتنا پھیلا ہوا کاروبار تھا بتوں کا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ آتے چلے جا رہے ہیں، سمجھائے چلے جا رہے ہیں اور کل میں نے آپ کو بتا دیا کہ پانچ بت جناب ادریسؑ کے عرش پہ جانے کے بعد انسانوں نے بنائے اور اُن کی پوجا کرنے لگے، پھر وہی بت جب طوفانِ نوحؑ آیا سب کچھ بہہ گیا، لیکن بت تو ظاہر ہے پتھر کے تھے کہیں زمین میں گڑ گئے ہوں گے، طوفان کا پانی جب ختم ہوا تو

شیطان اُن بتوں کی تلاش میں لگ گیا، لوگ تو مر گئے جو بُت پوجا کرتے تھے، سارے انسان فنا ہو گئے، اس لیئے کہ حضرت نوحؑ نے بدعا کی تھی، کہا تھا کہ پروردگار اچھا پھر اللہ نے یہاں تک حضرت نوحؑ سے کہہ دیا کہ اب ہم اس نتیجے پہ پہنچے ہیں کہ یہ بُت پرستی نہیں چھوڑیں گے اور یہ بھی تمہیں بتا دیں نوحؑ کہ ہم اُس قوم کو کفر اور شرک پہ زندہ رکھتے ہیں کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہے کہ اس کی نسل میں ابھی آگے مسلمان آنے والے ہیں، مومن آنے والے ہیں تو تو اُس قوم کو ہم باقی رکھیں گے اور جب تمہارے علم میں یہ بات لا رہے ہیں، اپنے ارادے سے جب ہم کہتے ہیں یہ بات ان میں ایک بھی مومن اور مسلم پیدا ہونے والا نہیں، ان کے نطفوں میں ان کے صلبوں میں، اب کوئی لا الٰہ کہنے والا نہیں ہے، اس لیئے نوحؑ ہم عذاب لائیں گے اور کہتے ہیں کہ طوفان آنے سے چالیس برس پہلے اللہ نے دنیا کی تمام عورتوں کو بانجھ کر دیا، ایک بھی اگر شیر خوار ہوتا تو عذاب نہیں آ سکتا تھا، یہ سب اللہ کی حکمتیں ہیں، اُس کا قانون ہے، اُس کی عدالت ہے، بس اسے سنتے رہیے، طوفانِ نوحؑ کی تاریخ نہیں سنانا، یہ موضوع نہیں ہے، یہ بتانا ہے بُت پرستوں کی تباہی یہی پانچ بُت پوج رہے تھے، ان کے نام آپ کو سنا چکے ہم بار بار، یغوث، ہے، یعوق ہے، نسر ہے، سواعا ہے، وڈا ہے، یہ پانچ بُت ہیں اور یہ صدیوں ایک سے ایک خوبصورت بُت تراش کر لوگ لے گئے اور پوری دنیا میں یہ پانچ بُت پھیل گئے اور ان کی پوجا ہونے لگی اور اس میں وڈا جو تھا وہ مرد تھا، سواعا جو تھا وہ، عورت کا بُت تھا اور یغوث جو تھا وہ شیر کا بُت تھا، یعقوق جو تھا وہ گھوڑے کا بُت تھا، گھوڑے کی شکل کا تھا اور نسر جو تھا وہ گدھ تھا، اب یہ سارے بُت آپ دیکھ سکتے ہیں، یہ مصر میں

اہرام میں شیر ہے، یہ سب معلومات کی چیزیں ہیں، ظاہر ہے میں مجلس میں پڑھ کے اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا، پھیلاوا بہت ہے اس میں، سمیٹنے کی بات کریئے، یہ سب کتابوں میں پڑھیے، اِدھر اُدھر عربی، فارسی، اُردو کی کتابوں میں یہ سب آپ کو مل جائے گا، ضروری نہیں کہ میں آپ کو بتاؤں، اہرامِ مصر میں شیر بیٹھا ہوا ہے، گھوڑے کی پوجا یونان میں ہوتی تھی اور گدھ کی پوجا مصر میں ہوتی تھی، تو حضرت نوحؑ نے قوم سے کہا چھوڑ دو ان بُتوں کو تو کافروں نے اپنے بچوں کی پرورش اس بات پہ شروع کی کہ یہ دیوانہ ہے، کبھی اس کی بات مت سننا، بچہ جب پیدا ہوتا تھا اور چھ سات سال کا ہو جاتا تھا تو اُس کی انگلی پکڑ کر کافر لاتے تھے اور حضرت نوحؑ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے یہ ہے دیوانہ جو تمہارے بتوں کو برا کہتا ہے، تو ایک بار ایک باپ اپنے بیٹے کو لے کر آیا اور کہا یہ ہے تمہارا دشمن، تمہارے مذہب کا دشمن تو اُس لڑکے نے اپنے باپ سے کہا مجھے کاندھے سے اتار دیجئے اور وہ اُترا اور لاٹھی لی، ڈنڈا لیا اور حضرت نوحؑ کے سر کے اوپر مارا، جس سے حضرت نوحؑ کا سر پھٹ گیا، خون بہنے لگا، تب حضرت نوحؑ نے کہا پروردگار اب صبر کی منزل گزر چکی عذاب لا، اُس کے بعد بھی اللہ نے اُنہیں صبر عطا کیا اور کہا چالیس برس اور رُک جاؤ کہ ہم تمام عورتوں کو بانجھ کر دیں اور چالیس برس تک کسی عورت کے یہاں بچہ نہ ہو، اگر ایک شیر خوار بھی روے زمین پر رہا تو ہم عذاب نہیں لائیں گے، تو یہی علامات قیامت میں ہیں، قیامت آنے سے چالیس برس پہلے دنیا کی ساری عورتیں بانجھ ہو جائیں گی، چالیس برس پہلے چالیس برس بچے نہیں ہوں گے، ایک شیر خوار بھی روے زمین پر رہا تو قیامت نہیں آئے گی، اب میں آپ کو کیا بتاؤں، ابھی تو مجلس آغاز ہوئی

ہے میں مصائب تو نہیں پڑھ سکتا، میں تو فضائل میں مصائب کی دلیلیں دیتا ہوں تو اب اس سے بڑی دلیل آپ کے سامنے اس تمہید کے بعد جملہ کتنا قیمتی ہوگا کہ حسین علی اصغرؑ کو کیوں کربلا لائے تھے، اگر شیر خوار نہ ہوتا کربلا میں قیامت اُس دن آرہی تھی، یہ ہے راز آمدِ علی اصغرؑ کا کربلا میں قدرت کی حکمت تو دیکھئے کہ ستاون برس کے حسینؑ اور قدرت نے چاہا کہ اب حسینؑ کے یہاں بچّے ہوں، ایک طرف چوبیس برس کے سیّدِ سجادؑ، ایک طرف چھ مہینے کا حسینؑ کا بیٹا ہو، شیر خوار ہو، صغراؑ کی گود سے لیا جائے، کہتے ہیں لوگ کہ بھائی اُمت کو بخشوانا تھا، سب اپنی جگہ صحیح ہے، لانے کا مقصد یہ تھا اگر نہ ہوتے علی اصغرؑ وہی دن مقرر تھا قیامت کا، جب چالیس برس گذر گئے نوحؑ کی اُمت پر اور وہ دن مقرر ہو گیا کہ طوفان آجائے، وہ صبحِ طوفان آئی نوحؑ نے سفید کپڑے پہنے اور عصا ہاتھ میں لیا وہ عصا جو نوحؑ سے باتیں کرتا تھا اور سفید کپڑے پہن کر قوم کے پاس آئے، کہا یہ بُت نہیں چھوڑ دگے، آجائے گا عذاب، ٹھٹھا مارکے قوم ہنسی اُدھر بوڑھی کا تنور پھٹا آگ سے پانی اُبلا، اب اگر طوفانِ نوحؑ پڑھوں تو مجلس طوفانِ نوحؑ پہ ہو جائے گی، حالانکہ بہت دلچسپ موضوع ہے، طوفانِ نوحؑ پڑھ چکا ہوں کچھ اور ہی رنگ ہو جاتا ہے، طوفان کے بیان پر، آج بھی وہ تنور موجود ہے مسجدِ کوفہ میں، لوگ دیکھتے ہیں جا کے، اُس جگہ کو وہ جگہ بنی ہوئی ہے جہاں سے پانی نکلا، تیزی کے ساتھ اور دیکھتے ہی دیکھتے زمین ڈوبنے لگی اور اُس علاقے کا بادشاہ اُس کو بتایا گیا کہ بھائی نوحؑ نے بددعا کر دی پانی اُبل رہا ہے، اُس نے کہا چل کر دیکھیں گے، تو وہ آیا نوحؑ کے پاس دیکھنے پانی اُبل رہا تھا، نوحؑ نے کہا تو ابھی واپس اپنے محل تک نہیں پہنچے گا کہ غرق ہو جائے گا، نوحؑ کے سفر کی پہلے سے

تیاری ہو چکی تھی کہ کشتی بن چکی تھی، ایک لاکھ انتیس ہزار تختے لکڑی کے کھجوروں کے کٹ چکے تھے، کشتی کی تیاری جبریلؑ نے کرادی تھی، کائنات کی پہلی کشتی نوحؑ نے اُس کشتی کو محنت سے بنایا تھا، نو سال میں وہ کشتی بنی تھی، ایک لاکھ انتیس ہزار تختے تھے اور اتنی ہی کیلیں تھیں اور سب کیلیں لگنے کے بعد پانچ کیلیں بچ گئیں، وہ کیلیں چمکیں اور اُن سے نور پھوٹا تو نوحؑ نے کہا یہ پانچ کیلیں کیوں چمکنے لگیں، کہا یہ محمدؐ کے نام کی ہے، یہ علیؑ کے نام کی ہے، یہ فاطمہؑ کے نام کی ہے، یہ حسنؑ کے نام کی ہے، یہ حسینؑ کے نام کی ہے کہا جیسے ہی پانچوں کیلیں آپ لگائیں گے چاروں رخوں کی طرف اور درمیان میں ایک کیل لگائیں کشتی مکمل ہو جائے گی اور فوراً یہ پانی میں چلنا شروع ہو جائے گی اور عذاب آ جائے گا، جیسے ہی وہ کیلیں پوری ہوئیں، پانی آ تا گیا، کشتی پانی کی طرف بڑھتی گئی، اونچی ہوتی گئی، کیلیں لگائیں پانچویں کیل لگائی تو اُس سے لہو ٹپکنے لگا، تو نوحؑ نے پوچھا یہ کیا ہے، کہا یہ حسینؑ کے نام کی کیل ہے، تو مجلس بھی شروع ہوگئی عاشور کا دن تو تھا ہی عذابِ نوحؑ، عاشور کے دن آیا اور ذکرِ حسینؑ بھی ہوا تو اب کشتی چلی ذکرِ حسینؑ کے سائے میں، اِدھر ذکرِ حسینؑ نوحؑ نے شروع کیا، جبریلؑ نے مجلس پڑھی، گریہ شروع ہوا، کشتی چلی تو میں یہ کیوں کہوں طوفانِ نوحؑ کے پانی میں چلی، حسینؑ کے آنسوؤں میں چلنا شروع ہوئی، نوحؑ کی کشتی چلی، جن کو بقا تھی وہ کشتی میں بیٹھ گئے، بچ گئے، جانور بچ گئے، جنہیں ڈوبنا تھا وہ ڈوب گئے، تو اب آپ نے غور کیا، میں اتنی دیر سے کیا پڑھ رہا ہوں، اتنی بڑی انسانیت اللہ خود خلق کرے پالے بڑھائے، رزق دے صرف بُت پرستی پر سب کو تباہ کر دے، ایسے جیسے صفحہ ہستی پر نام ونشان ہی نہیں تھا، تھے ہی نہیں، غرق ہو گئے،

پتہ ہی نہیں چلا، صرف وہ بچے جو کشتی میں تھے، یہاں سے ہم اپنی تقریر کے ایک رُخ کی طرف آتے ہیں، آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں، اس موضوع میں رُخ اتنے نکل آئے، جب پہلی تقریر کی تھی مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس تقریر میں رُخ اتنے ہوں گے اور اس وقت بھی ہر تقریر میں ہر مجلس میں روزانہ یہی ہوتا ہے کہ یہ حیرانی ہوتی ہے کہ کون سے رُخ کو بیان کروں اور کون سے راستے پر جاؤں، کون سے علم کا چیپٹر کھول کر میں آپ کو بتا دوں، تو یہ میرے لیئے ہوتی ہے حیرانی، یہاں پر آج کی تقریر میں ہم ایک بات غور کرتے ہیں تا کہ جو اَب تقریریں بچ رہی ہیں چار تقریریں اُس میں ہم اِس کے نتائج برآمد کریں گے، ساتویں تقریر کل امام سے متعلق ہے، آٹھویں تقریر میں ہم نتائج کے قریب پہنچ جائیں گے، نویں اور دسویں تقریر میں نتائج برآمد ہوں، موضوع کی بات کیا تھی اور موضوع کیوں رکھا گیا، ہوسکتا ہے کہ شبِ چہلم ہی بات ہوجائے، اس لیئے کہ پھر چہلم کے دن تو مصائب ہی مصائب ہوں گے، زیادہ تر وہ اُنّیس صفر کی تقریر میں ہمیں نتیجہ دے دینا چاہئے، اُمید ہے انشاء اللہ دیکھیں کہ ہم اُس منزل تک جلدی پہنچتے ہیں یا نہیں، تو یہاں پر ایک بات کرتے ہیں، اچھا یہ رُخ ابھی آیا ہے تو میں نے کہا اس پر بات کر کے دیکھ لیں کہ آپ کے لیئے کتنا فکری موضوع رہے گا یہ کہ ہر نبی کی قوم بُت بناتی تھی، بُت تراشتی تھی، بُتوں کو بیچتی تھی اور اُن کی پوجا کرتی تھی، ایک سے ایک بُت بنائے ہوئے تھے، اُن کے نام رکھے ہوئے تھے اور پوری زمین پہ جہاں بھی انسان آباد تھا، سب جگہ بُت پرستی پہنچا دی گئی تھی، بس اُتنا حصہ ایمان کا رہتا تھا جہاں نبی ہو اور جو اُس کے خاص الخاص ہوں، اُس کے گھر کے افراد ہوں یا اُس کے حواری ہوں، یا اُس

کے صحابی ہوں وہ اتنا حصہ حق پہ ہوتا تھا اور سب جگہ بُت ہی بُت تھے، یعنی شرک پھیلا ہوا تھا، پوری روئے زمین میں، ہر نبی کے دَور میں کوئی نبی کا دور ایسا نہیں آیا کہ جو آپ یہ کہہ سکیں کہ توحید کا دور تھا، ہمیشہ بُتوں کا راج رہا زمین پہ، بُتوں نے قبضہ کئے رکھا اور بُت ہر ملک ہر زمین پہ پہنچ گئے، ہر قوم کے پاس پہنچ گئے وہ نہ چل سکتے ہیں نہ پھر سکتے ہیں، نہ بول سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں، لیکن پتھر کے بُت ہر ملک میں پہنچ گئے، یہ بُت جو نام بتائے ہیں یہ قبیلوں میں بٹے، اِن کا مجسمہ شیطان نے نکال لیا دَلدَل سے اور عرب لے گیا، اب چلتے چلتے عرب پہنچ گئے، یعنی وہاں سے چلے فرات کے کنارے عراق میں رہتے تھے نوحؑ کا طوفان آیا، کیچڑ میں سے نکلوا کر شیطان نے بھجوا دیا پھر انہوں نے دھویا، بنایا، لیجئے طوفانِ نوحؑ کے بعد پھر بُت پرستی شروع ہوگئی، اب جو چلی تو ابراہیمؑ تک آئی، اب جب ابراہیمؑ کے عہد پہ آئیں گے تو پتہ چلے گا، پھر کیا ہوا، پھر بُتوں کا کیا حشر ہوا، کہاں پہنچے، کیسے پہنچے، ابھی تو طوفان نوحؑ کے بعد ادریسؑ پہ بات ختم ہوئی تھی، وہ بُت بڑھتے ہوئے یہاں تک آئے تو نوحؑ مبعوث ہوئے، بس یوں کہئے جنابِ ادریسؑ آسمان پہ گئے، جنابِ ادریسؑ کو جو بیٹا ملا اُس کا نام ہے متوشلخ، متوشلخ کے ایک بیٹا ہوا، لمک، لمک کے جو بیٹا ہوا اُس کا نام ہے نوحؑ، تو یعنی تین پشتیں گزریں جنابِ ادریسؑ کی کہ یہ بُت پرستی ساری دنیا میں پھیل گئی، مہلائیل کے دور سے شروع ہوئی، سات پشتیں گزریں، میں نے کل سات پشتیں گنوا دیں، ادریسؑ تک ادریسؑ سے پھر تین پشتیں میں نے گنوا دیں نوحؑ تک اب نوحؑ سے ابراہیمؑ تک کی پشتیں کل یا پرسوں کی تقریر میں گنواؤں گا، اب یہ دیکھئے کہ اُدھر بُت پرستی کا سفر ہے اِدھر یہ انبیاء کا سفر ہے، کہ جو اُسے کنٹرول

کرنے آ رہے ہیں اور صرف اس لیئے آ رہے ہیں پروردگار تیری حکومت قائم کروانی ہے، تو اُس کو تو حکومت قائم کروانی ہے یعنی بتوں کا قبضہ زمین کے اوپر ہے، اللہ تعالیٰ کو کیا پریشانی ہے، پوری کائنات کا رب العالمین ہے، عالمین کا رب ہے، اگر زمین پہ تھوڑے سے لوگ بت پوج رہے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ اور آدمی بھیج بھیج کے یہ کیوں کہہ رہا ہے ہماری حکومت مانو، ہماری حکومت مانو اور ہر ایک یہ کہے قولو لا اِلٰہ الا اللہ دن بھر حضرت نوحؑ یہ کہتے تھے قولو لا الٰہ الا اللہ، گھروں کو کھٹکھٹا کے رات کو دو بجے دن میں دوپہر میں گلیوں میں تو جب گھر کے دروازے کھٹکھٹائیں گے لوگ سو رہے ہیں، آرام کر رہے ہیں اور دوپہر کو جا کر دروازے پر کنڈا کھٹکھٹا کے کہیں گے قولو لا الٰہ الا اللہ تو پتھر نہیں ماریں گے لوگ، بھئی پتھر کھانے والے کام تو حضرت نوحؑ کر ہی رہے تھے، گھر سے نکل کے پھر غصے میں قوم والوں نے جو پتھر مارے تو شام تک پتھر کا پہاڑ بن جاتا تھا، اُس کے نیچے نوحؑ دب جاتے تھے، پھر جبریلؑ آتے تھے پتھر ہٹاتے تھے، اُس میں سے اُن کو نکالا، پھر اپنے پروں سے زخموں کے اوپر صاف کر کر کے مرہم لگایا توحید کا مرہم لگایا، پھر ٹھیک ہو گئے صبح اُٹھے پھر یہی کام شروع ہو گیا، وہ پہلے سے تیار تھے پھر اُنہوں نے پتھر بازی شروع کی، بھئی وہ تو پتھر پوج ہی رہے تھے، اُن کا تو ہتھیار ہی پتھر تھا، جبریلؑ نے کہا یعنی ان سے مقابلہ کرو، ان سے جہاد کرو، حضرتِ نوحؑ کہنے لگے میں اکیلا ہوں، اِن سے کیسے جہاد کروں گا، کہا جہاد کرنا کیا مشکل ہے، میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ جہاد کرو، تو جھنجھلا کے ایک بار نوحؑ کہنے لگے کہ تم ہو کون، جبریلؑ سے کہنے لگے تم ہو کون، تو اُنہوں نے کہا میں جبریلؑ ہوں، میں آ چکا آدمؑ پہ، شیثؑ پہ، انوشؑ پہ،

قینانؑ پہ، مہلائیل پہ اور یارُد پہ، ادریسؑ پہ، سب پہ آ چکا ہوں، تمہارے باپ لمک پہ آ چکا، تمہارے دادا پر آ چکا ہوں، متوشلخ پہ آ چکا ہوں، تمہارے پردادا ادریسؑ پر آ چکا ہوں، اب تمہارے اوپر آیا ہوں، اب جس کے اوپر آ جائے انسانوں پہ جن آ تا ہے، انبیاء پہ ملک آ تا ہے، انسانوں پہ جن سوار ہوتا ہے، انبیاء پہ ملک آ تا ہے اور سارے ملک تو نہیں آتے، بار بار یہی حضرتِ جبریل آتے ہیں، یہ بھیجے جاتے ہیں تو انہوں نے کہا تم کیا کر سکتے ہو، اگر تم ہو بھی جبریلؑ تو تم کیا کر سکتے ہو، جبریلؑ نے ایک نعرہ مارا، جیسے ہی نعرہ مارا سارے پہاڑ ہلنے لگے، جبریلؑ کے نعرے پہ کہا اگر میں چاہوں تو اِس کائنات کو ایک نعرہ میں ہلا دوں، نوحؑ نے کہا یہ نعرہ کیا ہے جو تم نے لگایا، اگر میں بتا دوں گا آپ کہیں گے واہ واہ ہر موقع نکال لیتے ہو، جبریلؑ نے کہا تھا یا علیؑ

(نعرۂ حیدری)

تم جہاد شروع کرو، اچھا یہ عجیب جہاد ہے کہ صرف کہنا ہے قولولا اللہ اُدھر سے پتھر آ رہے ہیں پتھر کھایئے، پتہ چلا کبھی جہاد ایسے بھی ہوتا ہے کہ مارنا جہاد نہیں ہے اپنے آپ کو زخمی کرنا بھی جہاد ہے، لیکن جان سے نہیں جانا ہے، زندہ رہنا ہے اور صبر کرنا ہے، نہ بم باندھ کے جانا جہاد ہے نہ شیعوں کو مارنا جہاد ہے، دونوں کو مارنا جہاد نہیں ہیں، نہ خودکش جہاد ہے نہ دوسرے کو مارنا جہاد ہے، اصل جہاد ہے، صبر جو نبیؐ کی اُمت اب تک نہ کر پائی تو جو کر رہا ہے اُس کو تو کرنے دو، ہائے ہائے مزا ہی نہیں لیا جملے کا، کتنے عشرے پڑھ دوں صبر پہ کہ صبر کسے کہتے ہیں، ہزاروں بار پڑھ چکا صبر کیا ہے، صبر ہے اپنی بات کہے جانا اور دنیا کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا، اسے کہتے ہیں صبر، عاجز آ کے انسان کام چھوڑ

دے، اگر ایک ہی بات بار بار کہی جائے، یہ کیا کرتے ہو، یہ کیا کرتے ہو، اچھا لو چھوڑا جاؤ، یہ ہے فرار، جب آچکا لفظ کرار کا تو اب غیر فرار ہم فرار نہیں ہیں، ہم فراری کے غیر ہیں، چھوڑ نا نہیں ہے، چھوڑ نا نہیں ہے دلیلیں نہ ہوتیں تو چھوڑ کر بھاگ گئے ہوتے، سائنس کی ایجادیں ہوتی رہیں گی، ترقی ہوتی رہے گی، ہم دلیلیں دیتے رہیں گے، شیطان اپنا کام کرتا جائے گا، ایک سے ایک چیز ہے، وہ غافل نہیں ہے، اُدھر اُن سے تو سائنسی چیزیں بنوا رہا ہے اور مسلمانوں کے یہاں کیا کرتا پھر رہا ہے، خریدو اِن کو خریدو، راغب کر رہا ہے، مانگو، مانگو، ایف سولہ مانگو، چائنہ کا سامان منگواؤ، کوریا کا منگواؤ، نئے نئے ٹی وی، نئے نئے موبائل، روز کمپنیاں متعارف کروادیں گی، یہ لے لو، یہ لے لو، یہ سستا ہے، پتہ کچھ نہیں ہے بس سستا ہے، لیئے جاؤ، موبائل پہ موبائل کارڈ پہ کارڈ ڈالے جاؤ، گھر میں جب تک ٹیلیفون لگا تھا تو کہتے تھے ایک ہزار کا بل آ گیا، اب پانچ ہزار مہینے میں ہو گئے، اب کوئی بات نہیں کرتا، اس لیئے کہ یہ ہے شان، گاڑی چل رہی ہے، اب پیچھے سے کون آ رہا ہے کون جا رہا ہے، بس ایجاد ہے کس کی ایجاد ہے، بس ہے ابھی تو آپ گھر سے نکلے ہیں، یہ ابھی ابھی بیگم کا فون آ گیا، ہاں وہ بھول گئی تھیں ادرک لیتے آ یئے گا، سارا سودا لکھا دیا تھا مگر سب چیزیں، او ہو اچھا اچھا جب ہی دو منٹ کے بعد اور آگے بڑھے تھے پھر فون آ گیا، کہا ہاں بیگم، ارے بھئی بچہ رو رہا ہے، ہاں ہاں پھر دودھ بھی لیتے آ یئے گا، یہ ہے موبائل یہ ہو رہا ہے، سنتے ہی نہیں، ہارن پہ ہارن دیئے جایئے، اچھا بعض بیگم کی نہیں سن رہے ہوتے، میوزک، پسندیدہ میوزک چلے جا رہے ہیں تو عجیب چیز نکلی، اچھا دیکھئے جنہوں نے ایجاد کیا، انہوں نے جرم قرار دے دیا، امریکہ اور

یورپ میں کار چلاتے میں آپ موبائل سن نہیں سکتے، آپ تار نکال کے کان میں ٹھونس دیجیئے، گھنٹی وہاں بجے گی، بات ہو جائے گی، وہ سب کر لیں، یہ آپ نہیں کر سکتے، اچھا یہاں یہ شان ہے، اچھا یہ شان مجلس میں بھی دکھائی جاتی ہے؟ اُٹھیں گے، بھاگیں گے، جائیں گے، ارے مجلس میں بھی شان دکھا رہے ہیں مولا کو مولا، موبائل مولا آپ کے زمانے میں یہ نہیں تھا، دیکھیئے ہم آپ کی مجلس چھوڑ کے جا رہے ہیں، بدتمیزیاں، بے شرمیاں، بے حیائیاں اور یہ پڑھے لکھے یہ کر رہے ہیں، جایئے جا کے لکھنؤ میں دیکھیئے امام باڑے میں لکھا ہے وہاں گھڑی لے کے، چشمہ لے کے شامِ غریباں میں نہیں آ سکتے، بڑا بڑا بورڈ پہ لکھا ہے، فضول چیزیں لے کے مجلس میں آیئے، میوزک بھی ہوتی ہے، بج رہا ہے، بے حسی ہے، تو کیوں ایجاد اُس کی ہے ذکرِ علیؑ میں میوزک پہنچوا دی، گھنٹی پہنچا دی، وہ گھنٹی بجا کے جو بلاتا ہے، ہمیشہ اُس نے مندر کی گھنٹیاں بجوائیں، لوگوں کو بلایا، اب پوری مندر کی گھنٹی مجلس میں آ گئی، رکھا ہوا ہے موبائل گھنٹی بج رہی ہے، کافر بنے ہوئے ہیں، بُت پرست بن گئے پتہ چلا موبائل کی پوجا ہو رہی ہے، بُت لیئے جیب میں بیٹھے ہیں، ابھی تک یہی سمجھ رہے ہیں کہ پتھر کا بُت ہوتا ہے، ارے بُت تو جیب میں ہوتا ہے، آواز وہ پیدا کرتا ہے، پہلے میں کہہ چکا تیسری تقریر میں کہ بات حق ہوتی ہے، عمل باطل ہوتا ہے، مثال میں نے دے دی تھی کہ جا رہے ہیں موسیٰؑ نیل ندی سے گزر رہے ہیں اور سامری پیچھے آ رہا ہے، جبریلؑ گھوڑے پر سوار ہیں، گھوڑے کے سم سے چنگاری اُٹھ رہی ہے، نور پھوٹ رہا ہے، وہ مٹی اُٹھا کے جیب میں رکھتا جا رہا ہے، جدھر جدھر سے جبریل کا گھوڑا جا رہا ہے، آ گئے موسیٰؑ آباد ہو گئے مصر میں، کوہِ طور پہ چلے گئے، باتیں کر

رہے ہیں، چالیس دن کے بعد آئیں گے، کہہ کے گئے تھے چالیس دن میں توریت لے کر آئیں گے، ہارون سے کہا اب یہ قوم تمہارے سپرد ہے، اس کی دیکھ بھال کرنا اور جیسی قوم ہم دے کے جائیں، جب واپس آئیں تو ویسی واپس کرنا، یہاں کیا ہوا، موسیٰ چلے گئے، سامری اُٹھا اور اُس نے کہا اے قوم والو، گئے موسیٰ مر گئے، اب نہیں آئیں گے، مر گئے کوہِ طور پہ، اب نہیں آئیں گے، قوم کو یقین آ گیا کہ نہیں آئیں گے، پھر کیا کریں، اچھا ایک آیت یاد آئی میں آپ کو سناتا ہوں، جب مصر میں داخل ہوئے بنی اسرائیل، یاد آ گیا مجھے کس سورے میں ہے (نعرہ صلوٰۃ)

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (الاعراف:۱۳۸)

ہاں یہ ساتواں سورہ ہے، سورۂ اعراف جیسے ہی بنی اسرائیل موسیٰ کے ساتھ آئے تو انہوں نے دیکھا مصر میں بڑے بڑے بت لگے ہوئے ہیں۔ اب ان کی تو للچائی طبیعت، بتوں کو دیکھ کر حسین پُرکشش بت تھے شیطان تو کشش سے کھینچتا ہے، شیطان کی ایجادات میں کشش تو ہے، جو بھی بازار گیا، یہ لے لو، یہ خرید لو، آپ نہ کہیں گے بنتِ حوّا کہیں گی، ارے لے ہی لو، اب آپ مجبور ہو گئے، آپ تو ہیں نا آدمؑ کی اولاد تو یہ سن لیجئے اللہ کہتا ہے ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار اتارا، ایک سو اڑتیسویں آیت ہے، سورہ اعراف کی اور وہ ایک قوم کے پاس آئے، یعنی جو قوم وہاں آباد تھی، جب دریا کے پار اُترے تو اُس قوم کے قریب سے گزرے، جو اپنے بتوں کی عبادت میں بڑے انہماک سے

مشغول تھے، گھنٹیاں بج رہی تھیں، بُت پرستی، ہورہی تھی، یہ قرآن ہے، تاریخ پڑھ رہا تھا وہ روک دی یہ، آیت ہے، اب کسی کو حوالہ تو نہیں چاہیئے نا وہ اپنا مشغول تھے بُت پرستی میں اور اُن کی قوم ساتھ تو انہوں نے بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا اے موسیٰ ہمارے لیئے بھی کوئی ایسا ہی اللہ بنادو بُت کا۔ ہمارے لیئے بھی ایک بُت بنادو، نبی کے ساتھ قوم ہے اور کہہ رہی ہے ایک اللہ ہمیں بُت کا بنادو، یہ اللہ بیان کر رہا ہے کہ یہ کیا اس قوم نے تو اب موسیٰ نے کیا کہا، اتنا مزہ آتا ہے یہ آیت پڑھنے میں مجھے۔ یہ موسیٰ کا جواب ہے اتنے مزے کا جواب ہے بنی اسرائیل نے کہا، اے موسیٰؑ معبود بنا دو، اِسی طرح کا ایک ہمارے لیئے بھی معبود بنادو، تو موسیٰؑ نے کہا واقعی تم ایک جاہل قوم ہو۔ اتنا سب کہہ کے فرعون سے بچا کے لا الٰہ کہلوا کے عبادت سکھا کے نماز پڑھوا کے موسیٰؑ یہاں تک قوم کو لائے اور رہے بُت پرست ارے جب منہ پر موسیٰؑ سے اُمت کہہ سکتی ہے کہ ایک صنم بنادو، ایک صنم تو بعد نبی کیا صنم نہیں بن سکتا۔

(نعرۂ حیدری)

منہ پہ کہہ رہے ہیں بُت بنادو، کہا تم ایک جاہل قوم ہو، تو طے ہو گیا جو صنم بنائے، جو صنم تراشے وہ ایک جاہل قوم ہے، مولا علیؑ نے کہا بُت تراشے گئے، ایک سامری سقیفہ میں ہے جس نے گیوسالہ بنایا دوسرا سامری حسن بصری ہے" صنم تراشے گئے، حَسن بصری کو بصرے میں دیکھ کر علیؑ نے کہا یہ ہے اس اُمت کا سامری، نہج البلاغہ میں موجود ہے، یہ ہے اس اُمت کا سامری، یہ ہے سامری۔ تو سامری ہر قوم میں ہوتا ہے، ہر عہد کا سامری ہوگا، اب سامری کا کام کیا ہے، سمبل کس چیز کا ہے سامری، سامری کس چیز کا سمبل ہے، موسیٰؑ مر گئے، پہلی بات تو سامری یہ کہتا ہے نبی مر گیا، سامری پہلے یہ کہتا ہے نبی مر گیا، اب نہیں

آ ئے گا، اُس کے بعد کہا لاؤ تمہارے پاس کتنا مال ہے نکالو، اب سامری یہ کرتا ہے سب کے مال پر قبضہ کرتا ہے، لاؤ کس کا مال ہے، تم بھی لاؤ مال تم بھی لاؤ، تم بھی لاؤ اور جو نہ دے اُس کا چھین لو، قبضہ کرلو، یہ ہے سامری کا کام، موسیٰؑ کا سامری بنی اسرائیل کا سامری یہودیوں کا سامری، لاؤ جتنا سونا اور زیور ہے سب لے آؤ، بنی اسرائیل لے آئے سونا، کہا ہم تمہارے لیئے ایک خدا بنائیں گے، خدا کاہے سے بنے گا، سونے سے۔ آپ کو پتہ ہی نہیں اس وقت کھیل کیا ہے پوری دنیا میں، جس کے پاس زیادہ سونا ہے وہ بڑی طاقت ہے، وہ سپر پاور ہے، سونا پہنچتا کیسے ہے یہ ایک کہانی ہے اکنامکس کی، میں آپ کو کیسے بتاؤں، یہ اسٹیٹ بنک کا مسئلہ کیا ہے، میں کیسے بتاؤں تقریر بدل جائے گی، موضوع دوسرا ہو جائے گا، بینکنگ کا مسئلہ آجائے گا، پورے ورلڈ کا مسئلہ آجائے گا، اتنے بینک کیوں کھل رہے ہیں، اسٹیٹ بینک مجاز ہے، اُتنے ہی نوٹ چھاپ سکتا ہے اور چھاپ کے پھیلا سکتا ہے، جتنے کا سونا بینک میں رکھا ہے، اگر ایک تولہ سونا رکھا ہے تو اتنے نوٹ اگر اکیس ہزار روپیہ تولہ سونا ہے تو اکیس ہزار روپے کے نوٹ چھاپ سکتا ہے، پانچ من سونا ہے اتنی ہی قیمت کے نوٹ چھپ سکتے ہیں نہ کم ہوگا نہ زیادہ، یہ ہے اکنامکس کا اصول، دنیا میں سب سے زیادہ ہیں ڈالر، اس لیئے کہ ساری دنیا کا سونا امریکہ نے کھینچ لیا ہے، اس لیئے سب نے اپنا مال وہاں رکھوایا ہوا ہے۔

سونا وہاں رکھا ہے، ڈالر چل رہے ہیں، تو مندر میں بُت ہے سونے کا سکہ چل رہا ہے، اُس بت کا نہیں سمجھے، لا الہ نہیں، لا الہ کا سکہ نہیں ہے، صنم پرستی جاری ہے، بت پرستی ہو رہی ہے، لوگ سمجھ رہے ہیں بت پرستی ختم ہوگئی زمانے

سے، بُت پرستی ترقی پر ہے، صرف انڈیا کے لوگ بُت نہیں پوج رہے، صرف گنیش، لچھمی اور پاروتی کے بُت نہیں تراشے جارہے ہیں بلکہ اُس سے بڑے بڑے بُت ہیں اور بُت تراش موجود ہیں، اُن سے بڑے بڑے بُت موجود ہیں، بُتوں کی دنیا آباد ہے۔ شیطان خوش ہے تو یہ تھا مسئلہ، سونا جمع کرنے کا، سامری بنا سپر پاور، سونا آیا سب نے سونا دے دیا، لالچ تھی خدا کی، خدا بنے گا، اُس نے اُس سونے سے ایک بچھڑا بنایا، بچھڑا سونے کا بنا کر گلا کر سارے سونے کو، سب زیور ویور تو گئے، کان کے جھالے اور گلے کا نیکلس اور ہاتھ کے کنگن، کڑے اور پنج لڑی اور یہ جو بھی زیورات ہوں اُس زمانے میں، اب تک کھدائی میں نکلتے ہیں زیور، زیور کے نقشے بدلتے ہیں، اُس نے سب جلا کر پگھلا کے ٹانکے الگ ہو گئے سونا نکل آیا، اُس کا بنایا ایک بچھڑا، بچھڑا بنا کے اُس نے بیچ میں رکھا، کہا اب رقص کرو، طواف کرو، سب نے طواف کرنا شروع کیا اور کہا جیسے جیسے تم نعرہ لگاتے جاؤ گے، جے جے کار، جے جے کار کرتے جاؤ گے اب یہ بولے گا، جیسے ہی یہ بولے سجدے میں جھک جانا، نقل کر رہا ہے اللہ کی، نہیں سمجھ رہے ہیں، وہاں سے آئیڈیا چرا کے لا رہا ہے، آدمؑ بنے تھے مٹی کے اس نے دِکھایا سونے کا اور یہ بولے گا، گویا اللہ سے زیادہ سپر ہو گیا، اللہ کے پاس تھی مٹی، سامری کے پاس ہے سونا تو زیادہ طاقتور بنا کہ وہ تو مٹی کا پتلا بنا کے رہ گیا، روح پھونکی دیکھنا ہم سونے میں روح پھونکیں گے اور حرام زادے نے چپکے سے وہ مٹی جو جبرئیلؑ کے گھوڑے کے سموں کی تھی وہ جیب سے نکال کے بچھڑے کے اندر ڈال دی، اُس نے کہا، بھیں، بھیں، بھیں، سب سجدے میں گر گئے، سامری پہ ایمان لے آئے، کہاں سمجھے، بات تیسری تقریر سے سمجھا رہا

ہوں، بات حق ہوتی ہے عمل باطل ہوتا ہے، گھوڑے کے سموں کی مٹی حق تھی، عمل سامری کا باطل تھا۔ لا الٰہ الا اللہ حق ہے لیکن مسلمانوں کا عمل باطل ہے اس لیئے کہ علیؑ ولی اللہ کو نہیں مانا اُ(نعرہ حیدری)

مٹی پاکیزہ ہے، گھوڑے کے سموں کی مٹی ہے، اُس میں اثر تھا اُس نے سونے میں آواز پیدا کر دی، سامری اس لیئے پیچھے چل رہا تھا، پہچان گیا تھا کہ یہ جبریلؑ ہیں اور یہ اُن کا گھوڑا ہے اور یہ مٹی آگے کام آئے گی، سامری نے وہ وہ مٹی سونے کے بچھڑے میں ڈال دی وہ بولنے لگا، موسیٰؑ آئے انہوں نے دیکھا سب لگے ہوئے ہیں بچھڑے کی پوجا میں، کیسے چھوڑ کے گئے تھے، کیا ہوا، حضرت موسیٰؑ ہاتھوں پر توریت اُٹھائے ہوئے تھے، پتھر پہ ساری توریت لکھی ہوئی تھی، جیسے ہی انہوں نے دیکھا، ساری قوم بچھڑے کی پوجا کر رہی ہے تو انہوں نے توریت کی تختیاں ہاتھ سے گر کر چکنا چور ہو گئیں ہارونؑ سے کہہ گئے تھے کہ جیسی قوم چھوڑ کے جا رہا ہوں ویسی ہی قوم لوں گا تم سے، تو بھائی کا گریبان پکڑ لیا، داڑھی پکڑی، یہ کیا ہو رہا ہے ہارونؑ تمہاری موجودگی میں یہ کیا ہوا، اب اگر یہ قصہ تاریخ کا ہوتا تو ہم چھوڑ دیتے، یہ ہیں آیاتِ قرآنی کہ موسیٰؑ نے بھائی کے سر کے بال پکڑے اور داڑھی ہاتھوں سے تھام لی، قرآن کہہ رہا ہے بڑے بھائی نے گریبان پکڑا، جسے خود اللہ سے مانگا تھا، وزیر بنایا تھا کہ ہارونؑ کو میرا وزیر بنا دے، کہا یہ اُمت کا حال کیا ہوا اور یہ لا الٰہ سے بتوں کی طرف کیوں چلے گئے، میں تم سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ہوا، تو اب ہارونؑ نے جواب دیا میرے ماں جائے میرا گریبان چھوڑ دیجئے، میرے سر کے بال اور داڑھی نہ پکڑیئے، ہائے قرآن کے میں فدا جاؤں کہ بات اللہ نے چھپائی نہیں

کھل کے بیان کر دی، پروردگار یہ تو دو بھائیوں کے راز تھے، چھپا لیتا تو ہمیں کیا پتہ چلتا، کیوں قرآن میں یہ سب کچھ بیان کر دیا کہ بھائی نے بھائی کا گریبان پکڑ لیا اور غصہ آ گیا اور کہا یہ قوم بت پرست کیسے ہوگئی، اللہ کو چھوڑ کر یہ بچھڑے کو کیوں پوجنے لگی، یہ سامری کہاں سے آ گیا، کہا ماں جائے ہمیں کچھ نہ کہو، تمہارے جانے کے بعد اس قوم نے مجھے کمزور کر دیا، ہمارا کوئی ساتھی نہ رہا، ہم آواز دیتے رہے، کوئی مددگار آئے، لیکن کوئی مدد کرنے کے لیئے نہ آیا، ہم اکیلے پڑ گئے ہم مجبور ہو گئے، یہ بت پرستی کرنے لگے ہم کیا کرتے، ہم ڈر گئے کہ بنی اسرائیل میں پھوٹ نہ پڑ جائے قوم دو حصوں میں تقسیم نہ ہو جائے، موسیٰؑ ہارونؑ سے لپٹ کر رونے لگے یہ کیا ہو گیا، بس یہی ہے مسئلہ جسے وزیر بنایا تھا اُس سے اُمت مانگنے آئے ہیں اُمت ہو گئی بت پرست، رسولؐ اللہ نے علیؑ سے کہا جیسی قوم دے کر جا رہا ہوں ویسی ہی لوں گا، علیؑ نے پچیس برس بت نہیں پوجنے دیئے، کہا رسولؐ اللہ ہم نے بت نہیں پوجنے دیئے، کہاں ہارونؑ، کہاں علیؑ، تم جیو، تم سلامت رہو، تقریر ختم ہوئی۔ (نعرۂ حیدری) جتنے چاہو درود و سلام علیؑ پہ پڑھو، اس لیئے پڑھو کہ یہی ہونا تھا، مقدر تھا یہ ہونا تھا، قضا اور قدر کو علیؑ نے بدل کے رکھ دیا، نہیں سمجھے، تقدیر تھی اُمت کی علیؑ نے اُمت کی تقدیر کو کہا میں اپنے پیروں کے نیچے پامال کرتا ہوں، یہ تقدیر پامال میں تقدیر کا مالک ہوں، میں شبِ قدر کا مالک ہوں، کیا مجال جو ایک کو بت پوجنے دوں، بیٹھ جا سامری چپ بیٹھ جا، ہائے ہائے ہائے، علیؑ نے سامری کو بت نہیں پوجنے دیئے، طاغوت کی صورت میں ایک بت بنا کر قوم کو سامری نے دے دیا علیؑ نے کہا بیٹھ جا، (ارے کیا مجلس سنی ہے تم نے) علیؑ نے کہا بت پرستی نہیں ہونے دیں گے، ایک

لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کی محنت ہے توڑے ہم نے ہیں، اب ٹوٹے ہوئے بُت جوڑے نہیں جائیں گے، جو ٹوٹ چکے وہ ٹوٹ چکے، جن کو میں پامال کر چکا اب وہ اُٹھائے نہیں جا سکتے، تو بھی بیٹھ جا، تو بھی بیٹھ جا، تو بھی بیٹھ جا، (جیو جیو سلامت رہو، سنتے جاؤ سنتے جاؤ، سنتے جاؤ، تقریر خاتمے پر پہنچ گئی)، جیسے دیا تھا ویسے ہی واپس کرنا ہے، بات تو سچ تھی، اس لیئے سچ تھی کہ مقدر تھا یہ ہونے والا تھا اس دن کے لیئے کہا تھا رسولؐ اللہ جنگِ تبوک پر جا رہے تھے، کہا علیؑ تم مدینے میں رہو گے، اس لیئے کہ یہاں لُوٹ پڑنے والی ہے۔ میں تبوک جاؤں گا، مدینے پہ حملہ کرنے کا ارادہ ہے، بچے عورتیں تمہارے حوالے ہیں، ابھی رسولؐ آدھے رستے پہنچے تھے کہ مدینے کے لوگوں نے کہنا شروع کیا، اب رسولؐ علیؑ سے نفرت کرنے لگے، اس لڑائی میں نہیں لے گئے، تبوک میں نہیں لے گئے تو کیا علیؑ کو نہیں معلوم کہ محبت کس منزل پر ہے، نہیں جواب دینا ہے اس لیئے گھوڑے پر بیٹھے، ذوالجناح پہ بیٹھے اور اُس سے کہا تیز چل جہاں رسولؐ ہیں پہنچا دے، اُس نے تیزی کے ساتھ رسولؐ کے پاس پہنچا دیا، لوگوں نے اطلاع دی علیؑ آ رہے ہیں، رسولؐ اللہ گھوڑے سے اُتر پڑے، کہا علیؑ میں نے تو تمہیں مدینے میں مقرر کر دیا تھا، تم میری جگہ حاکم ہو کیوں آئے، حضرت علیؑ نے کہا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ہم کو اپنی نظر سے اُتار دیا ہے اس لیئے اس لڑائی تبوک میں ساتھ نہیں لے کر جا رہے ہیں، کہا جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے، ہماری اور تمہاری نسبت وہ ہے جو موسیٰؑ کو ہارونؑ سے تھی، میں موسیٰؑ ہوں، تم ہارونؑ ہو، جب موسیٰؑ گئے کوہِ طور پر تو ہارونؑ کو چھوڑ گئے، سمجھے، حدیث کو سب نے لکھا، تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں حدیث موجود ہے، "میں موسیٰؑ ہوں تم

ہارونؑ ہو" اور پھر اگلا جملہ کہہ دیا، لیکن "یا علیؑ میرے بعد نبوت نہیں"، پتہ چلا ہارونؑ نبی تھے، اگر کہہ دیتے تو یہاں پر رُک جاتے تو اب علیؑ کو نبی ہونا تھا اس لیئے کہا تم ہارونؑ تو ہو، مرتبہ تو وہی ہے نبی والا تمہارا، لیکن میرے بعد نبی نہیں ہے، بچایا، بچایا، تم امام ہو نبوت نہیں ہے، یہ ہے حدیثِ ختمِ نبوت، اگر اعلان نہ کرتے کہ علیؑ تم ہو اور نبوت نہیں ہے تو اب دلیل ختم، نبوت والوں کے پاس نہیں ہے اس لیئے کہ چھوڑ کے کیا گئے۔ اگر رسولؐ اللہ اپنے بعد جانشین بنا کر نہیں گئے تو قادیانی نبی بنالے تو بنالے دلیل کہاں ہے دلیل یہ ہے کہ نبی نہیں بن سکتا، علیؑ بن سکتا ہے، میرے بعد، لیکن نبی نہیں بن سکتا، تو دو ہی چیزیں بن سکتیں ہیں یا علیؑ بنے یا نبی ایک کو منع کر دیا، نبی نہیں بنے گا، میرے بعد علیؑ بنے گا، اب تیسری چیز بن نہیں سکتی یا علیؑ بنے یا نبی اور نبی بن نہیں سکتا کہ میرے بعد نبوت نہیں، حدیثِ منزلت کو تسلیم کرنا ہی ختمِ نبوت کی دلیل ہے، تبوک کے راستے میں علیؑ بس نے یہ سننا تھا گھوڑے کو پھیرا، ذوالجناح کی باگیں پھیریں، یہاں کیا ہوا، اِدھر علیؑ مدینے واپس چلے راستے میں آدھا میل لمبا کنواں دشمنوں نے بنایا تھا، اور اُس پہ چھپر پڑا تھا، گھاس پھوس پڑی تھی اور گھاس اُگی ہوئی پیڑ اُگے ہوئے علیؑ کا گھوڑا اندر قدم رکھے تو چھپر ٹوٹے اور کنویں میں گرے، کنویں کے اندر نیزے ترچھے کر کے لگائے تھے نوکیں اوپر اور خنجر، تلواریں کنویں کی دیواروں اور فرش میں پیوست تھیں دشمنوں کو معلوم ہے گھوڑا آ رہا ہے یہ علیؑ کے قتل کی سازش تیار کی گئی تھی، اب ذوالجناح تیز چلا جیسے ہی اُس گڑھے کے قریب پہنچا، گھاس تھی، پیڑ تھے، آہستہ آہستہ اُس نے رُکنا شروع کیا، دیکھیے سوار کو معلوم ہو جاتا ہے، سوار کو پہلے معلوم ہو جاتا ہے کہ رہوار سست پڑ رہا ہے،

رفتار میں کمی آ رہی ہے جیسے ہی ذوالجناح کی رفتار میں کمی آئی علیؑ نے کہا کیا بات ہے رُک کیوں رہا ہے، کہا آگے جاؤں گا تو موت ہے کہا گزر جا علیؑ کہتا ہے گزر جا (نعرۂ حیدری)

کہتے ہیں کہ ذوالجناح نے اس سرے سے اُس سرے تک ایک جست کی، ایسا لگا ہوا پہ اُڑا، اِسی لیئے کہتے ہیں ذوالجناح جو پروں کے ساتھ ہَوا پہ پرواز کرے، لوگوں کی سمجھ میں ذوالجناح نہیں آتا اور اُدھر جا کے اُس نے دم لیا، رُکا، علیؑ نے لجام فرس کو کھینچا اور ایک بار گھوڑے سے اُترے اور تمام لوگوں سے جو وہاں کھڑے تھے کہا خس و خاشاک ہٹاؤ اس جگہ کو کھودو، تو جملے صرف یہ لکھے ہیں، ''مناقبِ شہر آشوب'' مشہور کتاب ہے اُس میں صرف یہ جملے لکھے ہیں کہ جب گھاس ہٹائی گئی تو اُس کنویں میں علیؑ نے عجائبات دیکھے، اُن عجائبات کو بیان کرنے کے لیئے ایک پوری تقریر چاہیئے، اس وقت میرا موضوع یہ نہیں ہے، علیؑ مدینے واپس آ گئے، اطمینان کے ساتھ علیؑ واپس آ گئے، یہ تو چند دنوں کی بات تھی، جملہ ضائع نہ کیجئے گا، چالیس دن کے لیئے موسیٰؑ گئے تھے اور چالیس دن میں واپس آنا تھا، چالیس دن سے زیادہ نہیں ہوئے لوگ پوچھتے ہیں چالیسواں کیوں ہوتا ہے، ارے یہودیوں کا چالیسواں ہو گیا، موسیٰؑ کی آمد پہ چالیسویں دن، پوری اُمت کا چالیسواں ہو گیا، ہر چیز چالیس دن پر ہے، پڑھ لو کتابوں میں چالیس دن، چالیس دن، چالیس دن میں کچھ راز ہیں، پہلے اُن چالیس دنوں کے راز معلوم کر لو، ہم اپنے چہلم کا راز بتائے دیتے ہیں، جاؤ موسیٰؑ سے پوچھو کہ چالیس دن بعد واپس کیوں آئے تو ہم کل تم کو بتا دیں گے کہ حسینؑ کا چہلم کیوں ہوتا ہے اور اگر راز جاننا ہے تو جاؤ، ابھی جہاز پہ بیٹھو اور اُڑ کے پہنچو

اور، کربلائے مُعلّیٰ میں روضۂ حسینؑ پہ اُترو، مگر اتر نہیں سکتے، اس لیئے جتنے جہاز امریکہ سے لندن سے زائروں کے پاکستان سے جا رہے تھے سب رکوا دیئے گئے، بغداد کے ایئر پورٹ پر جگہ نہیں ہے سڑکوں پہ جگہ نہیں ہے، اب زیادہ جہاز نہ بھیجئے، ڈیڑھ کروڑ زائرین کربلا پہنچ چکے ہیں، اب جگہ کہاں ہے، پورے ملک میں جگہ کہاں ہے، ارے مکے شہر میں حاجیوں کا مجمع ہوتا ہے پورے عرب میں مجمع نہیں ہوتا، حسینؑ کا مجمع پورے عراق میں ہے، یہ ہے چہلم کا راز کہ چالیسویں دن چاہے وہ ایک برس کے بعد چاہے وہ دو برس کے بعد، زینبؑ بھائی کی قبر پر شہادت کے چالیس دن پہ آئیں ہیں، پہلے سال نہ سہی دوسرے سال، لیکن عاشور کے بعد پورے چالیس دن جب ہوئے، چاہے ایک سال کے بعد چاہے دو سال کے بعد۔ اس میں بھی راز ہے کبھی پڑھ دیں گے، اسی دن چہلم کے دن جسے اربعین کہتے ہیں، زینبؑ کربلا پہنچیں تھیں، اور جب چالیس دن کے بعد حضرت موسیٰ کوہِ طور سے واپس آئے تو پوری قوم بُت پرست ہو چکی تھی، چالیس دن کے بعد موسیٰؑ آئے پوری قوم بُت پرست ہو چکی تھی تو چالیس دن اتنا کم زمانہ اور اُس میں یہ بدل گئے تو جب زیادہ سال ہوں گے تو کیا ہوگا، علیؑ کو تو پچیس برس گزارنے ہیں، اب پچیس برس علیؑ کا جو عمل ہے صرف نگرانی کرنا ہے، کہاں جا رہا ہے، مسجد میں جا رہا ہے نا، ارے سمجھو، اب پڑھنے کی طاقت نہیں ہے، کہاں جا رہا ہے یہ صبح کی نماز میں کیوں نہیں تھا، یہ مغرب کی نماز میں کیوں نہیں تھا، عشا میں کہاں تھا، تم کہاں گئے تھے، تم کیا کر رہے تھے، آپ کو کیا پتہ باغ میں کیوں بیٹھے، شہر میں بیٹھیں گے تو نگرانی نہیں ہو سکتی، بیرونِ مدینہ بیٹھے کہ چپکے سے مکے نہ نکل جائیں، چھپے ہوئے گڑھے

ہوئے، بُت شیطان نکال کر نہ لے آئے کہ قبیلوں کے بُتوں کو لے کے ایک ایک کر کے آجائے اب کیا پڑھوں، بھائی بس ایک پہلو رہ گیا اور عرض کر دوں تقریر تو کامل ہو ہی چکی ایک پہلو رہ گیا لوگوں نے کہنا شروع کر دیا اگر علیؑ کا، حق تھا تو تلوار کیوں نہ نکالی، یہ بات کی دلیل نہیں ہے، اُس کی دلیل تو رسولؐ اللہ پہلے ہی دے گئے تھے، بھئی رسولؐ اللہ ساری دلیلیں علیؑ کے لیئے دے کے گئے تھے کہ آپ بعد میں تاویلیں ڈھونڈ یئے کہ تلوار کیوں نہ نکالی، علیؑ تلوار کھینچ لینا، تلوار کھینچ لینا، بشرطِ چالیس آدمی تم کو مل جائیں، ہارونؑ کو چالیس آدمی نہیں ملے، بُت پرستی ہونے لگی، علیؑ کو بھی چالیس آدمی نہیں ملے مگر بُت پرستی نہیں ہونے دی، جملہ یہ ہے، چالیس مددگار نہیں ملے علیؑ کو مگر بت پرستی نہیں ہونے دی، احسان ہے اُمت پر علیؑ کا، احسان ہے مسلمانوں نمازیں پڑھو، دو رکعت علیؑ کے لیئے شکرانے کی، مولا علیؑ آپ کا شکریہ کہ آج ہمیں ہر چیز میں بُت پرستی نظر آتی ہے اب کل کی تقریر کا موضوع دے دوں کہ ایک طرف اللہ کہتا ہے سارے بُت مٹا دیئے جائیں اور دوسری طرف بُت کے ساتھ ساتھ کچھ چیزیں بنوا کر چلاتا ہے اور اللہ یہ کہتا ہے یہ میرے سمبل ہیں، بُت نہیں رہیں گے، میری آیات میری نشانیاں رہیں گی، میرے سمبل رہیں گے، نوحؑ سے کشتی بنوائی لکڑی کی، ابراہیمؑ سے کعبہ بنوایا پتھر رکھوایا، حجرِ اسود لگایا، وہ کافروں کے پتھر نہ رہے، میرا پتھر رہے، سنتے جاؤ، تقریر ختم ہو رہی ہے، کافروں کا بنایا لکڑی کا بُت نہ رہے، کشتیٔ نوحؑ رہے، تمہاری لوہے کی چھڑی نہ رہے موسیٰؑ کا عصا رہے، تمہارا تخت و تاج نہ رہے، سلیمانؑ کا تخت رہے، تمہاری تلوار نہ رہے، ہماری ذوالفقار رہے، نہیں سمجھ رہے ہو، اب اگر آپ میں برداشت ہے مجھ میں تو بیان

کرنے کی تھوڑی بہت طاقت آ ہی جائے گی، مگر آپ میں اگر برداشت کرنے کی طاقت ہے تو بس یہ فضیلت کا بار اُٹھا لیجئے گا اور آپ اس قابل ہیں کہ اِس بار کو اُٹھالیں، ہاں وہ لکڑی کا بُت نہ رہے، یہ کشتی ہماری ہے، نوحؑ کی نہیں ہے، ہم نے بنائی ہے، یہ گھر ابراہیمؑ نے بنایا ہے پتھر کا ہے، تمہارے پتھر کے بُت نہ رہیں ہمارا پتھر کا گھر رہے، تمہارا کوئی بُت نہ رہے، ہمارا حجرِ اسود رہے، تمہاری تلواریں نہ رہیں ہماری ذوالفقار رہے، تمہارے تخت نہ رہیں نبی کا منبر لکڑی کا رہے، تمہاری ہر چیز حرام، ہماری ہر چیز حق تو بس اب سن لو، دنیا میں جو باطل پر ہے اُن کا علم نہ رہے، ہمارا علم رہے، پوری دنیا میں اگر جانور کی پوجا ہو رہی ہے تو سب کو مٹا دو صرف ہمارا ذوالجناح رہے، دلیل دے چکا، کشتیٔ نوحؑ رہے، دنیا کے جنازے جہنم میں جائیں، ہمارا تابوت رہے، لکڑی کا تابوت رہے، کشتیٔ نوحؑ کی طرح چلتا رہے، سن لیا آج سارے بُت خانے گرا دو، سارے بُت خانے گرا دو، ہمارا گھر کعبہ رہے، جب کعبہ رہے تو ہمارا امام باڑہ رہے، اس پہ کل تقریر ہوگی چونکہ بُت موضوع ہے تو ہم پر الزام نہ آئے کہ ہم بُت پرست ہیں، ہم سمجھائیں گے بُت میں عَلم میں کیا فرق ہے، بُت میں اور ذوالجناح میں کیا فرق ہے، بُت میں اور منبر میں کیا فرق ہے، بُت پرستی میں اور عزاداری میں کیا فرق ہے، عزاداری آسمان پہ ہوتی ہے بُت پرستی زمین پہ ہوتی ہے، تم جیو تم سلامت رہو ایسے ہی سنتے رہو مجلس، یہی شان رہے۔ (نعرۂ حیدری)

کوئی امام بے حکمِ اللہ کام نہیں کرتا، یہ بھی ایک فلسفہ ہے یہ بھی عقائد کا ایک حصہ ہے، اس کے لیئے بھی ایک عشرہ چاہیئے، جیسے نبی بغیر اللہ کے حکم کے کوئی کام نہیں کرتا، امام بھی نہیں کرتا، ہوں گے بُت، بُتوں کی مٹی نے کتنے لوگوں کو

صحت دی، ذراسی مٹی کربلا کی سیّد سجادؑ، اُٹھا لو شفا ہے، سجدہ گاہ بُت نہیں ہے، یہ بھی فلسفہ سمجھنا پڑے گا، خوشبو ہے زندگی ہے، چہلم کے دن چلے، سیّد سجادؑ تو زینبؑ نے کہا تھوڑی خاک شفا لے لو، زینبؑ نے کہا بیٹا تھوڑی خاک شفا لے لو، صغرٰاؑ بیمار ہے، کیسے زینبؑ کی آمد ہوئی ہے کس طرح کربلا میں آمد ہوئی، قبرِ حسینؑ بنانے آئی ہیں، بنائی ہے تو اب تک بنی ہوئی ہے، زینبؑ بی بی آپ کی نگرانی میں بنی ہے، مزار آپ نے بنوایا ہے، سیّد سجادؑ نے بنوایا ہے، دیکھئے تو کروڑوں زائرین پہنچے ہوئے ہیں، آپ کی دی ہوئی عزاداری ہے، بی بی یہ کبھی مٹے گی نہیں، آج بھی کربلا میں یا حسینؑ کی صدائیں گونج رہی ہیں، سب سے پہلے آپ قبرِ حسینؑ کے گرد طواف کرتی گئیں، سات بار چکر لگائے اور بنی اسد کی عورتوں سے کہا میرے پیچھے آؤ اور جو میں کروں وہ کرو، قبر کے چاروں طرف قناتیں لگی تھیں، پردے کا اہتمام تھا، زینبؑ بی بی نے بال کھول دیئے، قبر حسینؑ کا طواف کرتی گئیں، دونوں ہاتھ سینے پر مار کے کہتی تھیں، ہائے میرا بھائی حسینؑ بہت روؤ گے، تقریر ختم ہوگئی، میں زیادہ مصائب نہیں پڑھ رہا ہوں، اس لیئے کہ فضائل میں زیادہ وقت دے رہا ہوں، چہلم کے قریب مصائب تفصیل سے پڑھ دوں گا، کل سے مصائب زیادہ پڑھوں گا، آج کے آخری جملے ایک بار حسینؑ کی قبر کے گرد زینبؑ نے طواف کیا اور یا حسینؑ میرا بھائی حسینؑ کہہ کر ماتم کرنا شروع کیا اور آواز دیتی جاتیں بھیّا تم نے سکینہؑ کو میرے حوالے کیا تھا، میں سکینہؑ کو نہیں لا سکی، قید خانے میں سکینہؑ سوگئی، میں کیا کروں تم نے خواب میں آ کے سکینہؑ کو بلا لیا، سکینہؑ ساتھ نہیں آئی، ماتم کرتے کرتے کبھی کہتیں ارے میرا لال علیؑ اکبر کبھی گنجِ شہیداں کی طرف دیکھ کے کہتیں ارے میرا قاسمؑ، ایک ایک

کا ماتم کر کے ایک بار فرات کی طرف اشارہ کیا کہا میرے ساتھ آؤ، زینبؑ قبر حسینؑ سے آگے چلیں اور پورا قافلہ پیچھے پیچھے چلا اب جو زینبؑ چلیں تو سب نے دیکھا کہ رُخ فرات کی طرف تھا، اب زینبؑ یا حسینؑ نہیں کہہ رہی تھی، بلکہ کہتی جاتی تھیں، میرا بھائی عباسؑ اور پھر قبر کے پاس پہنچ کر کہا عباسؑ زینبؑ آئی ہے، عباسؑ کی قبر کے گرد قناتیں لگی تھیں، پردے کا اہتمام تھا، جملہ سنو گے اور جملہ یہ کہا عباسؑ چادر میں نہیں آئی کھلے سر عباسؑ کی قبر پہ زینبؑ آئی ہے، یہ ہے اربعین، اس کا نام ہے اربعین، چالیس دن کے بعد بہن نے کربلا کی زمین پر ماتم کیا، ماتم کرتے کرتے سات دن، گذر رہے تھے کہتے ہیں کہ گاؤں کے گاؤں ٹوٹ پڑے، جب سب کو پتہ چلا حسینؑ کی دکھیاری بہن قبر پر آئی ہے جس جس نے سنا آس پاس کے سادے دہقان کسان ٹوٹ پڑے سیّدِ سجاد کی خدمت میں آئے، اُن کی، بی بیاں عورتیں بھی آگئیں، زینبؑ کے پیر چومنے کے لیئے، ساتھ میں ماتم کرنے کے لیئے سات دن تک کربلا کی زمین کبھی ہلتی تھی، کبھی ٹھہرتی تھی، زینبؑ رات و دن ماتم کرتی رہی، یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ کی صدا تھی، ایک بار تقریر کا آخری جملہ سیّد سجادؑ نے کہا صغراؑ سے ملنے چلو، پھوپھی گھر چلو، پھوپھی مدینے چلو، ناقے آئے، جیسے ہی سب سوار ہونے لگے ایک بار زینبؑ نے فرات کا رُخ کیا اور مڑ کر آواز دی، عباسؑ بہن کو سوار کرو، عباسؑ زینبؑ کو عماری پہ بٹھاؤ۔ ماتمِ حسینؑ!

❋❋❋❋

ساتویں مجلس

حضرت ابراہیمؑ اور نمرود

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآل محمدؐ کے لیئے

چودہ سو اُنتیس ہجری کے عشرۂ چہلم کی ساتویں تقریر امام بارگاہ جامعۂ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں، یہ جگہ ماشاء اللہ عزاداری کے لیئے ایک خوبصورت جگہ قرار پاچکی ہے اور تقریباً سولہ سترہ برس سے یہ عشرہ یہاں ہو رہا ہے، جب عشرہ شروع ہوا تھا تو گلشن اقبال آباد نہیں ہوا تھا، آہستہ آہستہ ماشاء اللہ یہ شاہراہ بھی جو کہ محلے کی شاہراہ تھی اب مرکزی شاہراہ ہوگئی اور ٹریفک سارا اِدھر سے گزرتا ہے، اور اُس کے بعد آغاز تو عشرہ چہلم سے ہوا تھا، یہاں پہلی بار پہلا عشرہ میں نے پڑھا تھا اُس کے بعد دیکھتے دیکھتے محرّم کا پہلا عشرہ بھی ہونے لگا اور سال میں بھی متعدد مجالس ہوتی ہیں،

اس جگہ کی دامے درمے سخنے ہر طرح کی مدد کیجئے یہ بینر سامنے لگا ہے جس میں چندے کی اپیل کی گئی ہے، اب اس کی پہلی منزل تعمیر ہونے جارہی ہے، یہاں طلبہ رہتے ہیں اور دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں اور وہ سب علماء بن کے یہاں سے نکلیں گے،(پورے ایک سال کے بعد ۲۰۰۹ء جبکہ یہ عشرۂ تحریری شکل میں آرہا ہے، اسی مدرسے کے طلباء شیطان بن گئے اور عشرے کی تیسری

مجلس میں مجلس پر حملہ کر دیا اور مومنین پر پتھروں کی بارش کر دی اور لوہے کی سلاخوں سے ماتم داروں کو زخمی کر دیا، یہ اِن احسانات کا صِلہ ملا) تو وہ مخیّر حضرات کہ جو دینی تعمیرات میں حصہ لیتے ہیں یا جن کے ایسے احباب ہیں کہ جو تعمیراتی کاموں میں حصہ لیتے ہیں تو وہ اس طرف بھی توجہ دلائیں اور خود بھی توجہ دیں، اُمید ہے کہ آپ خیال رکھیں گے، یہاں کے مولانا صاحب جو کہ بانی ہیں اس عزا خانے کے اور بڑی بات ہے کہ اس جگہ کو چار فضیلتیں حاصل ہیں، آئمہ کے ارشادات کے مطابق علم کا مرکز ہے، اللہ کا گھر ہے، حسینؑ کا گھر ہے عباسؑ کا علم ہے تو اتنی پُرفضا دینی فضا میں آپ یہاں بیٹھتے ہیں، اور یہاں سے علوم آلِ محمد نشر ہوتے ہیں اور ہم اپنے سینوں میں بہت کچھ لے کر محفوظ کرتے ہیں، آپ کو اللہ سلامت رکھے اسی طرح آتے رہیں۔

(مدرسے کے طلباء نے حضرت عباسؑ کا علم جو منبر پر نصب تھا، اسے توڑ کر زمین پر پھینک دیا، منبر کو لاتیں ماریں (معاذ اللہ) سڑک پر کھڑے ہو کے اہلِ سنت نے شیعوں کا یہ تماشہ دیکھا اور افسوس کیا)

آج آپ کے شہنشاہِ عرب وعجم کا ماتم ہے، موضوع ہمارا آپ کے پیشِ نظر ہے ''بت شکن اور بت تراش'' کے عنوان پر تفصیلی گفتگو کا سلسلہ جاری ہے، آخر تک ہمیں اُس منزل تک جانا ہے کہ جہاں امام رضا علیہ السلام کا ذکر ہو، جس طرح ہر سال ہم ذکر کرتے آئے ہیں، اس عشرے کے آغاز سے اب تک موضوع اب ایسا تو نہ رہا کہ جس کے تمام گوشوں سے آپ آشنا نہ ہو گئے ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا، ساتویں تقریر تک کوئی تشنگی محسوس ہو، اس لیئے کہ سیدھا سیدھا موضوع ہے کہ پوری دنیا بتوں سے آباد ہو گئی اور ایک

اکلوتا دین چلنا شروع ہو گیا، پوری دنیا میں بغیر کسی کے چلائے ہوئے کوئی زیادہ کوششیں نہیں کرنا پڑیں، لوگ خود ہی پسند کرتے چلے گئے، لیکن وہ بُت تراش جو انسانوں میں ہی چھپا ہوا تھا۔ اب اُس نے اس نئی صدی میں بُت تراشنے چھوڑ دیئے ہیں، اب وہ یہ دعوت نہیں دیتا، بُت بناؤ، آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ کے دور تک لوگوں کو یہ ہی کہتا رہا بُت بناؤ، مجسمے بناؤ، بُت خانے بناؤ اور بُت خانوں کو آباد رکھو، اب اُس نے دیکھا کہ یہ صدیوں کی اسکیم چند لمحوں میں برباد ہو جائے گی، اُس کے بعد بھی وہ بڑا پُر اُمید تھا کہ وقتی طور پر لوگوں نے بُت چھوڑ دیئے ہیں، ہم دوبارہ ان کو بتوں کی طرف لے آئیں گے، لیکن اُس کے خواب تشنہ تعبیر رہ گئے، کافی دنوں کے بعد اُسے پتہ چلا اب بہت مشکل ہے، اس پوری انسانیت کو ہم بتوں کی طرف لائیں، تو اُس نے مٹی کے بتوں کی اسکیم کو ترک کر دیا (داد کی آوازیں بلند ہوئیں) اور اُس نے سائنسی مشینی بُت بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیئے (دوبارہ داد کی آوازیں بلند ہوئیں) مٹی کے بُت ٹھس تھے، بیٹھے رہتے تھے، چلتے نہیں تھے، روبوٹ چلتے ہیں، پھرتے ہیں، کام کرتے ہیں (داد کا شور بلند ہوا) سپر مین اُڑتا ہے، ہی مین لڑتا ہے، ہیں وہ بُت، اب لوہے کے بُت ہیں، پہلے بھی لوہے کے بُت تھے، لیکن مٹی کے بُت زیادہ پسند کیے جاتے تھے، لیکن اب پتہ چلا لوہے کا بُت چل پھر سکتا ہے، اس لیئے کہ کل یعنی مشین ہے، لوہے کی مشین چلتی پھرتی ہے، جب تک موضوع مٹی کے بُت تھے آپ کے ذہنوں نے موضوع قبول کیا، اگر میں موضوع کے رُخ کو بدلوں گا تو پھر بڑی دیر میں سب کی سمجھ میں بات آئے گی، اس لیئے ہم نے ابھی فی الحال موضوع کو ترک کیا۔ اس لیئے کہ یوں سمجھ لیجئے کہ آج جس طرح

شیطان امریکہ میں بیٹھا ہوا ہے (بے پناہ داد کا شور ہوا) اور اتنے ترقی یافتہ کام کر رہا ہے کہ پوری دنیا نے اُس کے کاموں کو اپنا لیا ہے اور اگر آج ہم اس کے خلاف بات کریں کہ ٹیلی ویژن بُت ہے، کلاشنکوف بُت ہے، ٹیلی فون بُت ہے، سینما بُت ہے، پکچر بُت ہے، فریج، کمپیوٹر یہ سب بُت ہیں تو آپ اِن چیزوں کو چھوڑیں گے نہیں، نہ چھوڑیئے، ہم منع بھی نہیں کریں گے۔ لیکن ہم ایک دلیل قائم کر رہے ہیں جس طرح آج شیطان نے ہر لا الٰہ کہنے والے مسلمانوں سے اور ہر یہودی، ہر عیسائی سے اپنی سائنسی ترقی کو منوالیا، اسی طرح لاکھوں برس بُت منوائے تھے، جیسے آپ نہیں چھوڑ سکتے وہ بُت نہیں چھوڑ سکتے تھے، آپ ان چیزوں کو بُت نہ مانئے لیکن میں نے اپنی دلیل منوالی (مسلسل ہر نکتہ پر واہ واہ کا شور بلند ہے) آپ پجارو کاریں نہیں چھوڑ سکتے، آپ گھر سے فریج نہیں پھینک سکتے، آپ ٹیلی ویژن نہیں توڑ سکتے، آپ اپنا ریڈیو نہیں پھینک سکتے، آپ موبائل فون چکنا چور نہیں کر سکتے یہ ہیں محبتیں، پیسہ لگایا ہے، خریدا ہے، ضرورت کی چیز ہے، اسی طرح آدمؑ سے عیسیٰؑ تک ہر انسان کی ضرورت بُت بنا دیا گیا تھا، تو آپ کے تصور میں آ جائے جیسے سائنسی ترقیاں پھیلی ہیں اس طرح شیطان نے بُتوں کو پھیلا دیا تھا، تھے وہ مٹی کے بُت، پوری کائنات میں پھیل گئے، کوئی ملک نہیں بچا تھا، جہاں بُت نہ لگائے گئے ہوں، پھر سنگ تراشی میں ترقیاں ہوئیں، بڑھتے بڑھتے پھر وہ بُت سونے کے بنے، چاندی کے بنے، اس میں جواہرات لگے، ہیرے لگے، قیمت بڑھتی گئی لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک اُن بُتوں کو دیکھنے جاتے تھے، صرف دیکھنے نہیں مانگنے جاتے تھے، جیسے آج ہم مشینوں سے مدد مانگتے ہیں، اس طرح اُس دور

کے انسان بتوں سے مدد مانگ کر اپنا کام چلاتے تھے اور کام اُن کا ہو جاتا تھا، آسانی کے ساتھ ہو جاتا تھا، یہ ایک تصور ہے جسے میں اپنے موضوع کو سمجھانے کے لیئے کہہ رہا ہوں اور برا ماننے کی ضرورت نہیں ہے کہ میسج آئیں اور پیغام آئیں کہ صاحب ٹیلی ویژن نہ رکھیں، رکھیے، موبائل فون نہ رکھیں، رکھیئے ہم کیوں منع کریں، ارے جب بُت پرستی ہو رہی تھی تو کون انسان منع کر رہا تھا، منع کر رہے ہوتے ایک دوسرے کو تو پھر اللہ کو نبی کیوں بھیجنا پڑتا کہ جا کے منع کرو، ہم کیوں منع کریں، اللہ نے کسی کو رکھا ہے جو غیب سے آئے گا، جیسے ہی آئے گا ہر مشین خاموش ہو جائے گی، دلیل میں نے دے دی، اب کہو تو پوری تقریر یہیں پہ کر دوں ادھر امام مہدیؑ آئے کلاشنکوف خاموش، نہیں چل پائے گی، کاریں خاموش نہیں چل پائیں گی، ٹیلی ویژن میں آواز نہیں آئے گی، سینما گھروں میں پکچر نہیں چل پائے گی، سائنس کی ترقی ٹھپ ہو جائے گی، بُت پرستی بند کرنے والا بُت شکن آنے والا ہے، نعرہ حیدری! (بے پناہ داد کی آوازیں بلند ہیں)

تو طے ہو گیا، یعنی دونوں چیزیں موجود رہیں گی، اگر بُت پرستی ہے تو بُت شکن بھی موجود ہے اور اگر بت شکن موجود ہے تو اس کے معنی بُت پرستی ہو رہی ہے، میں نے دونوں طرف سے دلیلیں دے دیں ہیں، سمجھنا نہ سمجھنا آپ کا کام ہے، اب تو ساتویں تقریر ہو گئی ہمارا تو کام ہو چکا عشرہ پورا ہونے والا ہے ہم چاہیں تو تین دن مصائب پڑھ کے بات ختم کر دیں، اب سننا نہ سننا آپ کا کام ہے، میٹر بہت بچ گیا ہے آپ سننا چاہیں تو سنیں، ورنہ بعد میں ہم انچولی کے خیمے میں پڑھ دیں گے، یا قصرِ مسیب میں پڑھ دیں گے، ہمارے لیئے کوئی

پریشانی نہیں۔ (نعرۂ حیدری)

کوئی پریشانی نہیں، میں نے کہا تھا کہ مٹی کے بُت کیسے چلتے ہیں اور بات وہیں رُک گئی تھی، کیسے چلے، اُن کا سفر چل نہیں سکتے، پیر رکھتے ہیں مگر چل نہیں سکتے، دہن رکھتے ہیں مگر بول نہیں سکتے، آنکھیں ہیں بُتوں کی دیکھ نہیں سکتے، چلتے ہیں، چلتے گئے ایک مُلک سے دوسرے مُلک پہنچے، نوحؑ کے دَور کے بُت عرب پہنچے، عرب سے نکلے دور تک یمن میں، ادھر شام میں، مصر ہر جگہ خوب خوب بُت پوجے گئے، خوب خوب بُت بنے، صرف اُن کے نام گنواؤں تو عشرے ہو جائیں اور اُن میں کیا کیا صفات دکھایا کرتے تھے، اُن کے ناموں کے معنی کیا تھے، کون سا بُت کہاں لگا ہوا تھا، تبوک میں کون سا بُت لگا ہوا تھا، مدینے میں کون سا بُت لگا ہوا تھا، سمندر کے کنارے کون سا بُت لگا ہوا تھا، کس کے محلے میں کون سا بُت لگا ہوا تھا، محلے بنی ہاشم چھوڑ کے کیا فائدہ ابھی تو کہا ممتاز صاحب نے بھرم کھول دیا، یہ سب بیان کریں گے، کتنوں کے بھرم کھلیں گے، نہیں جائیں اس شاخ کی طرف تو اچھا ہے، شہر آباد ہوئے بُتوں کے لیئے، ایک ملک سے دوسرے ملک کیسے چلے، وہ رہ گئی تھی نہ سودا کی پہیلی کل، ذکر کیا تھا بجھایا نہیں تھا اور جنہیں پوربی زبان آتی ہے اُنہیں لطف آئے گا اور جنہیں نہیں آتی سمجھ تو جائیں گے، اس لیئے کہ اُردو سے تو قریب ہے یہ زبان، پوربی پہیلی یہ ہے اور جب بوجھ بتائیں گے تو پھر ہماری دلیل بنے گی، بُت پرستی پر کہ بُت چلتے کیسے ہیں، دُور تک میلوں جاتے کیسے ہیں "چلتے چلتے عمریا بیتی" یہ عمریا بھی خوب ہے:-

چلتے چلتے عُمریا بیتی چلے نہ ایکوٗ کوس
بچے بالے ایسے بھٹکیں چلے ہزاروں کوس

ایک ہی جگہ پہ چلتے چلتے عمر گزر گئی اور ایک کوس بھی آگے نہ بڑھے، کوس میل وغیرہ جو ہوتا ہے پیمائش پرانی ایک میل بھی نہ گئے ایک کوس بھی نہ گئے، لیکن بچے بالے ایسے ہوئے کہ ہزاروں میل تک گئے، کیسی پہیلی، ہے دیکھئے کمہار مٹی کے برتن بناتا ہے، اتنی سائنسی ترقی کے باوجود کوئی مشین اب تک ایجاد نہیں ہوئی کہ جو مٹی کے برتن بنائے، آج اس سائنسی دَور میں بھی کمہار کا جو پہیہ ہوتا ہے اُسے کہتے ہیں چاک اور وہ ایک ڈنڈا لیتا ہے اور بیچ میں گیلی مٹی لگا دیتا ہے اور وہ ڈنڈے سے چاک کو گھماتا ہے بس وہ چلنا شروع ہو جاتا ہے، اب معلوم ہوا کہ کتنی دیر پہ چکر گھومے گا اور پھر دوبارہ اس کو گُھما کر ڈنڈے سے گردش میں لائے گا اور اِدھر وہ گھومتا جاتا ہے اور کمہار بیچ میں مٹی کو ہاتھ سے تراش کر بلند کرتا جاتا ہے کہ پورا بُت بنتا چلا جاتا ہے، درگا دیوی بن گئیں، گنیش جی بن گئے اور اُس نے تاگے سے کاٹا اور دھوپ میں اُس کو رکھ دیا اور وہ سوکھنے لگا اب جنہوں نے نہیں دیکھا وہ کیسے سمجھیں گے کہ کمہار کا چاک کیا ہے، ایک کمہار کا آوا ہوتا ہے ایک کمہار کا چاک ہوتا ہے، چاک میں بُت بنتا ہے، برتن بنتے ہیں، کوزہ بنتا ہے، لوٹا مٹی کا بنتا ہے، گھڑا، مٹکا، صراحی، جھجھر بنتا ہے، پھر اُسے دھوپ میں رکھتے ہیں، پھر لکڑی سے تنکے سے اُس پر نقش بناتے ہیں، جب وہ دھوپ میں سوکھ جاتا ہے تو آوہ ہوتا ہے جہاں آگ جل رہی ہوتی ہے، پھر برتن کو آوے میں ڈال کر پکاتے ہیں، وہ بہت گہرا آوا ہوتا ہے، جس میں آگ جل رہی ہوتی ہے، اُس میں سارے مٹی کے برتن رکھ دیئے جاتے ہیں، جنابِ سیّدہ کی کہانی میں اُس کمہار کے آوے کا ذکر ہے، جس میں بچہ گرا تھا اور وہ کمہار کا بچہ تھا اور کمہار مسلمان نہیں ہوتا، کمہار ہندو ہوتا ہے، بچہ جو گرا تھا کمہار

کے آدے میں تو پتہ چلا وہ عورت ہندو تھی، جس نے جنابِ سیّدہ کو پکارا تو اب پکارنے پہ کوئی مارشل لا تو نہیں لگا کہ جو لا اللہ کہہ رہا ہے وہی پکارے۔

(نعرۂ حیدری)

تو یہ چاک جو ہے گھوم رہا ہے تو وہ چاک جسے کہتے ہیں کمہار کا چاک، وہ یہ کہہ رہا ہے کیا کہہ رہا ہے کیا کہہ رہا ہے:

چلتے چلتے عُمریا بیتی چلے نہ ایکو کوس
بچے بالے ایسے بھئیں چلیں ہزاروں کوس

تو اب کیا مشکل ہے، سمجھنا کہ بتوں نے سفر کیسے کیا، وہ بناتا گیا، آذر وہ تھا بُت تراش اور چاک پہ بُت بناتا بُت بناتے بناتے بوڑھا ہو گیا، بُت پہ بُت بنائے جاتا ہے، دھوپ میں سُکھائے جاتا ہے، لوگ لے جاتے ہیں خرید کے اتنا ماہر ہو چکا تھا آذر اتنی ترقی کی اُس نے سنگ تراشی میں کہ آذر کے بُت بہت دُور تک مشہور تھے، کہ سمبل بن گیا بُت تراشی کا آذر جو بُت تراشتا ہے آذر تو آذر اب وہ اکیلا آذر نہ رہا جو بُت تراشے اُس کو کہتے ہیں آذر ہے جیسے جو بھی نبی کی اُمت کو بہکائے اُسے سامری کہتے ہیں،

مِنۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (سورۂ طٰہٰ۔۔۔آیت ۸۵)

موسیٰ تمہارے غیب میں ہم نے تمہاری قوم کا امتحان لیا اور سامری نے پوری قوم کو گمراہ کر چھوڑا (سورۂ طٰہٰ۔۔۔آیت ۸۵)

جو بھی بہکائے وہ سامری ہے، موسیٰ ہارونؑ کی طرف بڑھ گئے، ہارونؑ نے معذرت کی میں کمزور کر دیا گیا، میں کیا کرتا، اب سامری پہ نظر پڑی کہا سامری تیرا کیا حال ہے، میرے جانے کے بعد تو نے یہ حرکت کی ہے تو اب سن لے

اب تو انسانوں میں زندگی نہیں گزار سکتا، اب تو اپنے آپ سے نفرت کرے گا اور یہی کہتا رہے گا ہم کو نہ چھونا، ہم کو نہ چھونا، اب بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ سامری کی نسل میں کونسی قوم ہے،

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ (۹۵) قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ (۹۶) قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۔ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۔ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا

(سورۂ طٰہٰ ۔ آیت ۹۵ تا ۹۷)

یہ سب تفصیلات الگ ہیں، تاریخ انبیاء کی باتیں ہیں، ہم موضوع تک ہیں، جزیات ادھر اُدھر رہ جائیں گے، کتابوں میں پڑھ لیجیے اور کبھی پوچھنا چاہیں تو موضوع بنانا چاہیں تو تقریر سنیئے گا، شہر بنے، ہوتے ہوتے ابھی تک بت پرستی کو سرپرستی نہیں ملی تھی۔ عوام سرپرست تھے، ابلیس نے دیکھا کہ تحریک کمزور ہو جائے گی، اس لیئے کوئی مضبوط آدمی لاؤ، اس لیئے سب سے پہلے اُس نے جس سرپرست کو تیار کیا بت پرستی کے لیئے اُس کا نام ہے نمرود، جتنے حسین اور خوبصورت صنم نمرود کے دور میں تراشے گئے کہ دنیا ان بتوں کو دیکھ کر حیران ہوتی تھی، اتنے معبد بنے، اتنے مندر بنے اور ایسے نہیں کہ چھوٹے چھوٹے مندر، معبد بنے آج ٹریڈ سینٹر دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ یہ سائنسی ترقی ہے، سورۂ فجر میں اللہ کہتا ہے فلک بوس عمارتیں تھیں، ہم نے تہس نہس کر دی ہیں، کیا ہے یہ ٹریڈ سینٹر، عاد وثمود نے جو مندر بنائے تھے اسی لیئے قرآن نے کہا ہے کہ اللہ

کہتا ہے کہ ہماری زمین پہ چلو اور پھرو تا کہ عجائبات دیکھو۔

فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ

(النحل:۳۶)

"پس دنیا کی سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔"

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ (یوسف:۱۰۹)

"کیا وہ روے زمین پر گھوم پھر کے نہیں دیکھتے کہ اُن سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا"

قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ سُنَنٌ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ (آل عمران:۱۳۶)

"تم سے پہلے انسانی زندگی کے کئی ادوار گزر چکے ہیں، پس زمین کی سیر کرو اور دیکھو۔"

یہ آیات میرا بس چلے تو میں سینے پر لکھ لوں جلی حروف کے ساتھ اور لوگوں کو دکھاؤں کہ انہیں پڑھو، انہیں پڑھو، ایسی آیات ہیں کہ سینے پر بینر لگا لے آدمی، میری زمین پہ چلو پھرو تا کہ عجائبات دیکھو،

ارشادِ الٰہی ہے:۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِىۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ فِىۡ رَبِّهٖۤ اَنۡ اٰتٰٮهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ

(سورۂ بقرہ۔۔۔آیت ۲۵۸)

"اے رسولؐ کیا تم نے نمرود کے حال پر نظر کی جو اس غرور میں کہ خدا نے اُسے ایک مُلک ایک سلطنت دی تھی وہ ابراہیمؑ سے مسئلہ توحید پر اُلجھ پڑا"

ایک بڑا شہر بنایا نمرود نے دنیا کا سب سے بڑا شہر بابل بنایا، تقریر ابھی

شروع نہیں ہوئی، بابل بنایا، عبرانی زبان میں شہر کا نام رکھا گیا، باب یعنی دروازہ، ال یعنی ایلی علیؑ کا مخفف، یہ لفظ آدمؑ کے دَور سے چلا آ رہا ہے، جبرا، اِل، عزرا، اِل، میکا، اِل، درداہ، اِل، سرسا اِل، نام اُترے عبرانی میں اسماء، اسم کی جمع اسمائے مبارکہ جیسے بولتے ہیں، اس کے معنی ہیں دعا کرنا اور اسی سے انگلش میں یہ لفظ آیا کہ (smile) مسکراہٹ کے مانند اسما اِل علیؑ کے ذریعے دعا قبول ہوئی، پہلا نام پیغمبر کا ہوا، اِل کے ساتھ اسمٰعیلؑ یہ لفظ عبرانی میں بڑا عام تھا، فرشتوں کی وجہ سے اس لیئے جانے کس نے شہر کا نام رکھا باب اِل، ایلی کا دروازہ، اتنا بڑا محل بنا کہ آج ساڑھے چھ ہزار برس نمرود کو گزر چکے، اُس کے بعد ایسا محل بن نہیں سکا، بڑے بڑے قلعے بنے موجود ہیں، ہماری زمین پر چلو پھرو تا کہ پتہ چلے، جائیں راس کماری جائیں، مندروں کو دیکھیں تو دنگ ہو جائیں گے پتھروں کو کاٹ کے یہ مندر بنے کیسے اتنے اونچے اونچے، جاؤ ایلورا، اجنتا دیکھو عجائبات ہیں، دنیا میں سینکڑوں مندر ابھی موجود ہیں، پتھروں کے بنے جس سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ ایسے ہی نہیں کہہ رہی کہ کتنے معبد بتوں کے بنے ہوئے ہیں، نمرود نے ترقی دی معبد بنوائے، اُن کے لیئے آدمی مقرر کیئے، ایک ڈیپارٹمنٹ تھا بُت تراشوں کا، جس کا ہیڈ تھا آذر تم بناتے جاؤ، بیچتے جاؤ، تم سجاتے جاؤ، لاکھوں کنواری لڑکیاں قربانی میں پیش کی جاتی تھیں، خدمت گزار بتوں کی خدمتیں کرتے تھے، اُس بابل شہر میں اور خود محل نمرود کا اُفوہ، یعنی بیان کرنا ناممکن ہے، اس لیئے کہ میں دو گھنٹے تو بیٹھا ہوں نمرود کے محل میں جا کے، چلتے چلتے تھک گئے تو بیٹھنا تو تھا، اُس کی بنیادیں، اُس کی دیوار کی چوڑائی، اُس کے در ہیبت ناک بالکل سناٹا، ویران پڑا ہوا ہے، اب اُس کے

اندر آواز گونجتی ہے تو جب تھک گئے تو پھر عدلیہ قانون کے زینوں پہ تھک کے بیٹھے تو ایک ایک زینہ اتنا چوڑا پتھروں سے بنا ہوا پھر وہاں میرے بیٹے حسین رضا نے تصویر بھی کھینچ لی یہ چھوٹے سے تھے جب پہلی بار ہم کربلا گئے تھے، زیارتوں کے لیئے پانچ چھ سال کے تھے حسین رضا اور عباس رضا یہ دونوں، ہم اور ناصر رضا سب لوگ والد بھی میرے ساتھ تھے، سب لوگ زینے پر بیٹھ گئے اور اُس محل کو بس میں دیکھتا رہا، کیسے بنا کیا اس کی اینٹیں ہیں، بلاک ہیں کیا اس کی اونچائی ہے، آج چھ ہزار برس کے بعد ہیبت طاری ہے نمرود کے محل پر اور جس وقت آپ بابل میں داخل ہوں گے، پورا نقشہ بنا ہوا ہے، چارٹ بنا ہے کہ کہاں کیا تھا، اس کی عدلیہ کہاں تھی، خوابگاہ کہاں تھی، صدر دروزہ کہاں تھا، سب نقشہ وہاں بنا ہوا رکھا ہے، اس کو آپ نقشہ لے لیجئے ہاتھ میں چھپے ہوئے نقشے رنگین دیکھتے ہوئے چلے جایئے۔ جب کربلائے معلّی سے واپس آیا سن مجھے یاد نہیں آئے گا، ۱۹۹۰ء میں تو واپسی میں جو عشرہ میں والا پڑھا میں نے تو اُس کا عنوان تھا ''تاریخِ کربلا اور نجف'' جس میں میں نے اپنا سفرنامہ سنایا، تو اُس میں میں نے یہ تصویریں فوٹو اسٹیٹ کر کے پورے مجمع کو بانٹیں تو روز میں تصویریں بانٹتا تھا تاکہ جو پڑھوں تو لوگ یہ نہ سمجھیں کہ قصہ کہانی ہے، جیسے آج آپ کو لگ رہا ہے تو کسی نے کہا ہم نے تو نمرود کا محل نہیں دیکھا، ہم بھی تو کربلا گئے تھے، ارے بھئی آپ کربلا گئے تھے، لیکن اس آیت پر عمل کیا تھا ہماری زمین پر چل پھر کر عجائبات دیکھو ہم نے تو دیکھا نمرود کا قصر ہیبت ناک اور سنتری کھڑے رہتے ہیں دروازے پر، زرد کپڑے پہنے ہوئے، زرّیں کمر سونے کی پیٹیاں ہاتھ میں بھالے اور نیزے جن کی نوکیں سونے سے بنی

ہوئیں، سونا تو برستا تھا اُس زمانے میں آج تو ملتا نہیں ہے، اکیس ہزار روپے تولہ ہے اور وہاں تو سونے کے دروازے لگے ہوئے تھے، جواہرات جڑے ہوئے تھے اور ایک بار شور ہوتا شاہراہ پر خداوند کی سواری آ رہی ہے، جو جہاں ہوتا، نمرود کی ہیبت سے لرزنے لگتا اور سجدہ ریز ہو جاتا۔

نمرود کے سنتری کھڑے ہوئے ہیں اور وہ شور کے سنکھ بجے، نقارے بجے، جتنے بھی قسم کے موسیقی کے آلات تھے، سب بجاتے ہوئے ہزاروں لوگ گزرے اور جب شور ہوا خداوند کی سواری آ رہی ہے جو جہاں تھا وہیں سجدے میں گر گیا، میرے خداوند نمرود کی سواری آ رہی ہے، ایک بوڑھے کو پکڑ کے لایا گیا، کیوں تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا، نو وارد تھا شہر میں، اے میرے خدا، میں گھبرا گیا، یہ سب کچھ دیکھ کے کہ خدا کی ایسی شان ہے، ہم نے تو صرف نام سنا تھا، آج خدا کی شان دیکھی، معاف کر دیا جائے کہا تجھے معلوم ہے خداوند کو سجدہ نہ کرنے کی سزا ہے سر کاٹ دیا جاتا ہے، کہا اور معافی کہا معافی ہو سکتی ہے اگر تیرے گھر میں لڑکیاں ہیں تو مندر میں لا کے پیش کر دے، بُت کو چڑھا دے، لیجئے اُس کی جان بخشی ہو گئی، یہ ہے عہدِ نمرود جو سب کا خدا بنا ہوا تھا، کیونکہ آپ نے سنا نہیں اس لیئے آپ مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح نہ سنیں، مزا لے کے سنیں تا کہ تقریر آگے بڑھے، اس لیئے کہ ابھی تو نمرود کا پہلا چیپٹر ہے، ارے یہ بُت تراش ہے، دنیا کا پہلا بُت تراش تو جب بُت تراش کی یہ باطل دھوم دھام سُنا رہا ہوں تو سوچو آنے والی تقریروں میں کعبے کے بُت شکن کی شان کیا ہو گی، نہیں سمجھے

(نعرۂ حیدری)

رات آ گئی نمرود سونے کے لیئے گیا، بنی اسرائیل نے موسیٰ سے پوچھا تھا اللہ سوتا کس وقت ہے تا کہ ہم اور کچھ اپنے کام کر لیں، ہر وقت کام میں لگائے رکھتا ہے، جاگتا رہتا ہے، جاگتا رہتا ہے تو آیت اُتری اللہ نہ سوتا ہے نہ اُونگھ آتی ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (سورۂ بقرہ۔۔۔۔آیت ۲۵۵)

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے اور سارے جہان کا سنبھالنے والا ہے، اُس کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے''۔ (سورۂ بقرہ۔۔۔۔آیت ۲۵۵)

یہ آیت کیوں اُتری، اس لیئے کہ نمرود سویا کرتا تھا، کچھ نہیں سمجھ رہے ہو، اگر جاگتا رہے نہ نیند آئے نہ اُونگھ آئے وہی ہے خدا، علیؑ رات بھر جاگتے تھے اس لیئے ایک رات سُلایا، جاؤ سو جاؤ، علیؑ سو جاؤ تا کہ سب سوتے ہوئے دیکھ لیں، ورنہ اگر اسی طرح جاگتے رہے تو نصیری پہلے پیدا ہو جائیں گے (جیو سلامت رہو) (داد کا شور ہے اس لیئے دعا دی گئی ہے) اللہ سوتا نہیں، کیا شرط تھی، کہتے علیؑ جاگتے رہنا، دشمن گھر کو گھیرے ہے، جب خطرہ ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے جاگتے رہنا نہیں سمجھ رہے، چوکیدار کیوں رکھا جاتا ہے، سیٹیاں بجاتا ہے یہاں چوکیدار لیکن پرانے زمانے میں ہندوستان میں چوکیدار سیٹی نہیں بجاتا تھا یہ سیٹی باز اب آئے ہیں، ہندوستان میں چوکیدار پتہ ہے کیا کہتا تھا، اب جو پرانے لوگ بیٹھے ہیں اُنہیں یاد آ جائے گا، اس لیئے کہ ہمارے یہاں خود چوکیدار تھا، ہمارے گھر

کے سامنے محل تھا، راجہ صاحب محمود آباد کا، مہاراجہ کا، وہاں چوکیدار جو تھا اُس کا نعرہ گونجتا تھا، اتنا بڑا قلعہ تھا پورا اس کی جو دہلیز تھی اُس میں آواز گونجتی تھی وہاں سے وہ چلاتا تھا وہ ہر ایک گھنٹے پر خبردار کرتا تھا، خبردار رہنا یہ تھے الفاظ جاگتے رہنا اور پھر وہ پکار کے کہتا تھا یا علیؑ حیدر! کچھ یاد آیا، پرانے لوگوں کو یاد آئے گا، پتہ تھا کہ راجے مہاراجے اور ہندوستان میں چوکیدار رات بھر پکارتے تھے، یا علیؑ حیدر! اس لیئے پاکستان کے چوکیداروں کے منہ میں سیٹیاں دے دیں، نہیں سمجھے، ہوشیار رہنا، جاگتے رہنا یا علیؑ حیدر۔ نمرود کے سنتری اور دربان نیزے لیئے ہوئے جیسے ہی رات بڑھتی شام آتی زُہرہ ستارہ نمودار ہوتا تمام عوام رات کے جو جاگتے تھے ستارے کو دیکھتے ہی سجدے میں جھک جاتے اس لیئے کہ اُس ستارے کی پوجا کرتے تھے، ابھی ستارے کو سجدہ کر کے سر اُٹھایا تھا کہ قصر کے گنبد پہ جو زرد جھنڈا نمرود کے ملک کا لگا تھا، جس پہ ایک عقاب کی تصویر بنی تھی پروں کو کھولے ہوئے کئی گز لمبا جھنڈا ہوا سے پھڑ پھڑایا، جس ڈنڈے میں نصب تھا اُس سمیت آ کر قصر کے نیچے زمین پہ جھنڈا گرا، سنتری دوڑے، باطل خدا کا جھنڈا گر گیا، اب جو قریب گئے، دیکھا بیچ سے کسی نے جیسے چاک کیا ہے، ایک دوسرے کو سنتری دیکھ رہے تھے کہ محل سے آوازیں اُٹھیں مارو، پکڑو، آؤ، جلدی آؤ کہاں ہیں سب کہاں مر گئے، چاروں طرف سے سپاہی اپنے اسلحے سنبھال کر نیزوں کی بھالیں سیدھی کر کے بھاگتے ہوئے آئے اور حیران ہو کر کہنے لگے یہ کہاں سے آوازیں آ رہی ہیں کسی نے کہا یہ تو خدا کی خوابگاہ سے آوازیں آ رہی ہیں، اُس طرف گئے، دروازہ کھلا۔ خواب گاہ میں نے نمرود کی دیکھی ہے اب میں آپ کو کیسے بتاؤں کیسی خواب گاہ تھی اور کیا ہے بنا ہوا بابل

میں لق ودق دروازہ کھلا سنتری اندر گئے، دیکھا نمرود چیخ رہا ہے کہاں مر گئے تھے، ارے دیکھو کون لوگ محل میں آ گئے، خطرہ ہے مجھے نمرود گھبرایا، خداوند گھبرایا ایک ایک سپاہی دوڑتا ہے، ایک ایک کونے میں دیکھتا ہے، خداوند یہاں کوئی نہیں ہے، جھوٹے ہو تم، ہزاروں روپے تمہاری تنخواہوں پر خرچ کرتے ہیں، پہرے داری پر ہو تم اُس کے بعد بھی اس محل میں لوگ کیسے آ گئے، کہا آپ نے کچھ دیکھا ہے، کہا ہاں دیکھا، کہا کیا دیکھا، کہا ہم نے دیکھا ایک بیس سال کا جوان خوبصورت قد و قامت والا تھا کہ شجاعت اُس سے پھوٹی پڑتی تھی، وہ ایک بار میرے سامنے آیا جلال کے عالم میں اور پھر میں نے دیکھا کہ اُس کے پیچھے چودہ ہستیاں کھڑی ہیں اور اُن سے نور نکل رہا ہے اور وہ مجھ سے کہتا ہے اب یہ دعویٰ چھوڑ دے خدائی کا اور یہ بت پرستی بند کر دے، ورنہ تیری سلطنت کا تختہ ہم اُلٹ کے رکھ دیں گے، ابھی ابھی تو اُس نے مجھے دھمکی دی ہے، نہیں خداوند یہاں کوئی نہیں ہے، یہاں کوئی نہیں ہے، نمرود نے کہا بلاؤ منجموں کو نجومیوں کو بلاؤ، کہاں ہیں ہمارے ملک کے ستارہ شناس، بلائے گئے، کیا دیکھا، کہا یہ خواب دیکھا، لیکن خواب نہیں ہے ہم نے جیتے جاگتے دیکھا، سارے نجومی سر جوڑ کر بیٹھ گئے، زمین پہ نشانات بنے، ستاروں کی چالیں دیکھی گئیں اور اُس کے بعد کافی دیر کے بعد فیصلہ سنایا کہا خداوند یہ ہماری سلطنت جو ہے عیش و عشرت کی سلطنت ہے اور صدیوں سے ہم اپنا مذہب لے کر چل رہے ہیں اور بتوں کو پوج رہے ہیں، ستارے یہ بتاتے ہیں کہ یہ بت پرستی کا مذہب اُلٹ پلٹ ہونے والا ہے اور اس مذہب کو جو اُلٹے گا وہ بہت جلد آنے والا ہے، کہا کیا کہتے ہیں ستارے، کب تک آئے گا، کہا دس مہینے رہ گئے،

اُس کی آمد میں، کہا کہاں سے آئے گا، کہا آپ کی سلطنت میں آئے گا، یہیں پیدا ہوگا۔ نمرود نے کہا ہم حکم دیتے ہیں کہ مردوں کو الگ کر دو، عورتوں کو الگ کر دو، اُس بُت شکن کو آنا نہیں چاہیئے کہ ہمارا مذہب برباد کرے، اس لیئے ایسا بچہ پیدا نہ ہو، مرد الگ کیئے گئے، عورتیں الگ کی گئیں، ظلم شروع ہوا، جن کے شکموں میں بچے ہیں اُن کے شکم چاک کر دو، بچوں کو شکم سے نکال کر قتل کر دو تا کہ بچہ پیدا نہ ہو، دس مہینے یہ کام ہوا اور ایسے میں نمرود کی جو سب سے بڑی منسٹری (ministry) تھی وہ حکم دے چکی تھی، دنیا کا سب سے بڑا مَعبد سب سے بڑا مَعبد تعمیر ہوا اور اُس میں اتنا بڑا بُت لگے کہ آج تک کوئی ایسا بُت نہ بنا ہو، لیکن ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ اُس مندر کے تین مینار بلند ہوں، سارے انجینئرَ بیٹھے، عمارت بننا شروع ہوئی، روز پوچھتا تھا نمرود اب کتنی عمارت بنی، کتنی تیار ہو گئی، کہا مینار تین بلند ہو گئے، کہا ہاں بلند ہو گئے، چلیں دیکھنے، نمرود چلا سارے انجینئرَ اور معمار ساتھ ساتھ، لیکن جب وہاں پہنچا، دیکھا پانچ مینار بلند تھے، کہا ہم نے تین کہے تھے، یہ پانچ کیسے بنے، سارے معمار، سارے انجینئرَ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے، کہا بنائے تو تین تھے یہ پانچ کیسے ہو گئے، بنائے تین تھے یہ پانچ کیسے ہو گئے، کہا سب کو قتل کر دیں گے، معماروں کو بھی انجینئرَز کو بھی، اگر یہ نہ بتایا کہ یہ پانچ مینار کیوں بنے ہیں، کہا خداوند تین بنائے تھے یقین کر، اے میرے خدا تین بنائے تھے، کہا تو پانچ کیسے ہو گئے، بلاؤ اُن نجومیوں کو سب سر جوڑ کر بیٹھے، کہا کوئی ہستی آ چکی، کہا کیا کہا، ہاں جس کو تو روکنا چاہتا تھا وہ پیدا ہو چکا، وہ پیدا ہو چکا اور آج کی رات وہ آسمان پر ستارہ بن کے طلوع کرے گا اور آج کی رات خطرہ ہے، وہی رات تھی کہ آسمان سے ایک

ستارہ چلا اور نمرود کے قصر سے ٹکرایا اور پورے بابل نے دیکھا کہ جب ستارہ قصرِ نمرود سے ٹکرایا تو چودہ شعاعیں نکلیں، (علامہ صاحب سامعین سے مخاطب ہیں) پسینے پسینے کر دیا، تم نے مجلس ابھی پوری نہیں ہوئی، کل سہی کل پوری نہ ہو گی تو پرسوں سہی، جہاں تک کہ ہمت ہے وہاں تک تم ہمارا ساتھ دو گے، وہاں تک ہم ساتھ دیں گے، ورنہ تقریر ختم ہو جائے گی، (مجمعے میں داد و تحسین کا شور بلند ہے) وہ آ چکا کہا مجھے بتاؤ وہ چودہ کون ہیں، کہا نہیں وہ جو ایک تجھے دھمکی دے رہا ہے وہ آ چکا اور کہا وہ چودہ، کہا یہ پر اسرار ہستیاں ہیں اور یہ یہاں نہیں رہتیں وہ جو ایک آیا ہے یہیں ہے، تیرے دارالحکومت میں ہے، بابل میں ہے، لیکن وہ چودہ ہستیاں عرش پہ رہتی ہیں، یہاں نہیں ہیں تو کہا وہ کیسے آئیں اُس کے ساتھ کہا اُنہیں آنا ہے، کہا کب، کہا ابھی تین ہزار برس ہیں اُن کے آنے میں، لیکن وہ جہاں چاہیں ابھی بھی پہنچ سکتے ہیں اور وہی چودہ اُس کی ایک کی مدد کر رہے ہیں جو ایک آ گیا ہے۔ اب بتاؤ یہ تو تم نے سب بتا دیا یہ بتاؤ یہ مینار پانچ کیسے بنے، کہا یہ ہم بتانے سے قاصر ہیں، کہا تو پھر تمہارے سر کاٹ دیئے جائیں گے، سارے انجینئروں کے سر کاٹ دیئے گئے، وہ سات تھے، ڈاکٹر ہیمرڈ امریکہ کا مشہور ہسٹری کا ماسٹر تھا اُس نے تاریخِ نینوا و بابل کتاب ایک ہزار صفحات کی لکھی، ڈاکٹر ہیمرڈ کی نگرانی میں، ۱۸۸۶ء۔۔۔ میں جب نینوا اور بابل کی کھدائی ہوئی آثار قدیمہ میں نمرود کا محل نکلا، جسے ہم دیکھ آئے، بتا چکے تمہید میں، یہ سب بابل کی کھدائی میں تہذیب نکلی نینوا کی، تہذیب نکلی اور یہ بابل سے لے کر حلّے تک اور جہاں دھماکہ ہوا ہے وہاں سے لے کر کربلا تک یہ پورا محل نمرود کا تھا اور کربلا میں ایک شہر تھا اُس کا نام تھا اُر اور اس پورے علاقے

کا نام تھا کربِ الہٰ، جو بُت پرستی کے خلاف تھے، جیسے پورا مکہ بت پرست اور ایک محلہ بنی ہاشم کا بُت پرستی کے خلاف تھا۔ تقریر کا حاصل ہے دل پہ ہاتھ رکھ کے سننا، اس پورے مقام کا نام جہاں توحید پرست رہتے تھے، اُس جگہ کو کہتے تھے کرب، کرب کہتے ہیں مسجد کو، الہٰ اللہ کو کہتے ہیں، کرب الہٰ، اللہ کی مسجد، اسی مسجد میں ابراہیمؑ کے باپ تارُخ رہتے تھے اور ابراہیمؑ کی ماں مثلی تھیں یہی کربِ الہٰ، یعنی اللہ کی مسجد کا نام کثرتِ استعمال سے کربلا ہو گیا، یہ حسینؑ جہاں سو رہے ہیں یہی ہے وطن ابراہیمؑ کا، ابراہیمؑ نے کربلا سے سفر کیا مکّے کی طرف حسینؑ نے سفر کیا مکّے سے کربلا کی طرف، جب یہ بات اقبالؔ کی سمجھ میں آئی تب کہا۔

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہائت اس کی حسینؑ ابتدا ہیں اسماعیلؑ

ڈاکٹر ہیمرڈؔ نے بابل کی کھدائی کے درمیان، دیکھا ایک جگہ پر سات قبریں بنی ہوئی ہیں اور اُس پہ ایک پتھر لگا ہے اور اُس پتھر پہ لکھا ہوا ہے، اے دنیا کے آنے والے انسانو! تم فیصلہ کرنا کہ ہماری خطا کیا تھی، ہم سے تو نمرود نے کہا تھا تین مینار بنیں ہم نے تین ہی بنائے تھے، لیکن یہ پانچ بن گئے، اب ہم تمہیں راز بتا دیں، جو ہم نے نمرود کو نہیں بتایا تھا، جب وہ مینار پانچ بن گئے تو وہاں ایک تحریر پائی جس پر یہ لکھا تھا کہ یہ پانچ مینار بنے ہیں، محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کے نام کے۔ (نعرۂ حیدری)

دوسرا ڈاکٹر براؤنؔ ہے، جس نے تاریخِ نینوا لکھی اور وہ کہتا ہے کہ انصاف طلب بات ہے کہ آج ہم نے عبرانی زبان میں ان ناموں کو پڑھ کر پتہ لگایا کہ

یہ ہستیاں بہت عظیم ہیں اور دنیا کو ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے، وہ گلا کٹانے والے پنجتنؑ کی محبت میں نمرود کے دور میں اللہ کی قربانی نہیں ہے، وہ پنجتن کی قربانی ہے، پتہ چلا کہ ابھی تین ہزار برس کے بعد یہ چودہ معصومینؑ پیدا ہوں گے اور دنیا میں آئیں گے لیکن اللہ کی اس زمین پر اللہ کے خلاف اتنی بُت پرستی بڑھ چکی تھی کہ اللہ کو چین نہیں آیا جب تک چودہ کو خواب میں بھیج نہ لیا، جاؤ ابراہیمؑ کی مدد کرو اور وہ بچہ ایک غار میں مثلی کی گود میں مسکرا رہا تھا، سامنے تارُخ بیٹھے تھے اور صحیفۂ ادریسؑ پڑھ رہے تھے، اب یاد ہے آپ کو ادریسؑ کے دور کے پانچ صحابی تھے جو بُت بنے اور بت پرستی شروع ہوئی، اُسی دور کا صحیفہ تلاوت کر رہے تھے اور پڑھتے پڑھتے کہا مثلی یہ کوئی عام بچہ نہیں ہے، تم کو سنائیں اس کی پیشانی پہ جو نور چمکتا ہے یہ نور اُس پیغمبرؐ کا ہے جو اس کی نسل میں آئے گا، فخر کرو مثلی کہ اس بچے ابراہیمؑ کی نسل میں محمدؐ آنے والے ہیں جو فاران سے اُتریں گے اور وہ جب پھر آ جائیں گے تو ساری دنیا سے شرک اور بت پرستی کا خاتمہ ہو جائے گا اور اُس محمدؐ کا ایک بھائی علیؑ ہوگا جو بالکل اس کی طرح بتوں کو توڑے گا، جیسے یہ بُت توڑے گا (جیو سلامت رہو) (مجلس میں بے پناہ داد کا شور ہے اس لئے علامہ صاحب مجمعے کو دعائیں دے رہے ہیں) لو تقریر خاتمے پر پہنچی، ابراہیمؑ کے انگوٹھوں سے شہد کی نہر جاری ہے اور یہ دودھ کی نہر جاری ہے، کبھی ایک انگوٹھا چوستے، کبھی دوسرا، فطرت میں رکھ دیا انسان کی، ابراہیمؑ کے بعد بچے انگوٹھا چوسنے لگے، جب بہت دیر دودھ نہیں ملتا تو بچے انگوٹھے کو چوستے ہیں، اب کیا معلوم دنیا والوں کو شاید شہد جاری ہوا ہو، اگر بچہ وِلائے علیؑ لے کے آیا ہے، کوثر و تسنیم کیا ہیں کوثر و تسنیم کہاں اس انگوٹھے کا راز دنیا نے

سمجھا، آدمؑ کی پیشانی میں نور تھا پنجتن کا جب فرشتے سامنے آتے، سجدے میں جھک جاتے، اللہ سے کہا آدمؑ نے کہ یہ تو دیکھتے ہیں اس نور کو، ہم نہیں دیکھ پاتے، فرشتے دیکھتے ہیں اس نور کو پیشانی میں ہم نہیں دیکھ پاتے تو ایسا کچھ کر ہم بھی دیکھیں، یہ بھی دیکھیں، کہا آدمؑ یہ نور پانچ کا تمہارے ہاتھ میں آئے گا، جب آدمؑ کے ہاتھ میں پانچوں کا نور آیا تو ترتیب یہ پائی، یہ ہے کلمے کی انگلی، اللہ نے اپنی انگلی میں محمدؐ کا نور اُتارا، دوسری اُنگلی میں علیؑ کا نور اُتارا، اب یہ جو علیؑ والی انگلی ہے، ہمیشہ یہ بڑی رہتی ہے، کلمے والی اُنگلی سے اس لیئے کہ مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوۡلَاہُ اور اس کے بعد کی اُنگلی میں فاطمہؑ کا نور اُتارا اور آخری انگلی میں حسنؑ کا نور اُتارا اور حسینؑ کا نور اِس انگوٹھے میں اُتارا اب قدرت نے یہ فیصلہ کیا کہ محشر میں اور دنیا میں پکڑا جائے گا مجرم محمدؐ کے نام سے نہیں، علیؑ کے نام سے نہیں، فاطمہؑ کے نام سے نہیں، حسنؑ کے نام سے نہیں، اس لیئے انگوٹھے کا نشان لگایا، اب محشر میں یہ دکھا کہ بتایا جائے گا جنت ملی تو یہ کہے گا یہ انگوٹھا کہے گا یہ لے۔ (نعرۂ حیدری)

حضرت ابراہیمؑ نے کہا مثلی یہ بیٹا بڑا خوش قسمت ہے، ابراہیمؑ یہ رحم کرنے والا باپ ہے، اب اب اب راحم یہ قوموں کا باپ ہے، جتنے مذہب آئیں گے آسمانی ہر مذہب کا باپ ہے، جتنی کتابیں آئیں گی اس کے بچوں کی گودوں میں اُتریں گی، چاہے وہ توریت ہو، چاہے وہ زبور ہو، وہ انجیل ہو، چاہے وہ قرآن ہو، سب صاحبانِ کتاب اس کے بچے ہیں، داؤدؑ بھی اس کا بیٹا، موسیٰؑ بھی اس کا بیٹا، عیسیٰؑ بھی اِس کا بیٹا، محمدؐ بھی اس کا بیٹا۔ مثلی خوش ہو گئیں، ابراہیمؑ سولہ برس کے ہوئے تو شہر میں آ گئے، بڑی حیرت ہوئی نمرود کو کہا تارُخ یہ تمہارا بچہ کہاں تھا،

تعارف کرانا تھا تو اُدھر سے گزار دیا، پھر تو تارُخ کا تو انتقال ہوگیا، جس برادری میں تارُخ رہتے تھے، ایک ہوتا ہے خاندان، ایک ہوتی ہے برادری، پڑوس کے لوگ خاندان میں شامل نہیں ہوتے اور ایک ہوتا ہے میرِ محلہ، جس کو عبرانی میں ''اب'' کہتے ہیں ناظم، اُس کے بعد ہوتا ہے کونسلر، تو ضروری نہیں کہ ہر خاندان کا ممبر ناظم ہو، بھائی آپ کے علاقہ کا ناظم ہے تو کیا وہ آپکا باپ ہے تو جس محلے میں ابراہیمؑ رہتے تھے، اُس محلے کا ناظم اور کونسلر آذر تھا، اس لیئے پورا محلہ اُسے کہتا تھا ابا ابا، نہیں معلوم آپ کو، علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر حلیم صاحب یاد ہیں، پوری یونیورسٹی اُنہیں کہتی تھی ابا حلیم، ابا حلیم کے نام سے مشہور تھے، نام سنا ہے ابا حلیم کا بعد میں اُن کا حال پڑھ لینا پھر، علی گڑھ کی تاریخ سے پتہ چلے گا، تو کیا پوری یونیورسٹی کے ابا تھے وہ، تو لوگ کہتے تھے بابا رکشے والا بزرگوں کو کہتا ہے چچا میاں ہو گئے سگے چچا ہو گئے اور ہر پولیس والے کو ماموں کہتے ہیں، ہو گئے ماموں، تو کیا یہ سب کے ماموں ہو گئے، کیا یہ سب کے چچا میاں ہو گئے، کیا محلے کے بابا ہو گئے، ہر فقیر کو دیکھا، بابا بچے سے کہا بابا کو روٹی دے دو، بابا کو پیسے دے دو، تو بابا دادا ہو گئے، اب بابا باپ ہو گیا تو محلے کا بابا تھا آذر ابراہیمؑ بھی کہتے تھے بابا اور مسلمانوں نے کہا ابا، سنگ تراش بُت شکن کا باپ نہیں ہو سکتا، قرآن نے بھی وہی کہہ دیا بابا جو محلے والے کہتے تھے بابا، بابا تو نام ہے عرفیت ہے، ارے بابا تمبا کو ہے، تو کیا تمبا کو کا ڈبہ کیا سب کا بابا ہے، عرفیت ہے تو عرفیت کو اگر ابراہیمؑ نے دُہرا دیا مسلمان پیچھے لگ گئے، تارُخ کو بھول گئے، کیا آذر بُت پرست کے بیٹے تھے ابراہیمؑ، کیا بُت پرست کے بیٹے تھے ابراہیمؑ، (معاذ اللہ) کیوں اس لیئے جو کام ابراہیمؑ

نے کیا وہ معاشرتی اور اخلاقی تھا کیا ابراہیمؑ، آذر کے پاس جاتے، اور یہ کہتے کہ بڈھے یہ ہر وقت تو بت پرستی کا چکر چلاتا ہے، یہ چکر کب تک چلائے گا، یہ کب تک بتوں کو سپلائی کرے گا، چھوڑ دے یہ بت بنانا چھوڑ دے، تو راغب کراتا ہے لوگوں کو تو نہ بنائے تو بت پرستی آپ سے آپ نوے فیصد ختم ہو جائے گی، وہ کہتا میں تمہاری شکایت خدا سے کر دوں گا، اگر تم نے میرے خلاف کیا، جب ابراہیمؑ دیکھتے بابا ادھر اُدھر چلا گیا بڈھا بابا تو سارے بتوں کی ٹانگ میں رسی باندھ کر سڑک پہ گھسیٹتے ہوئے جاتے، یہ چودہ پندرہ سال کی عمر میں توحید کی تبلیغ ہے، بتوں کی لاشیں نکلوا دیں ابراہیمؑ نے، موضوع تو آج ہے میرے بھائی، تم کیا سمجھ کے آئے تھے، موضوع آج ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، آج مجھے مجلس کے بعد مجلس نہیں پڑھنی اور مجلس کے بعد کھانا ہے تو بھوکے نہیں رہیں گے آپ، گھبرائیے گا نہیں، مجھے اپنے موضوع کو ایک منزل تک پہنچانا ہے، منزل تک پہنچانا ہے نمرود کے دارالحکومت میں باجے بجنے لگے ایک اعلان ہوا آج تو سالانہ میلہ ہے، میلے میں بت رکھے جاتے، باہر کے ملک کے لوگ آتے، بتوں کو پسند کر کے لے جاتے، یہ کس کا بت ہے، یہ کس کا بت ہے، لیکن جو بڑا مندر تھا ٹریڈ سنٹر تھا، ٹریڈ سنٹر جیسا اونچا تھا جسے نمرود نے بڑے ارمانوں سے بنایا تھا، اس کا بت حبیب پلازہ کے برابر تھا اور اُس کے برابر برابر اُس کے آدھے بت بیٹھے ہوئے تھے، جنہیں دیکھ کر ہیبت طاری ہوتی تھی اور سالانہ میلہ تھا، لاکھوں لوگ آئے تھے بتوں پر مٹھائیاں چڑھائی تھیں، نذرانے بتوں کے سامنے رکھے تھے، مٹھائی چڑھانے سے یہ ہوا تھا کہ وہ میلے میں چلے گئے تھے، مندر میں مکھیاں گھس آئیں، اب جو ابراہیمؑ آئے دیکھا کسی بت کے ناک

پر مکھی بیٹھی ہے، چہرے پر مکھیاں بھن بھنا رہی ہیں،

ارشادِ الٰہی ہے:-

يَاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ

(سورۂ حج آیت ۷۳)

''یہ بت مل کر ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے اور مکھی اِن سے کچھ چھین لے تو کچھ نہیں کر سکتے'' ابراہیمؑ نے آتے ہی کہا کیوں مکھی اُڑانے کی تم میں طاقت نہیں ہے، خدا بنے بیٹھے ہو پھر تم کو رہنے کا حق کب ہے، یہ کہہ کر ایک کلہاڑا تیز دھار والا لائے اور کہا بتو! سنو ابھی تک تو ہم نے بڑی مروّت کی تمہارے ساتھ، یہ کہہ کر کلہاڑا چلایا، کسی کا بازو کاٹا، کسی کے ہاتھ کاٹے، کسی بت کی گردن کاٹی، کسی کا سینہ کاٹا، اب یہاں پر رُک جاوَ، منظر کو میں نے روکا، ابراہیمؑ تم نے مٹی کے بتوں کے ہاتھ کاٹے، گردنیں کاٹیں، تمہارے بیٹے علیؑ نے بدر سے حنین تک انسانی بت جو بنائے گئے تھے علیؑ نے سب کاٹ کر پھینک دیئے، تھکنا نہیں ہے، آمد تو اب شروع ہوئی ہے جملہ سن لو! ابراہیمؑ نے سارے بت توڑ کے چکنا چور کر کے کلہاڑا بڑے بت کے گلے میں لٹکا دیا۔ اب جو سب دوڑے میلہ ختم ہونے کے بعد، دیکھا چکنا چور، ٹکڑے بت معبد کی شکل بگڑی ہوئی، ابراہیمؑ تو دُور جا چکے تھے، کہا یہ وہی ہے جو بتوں کے پیروں میں رَسّی ڈال کے کھینچتا ہے، پکڑ کے لاوَ، یہ تارخ کا بیٹا ہے، لاوَ اُس کو لوگ دوڑے، ابراہیمؑ کچھ دور گئے تھے، سب پکڑ کے لے آئے، شانے پکڑ لئے، سب نے مل کے

ابراہیمؑ کی مشکیں کس لیں، ایک بار سب آگے بڑھے، سردار ناظم کونسلر سب آگے بڑھے، منسٹر بھی تھے، معبد کے وہ بھی تھے، تم نے توڑے ہیں یہ بت، کیسے کہتے ہو تم کہ میں نے توڑے ہیں، دیکھ رہے ہو کلہاڑا کس کے گلے میں ہے، ہتھیار کس کے گلے میں ہے، اس نے توڑے ہوں گے، کافروں نے کہا یہ کیسے توڑ سکتا ہے، یہ تو ہل نہیں سکتا ابراہیمؑ نے کہا، جب ہل نہیں سکتا تو پھر ان سے مانگتے کیوں ہو؟

ابراہیمؑ نے حجت تمام کی یہ حکمت تھی سارے بت، بت شکن نے توڑ دیئے، جملہ نہیں سنو گے، بت شکن نے سارے بت توڑ دیئے، کلہاڑا بڑے بت کے گلے میں لٹکا دیا، اب بُت جانے اور ٹوٹے بت جانیں، بدر سے حنین تک جیتے جاگتے بتوں کو علیؑ نے کاٹ کے پھینک دیا، جملہ سن لو، بعدِ نبیؐ ذوالفقار کو روک لیا بڑا بت جانے اب تلوار نہیں چلے گی۔ (نعرۂ حیدری)

ابراہیمؑ کو لاؤ نمرود کے سامنے لاؤ، تم بتوں کے دشمن ہو گئے ہو، تمہارا کوئی نیا دین ہے، کہا ہاں ہم ایک خدا کو مانتے ہیں، لا الٰہ الا اللہ، کہتے ہیں، نمرود نے کہا کدھر ہے تمہارا خدا؟ ہم ہیں خدا، ابراہیمؑ نے کہا تو کیسے خدا ہو سکتا ہے، ہمارا خدا اس کائنات کا مالک ہے، کیا کرتا ہے تمہارا خدا، ابراہیمؑ نے کہا ہمارا مالک ہمارا خدا زندگی دیتا ہے، موت دیتا ہے، نمرود نے کہا وہ تو میں بھی دیتا ہوں، دو آدمیوں کو پھانسی کا حکم دیا، ایک کو میں چھوڑتا ہوں، قید خانے سے، اس کو زندگی دے دی، ایک کو مار دیا، ایک کو ہم نے موت دے دی، یہ ہے مناظرہ، مناظرے میں برابر سے مقابلہ ہوتا ہے دلائل پہ دلائل آتے رہیں، ہزاروں کا مجمع سن رہا تھا، ایک طرف خدا تھا بتوں کا اور ایک طرف حقیقی خدا کا نمائندہ تھا۔

طاقت کس کے پاس ہے، ایسے مقابلے بہت ہوئے ہیں کہ تخت پر بتوں کا خدا ہے اور ادھر خدا کا نمائندہ ہے، تخت کے سامنے کتنے منظر دکھاؤں، سب منظر تمہیں یاد آ گئے تو اس وقت بھی یہی تھا ابراہیمؑ نے کہا اگر تو خدا ہے، میرا خدا مشرق سے سورج کو نکالتا ہے تو مغرب سے نکال کے دکھا، جیسے ہی ابراہیمؑ نے یہ کہا نمرود بغلیں جھانکنے لگا، کہا پھینک دو اس کو آگ میں، میں نے وہ جگہ بھی دیکھی جس پہاڑ کے غار میں ابراہیمؑ پلے تھے اور پیدا ہوئے تھے، اُس غار میں زینے اُتر کر ہم گئے، بہت دُور کچی مٹی میں گاڑی چلتی رہی، لیکن پہنچے جیسے لگتا ہے راکھ میلوں تک راکھ راکھ انگاروں کی راکھ دُور تک پھیلی ہے، اس لیئے کہ وہیں آگ جلی تھی اور وہ جگہ نمرود نے جہاں آگ سلگائی تھی اُن دونوں پہاڑیوں کے بیچ میں اُس جگہ کو دیکھا اتنی آگ تھی کہ راکھ اب تک ختم نہیں ہوئی، ہم لوگ سب تھے ناصر رضا صاحب وغیرہ سب۔ اُس جگہ کو دیکھا جہاں آگ جلی تھی، نمرود نے، کہا آگ جلاؤ، پھینک دو ابراہیمؑ کو آگ میں پھینک دو، جب دلیل نہ ملی بُت پرستوں کو تو کہا مار دو، بُت شکن کو مار دو، بُت شکن کو مار دو، اب جملہ سننا اب اس وقت بُت شکن اپنے کو بچالے تو یہ ہے شجاعت، اگر بُتوں میں گھر جائے بُت شکن اور جی کر دکھادے، اسے کہتے ہیں معجزہ، (سننے والا ہو تو تمہارے جیسا) آگ جلی اور ایک بار فضا میں آواز گونجنے لگی، فرشتے کہہ رہے تھے ہم بچالیں اللہ کہہ رہا تھا جاؤ بے نیاز ہے ہمارا بندہ، خدمت کی ہے جاؤ، جبریلؑ آئے، مدد درکار ہے، کہا ہاں درکار ہے لیکن تم سے نہیں، جس سے درکار ہے وہ جانتا ہے، یہ ابراہیمؑ کا کہنا تھا کہ فضا میں ایک آواز آئی۔ اے دادا خلیل اللہ محمدؐ موجود ہے، حکم دیجئے تو میں علیؑ کو بھیجوں (تم جیو سلامت رہو) جب

ابراہیمؑ آگ میں پہنچے تو ایک تخت تھا زمرد کا چاروں طرف گلاب جیسے پھول کھل رہے تھے اور تخت پہ ایک بیس برس کا جوان بیٹھا مسکرا رہا تھا، جیسے ہی آگ پہ ابراہیمؑ نے قدم رکھا آواز دی ایلیؑ علیؑ نے آواز دی آپ پر سلام قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ (سورۂ انبیاء آیت ۶۹)

ہم نے آگ سے کہا ابراہیمؑ پہ ٹھنڈی ہو جا، سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا، کس نے آگ سے کہا، ایسے ہاتھ ہلا کر ٹھنڈی ہو جا، کوئی اللہ کا ہاتھ تھا ''یداللہ'' ٹھنڈی ہو جا، گھبرانے کی بات نہیں ہے ہم کیا کریں کہ یہ ہیں مجبوریاں لوگ سمجھتے ہیں ہم بڑھا رہے ہیں، بڑھا نہیں رہے مجبوری ہے مجبوری، مٹی پوجی گئی مٹی کا بت پوجا گیا، ضروری تھا مٹی کو پامال کرنے کے لیئے مٹی سے بڑی چیز بنائی جائے اور بتایا جائے مٹی چھوٹی چیز ہے جس کے آگے تم سجدہ کر رہے ہو بتوں کے آگے، اس لیئے مٹی کو ذلیل کرنے کے لیئے ابوتراب بھیجا، مٹی کچھ نہیں ہے، سنتے جاؤ، کیونکہ چاند کی پوجا ہوئی، اس لیئے محمدؐ نے کہا میں نے توڑ دیا، جو ٹوٹ جائے وہ خدا نہیں ہے، ستاروں کی پوجا ہوئی، زہراؑ نے کہا میں نے در پہ بلا لیا، سورج کی پوجا ہوئی، علیؑ نے کہا پلٹ آ (جیو سلامت رہو) جملہ سن لو، پھر داد دے دینا، اگر سورج نہ پلٹتا یہ علیؑ کو بڑھایا نہیں جا رہا، اس میں راز ہے، ابراہیمؑ نے نمرود سے کہا اگر تو طاقت رکھتا ہے تو مغرب سے سورج واپس لا، اس کے معنی لایا جا سکتا ہے، ابراہیمؑ نہیں لائے، اگر علیؑ نہ لاتے تو ابراہیمؑ کا کام ادھورا رہ جاتا (مسلسل تین منٹ داد سامعین کو دعائیں) جیو جیو جیو، سلامت رہو، زندہ باد خدا نظرِ بد سے بچائے، (بہت دیر تک حیدر، حیدر کے نعرے لگتے رہے) سب سے پہلے چار چیزوں کو خدا بنایا گیا، چار چیزوں کو خدا پہلے بنایا گیا، بنیاد میں ہوا

کو، مٹی کو، پانی کو، آگ کو، اگنی پوجا، وائیو پوجا، سمجھ رہے ہیں نہ آپ، مٹی کی پوجا ہوا کی پوجا وائیو کہتے ہیں ہندی میں وائیو ہوا کی پوجا، یہ چار چیزیں ہیں جن سے انسان بنا ہے، عناصر اربع آگ ہوا مٹی اور پانی جس جس سے اللہ نے بنایا تھا انسان نے اسی کو پوج ڈالا، اللہ نے آواز دی خبر دار ہمارے بنائے ہوئے انسان کی چار چیزوں کو پوجو گے اور ہم کو رب نہیں مانو گے، جب وہ دن آیا کہ لا الٰہ ہوتو اللہ نے کہا پہلے انکار کرو لا الٰہ کوئی اللہ نہیں تو کیسے کہتے مٹی خدا نہیں ہے، کلمہ کتنا لمبا ہو جاتا، الٰہ اللہ کے لیئے کہنا پڑتا مٹی خدا نہیں ہے، ہوا خدا نہیں ہے آگ خدا نہیں ہے پانی خدا نہیں ہے اس لیئے اذان میں اللہ نے چار بار رکھا اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، مٹی خدا نہیں اللہ اکبر، ہوا خدا نہیں ہے اللہ اکبر، سنو اذان کا عقیدہ سنا رہا ہوں، سنو سنو سنا رہا ہوں، فلسفہ اذان کا چار خدا مانے گئے اس لیئے چار بار کہو اللہ اکبر اور یہ چاروں خدا نہیں کیونکہ چاند کو خدا مانا گیا چاند کو توڑا محمدؐ نے، چاند جیسا میرا نبیؐ ہے تو کہو محمد الرسول اللہ، کیونکہ سورج کو پوجا گیا، اس لیئے علیؑ نے پلٹا کے دکھایا اب کہو علیؑ ولی اللہ، علی سورج ہے،

(نعرۂ حیدری)!

اُس کے بعد کہو حی علی الصلوٰۃ، یہ حسنؑ ہیں صلوٰۃ ہیں، پھر کہو حی علی الفلاح، یہ حسینؑ ہیں، پھر کہو حیَ علیٰ خیر العمل، یہ خیر النساء فاطمہؑ ہیں، یہ اذان کا فلسفہ ہے، پھر نماز شروع کرو، جب اذان ہو جائے۔ (نعرۂ صلوٰۃ، مسلسل داد، نعرۂ حیدری، صلوٰۃ)

ہاں ہاں ہاں ! اگر انسان بُت بن جائے اور قرآن کہتا ہے طاغوت بن جائے تو اُسے توڑنے کے لیئے وہاں تک جاؤ، ابراہیمؑ نمرود کے دربار تک پہنچے تا کہ اُس کے خدائی غرور کو توڑ دیں، جملہ ضائع نہ کرنا، نمرود کے دربار تک

ابراہیمؑ پہنچے تا کہ اُس کے غرور کو توڑ کر چکنا چور کر دیں، فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا، موسیٰؑ اُس کے دربار تک پہنچے تا کہ اُس کے خدائی کے دعوے کو پامال کر دیں، ابھی مامون رشید خدائی کا دعویٰ کرنے والا تھا کہ دربار تک امام رضاؑ پہنچے، خبردار، ہو گئی تقریر، میرے بھائی تم جیو سلامت رہو، سجا ہوا دربار، اور عوام درباروں کا مزاج سمجھ رہے تھے کہ آئیں گے تو عباسی خلفاء کی شان سے آئیں گے، لیکن جب حضرت امام رضا علیہ السلام دربار میں آئے تو سب دیکھ کے حیران رہ گئے، یہ خلفاء والی شان سے تو نہیں آئے، کہا پھر کیسے آئے ہیں، کہا ذرا لباس تو دیکھو محمدؐ والا لباس ہے، اور یہ دیکھو یہ تو سب سے الگ لگ رہے ہیں، اس لیئے کہ کمر میں علیؑ کی ذوالفقار لگائے ہوئے ہیں، اکسٹھ ہجری میں نیام میں ذوالفقار گئی تھی تو اُس کے بعد سے کسی نے دیکھا نہیں تھا، آج، آج نبیؐ کی آٹھویں پشت کا بیٹا دربارِ مامون میں کمر میں ذوالفقار لگائے آیا ہے، اب زیارت ہوئی ہے ذوالفقار کی لیکن نکلی نہیں نیام ہی میں زیارت ہو گئی، شان تھی دیکھنے والی جب دربار میں آئے، عقد تھا عقد جب بادشاہِ وقت نے اپنی بیٹی اُمّ حبیبہ کا عقد کیا تھا بڑا جشن تھا، بادشاہ داماد بنا رہا تھا اور منادی ندا کر رہا تھا بنا لے داماد، اس سے پہلے محمدؐ بھی داماد بنے، اس سے پہلے علیؑ بھی کسی کے داماد بنے، امام حسنؑ کو بھی داماد بنایا گیا، لیکن مرضی اُس کی ہے کہ کس بی بی سے بیٹا دے اور کس بی بی سے نہ دے، داماد بنالو نانا نہیں بن سکتے، مامون نے بیٹی اس لیئے دی تھی کہ بیٹا ہوگا، تو فرزندِ رسولؐ کو تخت پہ بٹھائیں گے اور کہیں گے کہ یہ ہمارا نواسہ ہے اور محمدؐ کا پوتا ہے، قدرت نے کہا نہیں امام ہو چکا، پانچ سال کا ہے محمد تقی جوادؑ اور وہ مدینے میں ہے، دیکھتے ہی دیکھتے تیس ہزار سوال علماء نے

کئے امام سے ایک ایک کا جواب دیا۔ راس الجالوت نے پوچھا عیسائی عالم نے پوچھا یحییٰ بن اکثم نے پوچھا، بڑے بڑے علماء آ کے بیٹھ گئے اور سب کو سمجھاتے جاتے، چھوٹا سا سوال اور چھوٹا سا جواب بڑا سا سوال تو بڑا سا جواب کچھ لوگ چھوٹے چھوٹے سوال کرتے تھے، ایک شخص نے پوچھا مولا یاد نہیں رہتا، دو بیٹے ہیں آدمؑ کے، ایک کا نام قابیل ہے، ایک کا نام ہابیل ہے، ہم بھول جاتے ہیں کس نے کس کو مارا، کہا یہ کیا مشکل ہے قاف سے قابیل، ق سے قاتل ہے، ہ سے ہابیل ہے ہ سے ہلاکت ہے جب قابیل کا نام آئے تو سمجھ جانا قاتل کا نام ہے، قاف آ گیا، اب کبھی نہیں بھولو گے، اُس نے کہا بے شک اب کبھی نہیں بھولیں گے، عیسائی عالم آ گیا کہا عیسیٰؑ کو مانتے ہیں آپ، کہا جس عیسیٰؑ کو تم مانتے ہو اُس کو ہم نہیں مانتے، تو کہا کوئی اور بھی عیسیٰؑ ہے، کہا ہاں جو قرآن میں عیسیٰؑ ہے ہم اُس کو مانتے ہیں، تم عیسیٰؑ کو کیا کہتے ہو، کہا ہم تو عیسیٰؑ کو خدا کہتے ہیں، کہا عجیب آدمی ہو تم عیسیٰؑ کو خدا کہتے ہو، کبھی پوری زندگی میں انہوں نے نماز نہیں پڑھی، کبھی روزہ نہیں رکھا، اُن میں زُہد نہیں تھا، عیسائی راہب کہنے لگا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، ارے آپ کے قرآن میں تو اُن کے زہد اور عبادت کے ڈنکے بجے ہوئے ہیں، قرآن کہہ رہا ہے کہ وہ کتنی عبادت رات بھر کرتے تھے، کہا جب خدا کہہ رہے ہو تو یہ بتاؤ کہ عبادت کس کی کرتے تھے۔ علم کی معراج تھی اور وہ سیاست پہ راج تھا کہ مامون نے کہا سکّوں کے بارے میں کیا کریں، کہا اپنا سکہ بنا لے، کہا ولی عہد تو آپ ہیں کہا تو پھر لکھ دے لا الٰہ الا اللہ محمد رسولؐ اللہ، پھر میرا نام لکھ دے، اب تو علیؑ لکھنا پڑا نا محمدؐ رسول اللہ کے بعد۔ سکّوں پہ علیؑ آیا معلوم تھا چاہنے والوں کو کب تک یہ سکہ

رہے گا، بازار میں بھنایا نہیں چینج (change) نہیں کرایا رکھ لیا چھپا کے، امام کا نام لکھا تھا، امام کی شہادت ہوگئی، اب اُس سکے کو خاندان میں تبرکاً چلاتے کہ جب کوئی مسافر جانے لگتا تو کپڑے میں باندھ کر کہتے ہیں یہ امام ضامن کا سکہ ہے ایسے بھی کچھ لوگ ہیں ہمارے علماء بنتے پھرتے ہیں، انہیں کچھ پتہ نہیں کہ امام ضامن کا مذاق اُڑاتے ہیں، امام ضامن کیا ہے، یہ محبت ہے بازو پہ بندھی ہوئی، یہ فرزندِ رسولؐ کی یادگار بازو پر بندھی ہوئی ہے۔ یہ ضمانت میں دیتے ہیں وہ ضامن ہیں، امام کو ضامن کہتے ہیں وہ شکاری پکڑے لیئے جاتا تھا ہرن کے بچوں کو، ہرنی نے دوڑ کے نیشاپور میں امام رضاؑ کا دامن پکڑ لیا اور اپنی زبان میں کہا اس سے کہئے صیاد سے بچے میرے بھوکے ہیں میں دودھ پلا لوں، پھر لے جائے، کہا بچوں کو چھوڑ دے، اس کے بچے بھوکے ہیں اُس نے بچوں کو چھوڑ دیا، دوڑ کے ماں سے دودھ پینے لگے، لیکن اُس نے کہا آپ ہیں کون؟ کہ ہرنی کی بولی سمجھ گئے تو ہرنی نے خود بول کے کہا تو نہیں پہچانتا ارے، یہ فرزندِ رسولؐ ہیں، یہ علی رضاؑ ہیں، جانور پہچانتے ہیں، ذوالجناح پہچانتا ہے، پرندے پہچانتے ہیں، مگر انسان

وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُوْرًا (سورۂ بنی اسرائیل، آیت ٦٧)

یہ انسان اللہ کا ناشکرا ہے،

اللہ اکبر، اللہ اکبر، انگوروں میں زہر دے دیا، تین ہی انگور تو کھائے تھے، آئے تھے پیروں سے، چلے تو دیوار کا سہارا لے کر، مامون نے کہا کہاں جاتے ہیں، کہا جہاں تو نے بھیجنے کا انتظام کیا ہے تم جیو، تم سلامت رہو، پوری تقریر میں تم نے ساتھ دیا، ہم تمہارے شکر گزار ہیں کیسی نورانی مجلس ہے، دُور دُور سے

لوگ آئے ہیں مولاؑ کے تابوت کو کاندھا دینے، کاش ہم ہوتے خراسان میں تو جب جنازہ مامون کے محل سے اُٹھا تھا تو ہم بھی کاندھا دیتے، وہاں تو نہیں تھے، لیکن ہم چہلم کے قریب فرزندِ حسینؑ کے تابوت کی زیارت کو آئے ہیں، کہتے ہیں اُس رات ابوصلت کہتا ہے کہ اتنا قاتل زہر تھا کہ جب آتے تھے امامؑ تو فوراً اپنا عمامہ مجھے دیتے، عبا میں اُتارتا، لیکن آج جو آئے تو نہ عمامہ اُتار پائے، نہ عبا اُتار پائے، بستر پر گر گئے، اور اُس کے بعد ابوصلت کہتا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا کہ جب زہر پورے جسم میں پھیلتا تھا تو یوں بستر پر اُچھلتے تھے کہ لگتا تھا چھت سے ٹکرا جائیں گے چھت سے ٹکرا جائیں گے، ابوصلت کی چیخیں نکل گئیں، مامون کے محل سے کنیزیں دوڑیں، غلام دوڑے، مامون کے گھر کی عورتیں نکل آئیں، امامؑ کے بستر کو گھیر لیا، تمام عورتیں ماتم کرنے لگیں امامؑ کی حالت دیکھ کر، اللہ اللہ ابوصلت کو قریب بلایا، وصیت کرتے گئے، کہا دیکھو خراسان کے باغ میں ہمیں دفن کیا جائے گا، ایک خیمہ لگے گا، اُس میں ہمارا جنازہ رکھا جائے گا، مامون ہمیں غسل نہیں دے پائے گا، کوئی غسل نہیں دے گا، امامؑ کو امامؑ غسل دیتا ہے، میرا بیٹا تقی جوادؑ مدینے سے آئے گا، وہ غسل دے گا، کفن پہنائے گا، قبر میں وہ اُتارے گا، اے ابوصلت جب جنازہ تیار ہو جائے اور کفن دے دیا جائے تو کچھ دیر کے بعد تم دیکھو گے کہ جنازہ نگاہوں سے چھپ گیا، تو پریشان نہ ہونا میری بہنیں مدینے میں مجھے پکار رہی ہیں، تقی جوادؑ میرا جنازہ معجزے سے مدینے لے جائے گا، جنازہ مدینے گیا، بہنوں نے بال کھول کر پکارا میرا بھائی، میرا بھائی، ارے زینبؑ کربلا میں پکار رہی تھی، میرا بھائی، میرا بھائی! (ماتم حسینؑ)

❁❁❁❁

آٹھویں مجلس

توحید پرستی اور عزاداری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآل محمدؐ کے لیئے

چودہ سو انتیس ہجری کے عشرہ چہلم کی آٹھویں تقریر امام بارگاہ جامعہ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں، علم وعرفان کی تمام گہرائیوں کے ساتھ آپ نے ایک ایک لفظ کی قدر دانی کی اور جب اتنی قدیم ہماری اور آپ کی دوستی ہو جائے تو قدیم دوستی میں پھر سمجھنا مشکل نہیں ہوتا، ہم آپ کو جانتے پہچانتے ہیں، آپ ہمیں جانتے پہچانتے ہیں یہ میں عرصہ دراز سے کہتا آیا ہوں کہ خطیب کا مزاج سمجھنا بہت ضروری ہے، کچھ لوگ صرف مجلس سننے کے لیئے آتے ہیں، یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے، بلکہ اپنے مزاج کو سمجھا دیں خطیب کو اور خطیب کا مزاج سمجھ لیں، اُس کے بعد جو دور گزرتا ہے، یہ دور بہت خوبصورت ہوتا ہے، ہم نے تو بچپن سے دیکھا اس ماحول کو لکھنؤ میں تو ہم نے کوشش کی کہ ہم اُس ماحول کا یہاں پر ایک چھوٹا سا پودا لگائیں اور وہ پودا اب ماشااللہ ایک چھتنار درخت بنا ہے اور جیسی فصل آئی ہے اور جیسے شیریں پھل آئے ہیں، اس کی کیا تعریف ہوسکتی ہے، درخت جب گھنا ہوتا ہے تو چھوٹے بڑے پھل نظر آتے ہیں، کونپلیں نظر آتی ہیں تو اس درخت میں بھی جب ہم دیکھتے ہیں کہ

ولائے علیؑ کی ہواؤں میں یہ شجر جب جھومتا ہے اور اس کے پتے سبز اِدھر اُدھر ہوتے ہیں تو پھر ہر طرح کے پھل نظر آتے ہیں تو چھوٹا سا بچہ بھی چیخ کے واہ واہ کرتا ہے، تو یہ میں سمجھتا ہوں سب آپ کی محنتیں ہیں اور اس محنت کو اسی طرح برقرار رکھئے ہمیں بھی آپ نے مجبور کر دیا کہ ہم اب پہلی محرم سے آٹھ ربیع الاوّل تک کراچی چھوڑ نہیں پاتے، پہلے باہر ملک سے جانا ہوجاتا تھا، وہ بھی ترک ہوا، پھر پنجاب میں اور لاہور، ملتان وغیرہ جانا بھی موقوف ہوگیا تو آپ کی محبتوں نے میرے پیر میں بیڑیاں ڈال دیں، زنجیر آپ کے ہاتھ میں ہے اور میں گرفتار ہوں، محبت کی زنجیریں کچھ ہوتی ہی ایسی ہیں، ایک طرف آپ کی محبت کی زنجیر میرے پیروں میں ہے اور پھر ہم اور آپ ایک اور زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں اور یہ محبت ایسی ہے کہ اس زنجیر کو کوئی کاٹ نہیں سکتا، اس لیئے کہ اس زنجیر کو عربی میں سلاسل کہتے ہیں اور سلاسل سے بنا ہے مسلسل اور اُسی سے بنا ہے تسلسل تو یہ ہے زنجیر تو جاری ہے، قرآن، آلِ محمدؐ کی یہ زنجیر ہے، قرآن نے اِس کا نام رسی رکھا، ہم نے اس کا نام زنجیر رکھا ہے، اللہ نے کہا یعنی رسی مضبوطی سے پکڑ لو، تو اب ظاہر ہے کہ ہر رسی میں دو بل ہوتے ہیں، اکہری تو ہوتی نہیں ہے، اسی لیئے کہا تھا یہ قرآن ہے یہ اہلِ بیتؑ ہیں موضوع کوئی بھی ہو، کوئی بھی موضوع رکھ لیں ہم نے اس سال عشرۂ چہلم کا موضوع ''بُت شکن اور بُت تراش'' پسند کیا، بات پہنچتی وہیں ہے قرآن اور اہلِ بیتؑ تک، کیسی خوبصورت فضاؤں میں اللہ کے اس پیغام کو ہمارے نبیؐ نے جھوم جھوم کے سنایا تھا کہ اگر تم ان دونوں چیزوں سے تمسک رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ہم تو وہاں نہ تھے، لیکن ماؤں کے رحموں میں اور باپ کے صلبوں میں ہم نے وہ

آواز سُنی تھی، ہمارے کانوں میں غدیر کی آواز گونج رہی ہے، ہاں خوشیوں کی چھاؤں میں، جب پیغام سنایا جاتا ہے تو کبھی کبھی ذہن سے محو بھی ہو جاتا ہے، لوگ بھول بھی جاتے ہیں، اس پیغام کو دوبارہ نبیؐ نے غم کی چھاؤں میں سنایا اور دنیا میں مَیں سمجھتا ہوں سرکٹ جانا اتنا بڑا غم نہیں ہے، سرکٹ کے نیزے پہ بلند ہو جانا اتنا بڑا مصائب کا بار نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں میرے سرکارؑ کا سر اُسی وقت کاٹا گیا، میرے سرکارؑ کا سر اُسی وقت نیزے پہ بلند ہوا جب سرکارؐ نے کہا لاؤ میں لکھ دوں، یہ قرآن ہے یہ اہل بیتؑ ہیں اور یہ جواب دیا گیا کہ یہ ہذیان بک رہا ہے، جس نے یہ کہا کہ یہ ہذیان بک رہا ہے اُس کی زبان اُس وقت شمر کے خنجر سے کہیں زیادہ تیز تھی اور ہم آنسوؤں کی چھاؤں میں اُن لمحات کو یاد رکھیں گے کہ سرکارؐ کو کتنی تکلیف اور اذیت ہوئی ہے، اس لیئے ہم نے قصرِ مسیب کا عنوان رکھا ہے ''رسولِؐ خدا کے آخری لمحات'' دس دن ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ رسولؐ اللہ کے آخری لمحے کیسے گزر رہے تھے، وہ چند دن نہیں تھے بلکہ وہ چند دن صدیاں بن گئے اور اُس کی تمہید ''رسالت اور امامت'' کے موضوع پر خمسہ ظفر الایمان کا چہاردہ معصومینؑ میں ہوگا، ہم دو معصوموں کا ذکر ایک ساتھ کریں گے، ستائیس کو آخری مجلس میں تابوت برآمد ہوگا۔ تسلسل سے آپ سنتے رہے تو انشاء اللہ بچوں کے لیئے ایک علمی خزانہ ہو جائے گا، ہم نے اپنے موضوع کو تقریباً کل ہی ختم کر دیا اب کوئی ایسا خاص اس موضوع میں گوشہ ہے نہیں، سوائے اس کے کہ جس لیئے یہ موضوع رکھا گیا ہے اُس کا آخری منظر میں پیش کروں کہ جہاں سے پھر دوسرا موضوع شروع ہو جائے گا، سرنامہ کہتے ہی اُسے ہیں جو سب سے اوپر ہو، کل کی تقریر سب سے اوپر اس طرح ہو جائے گی کہ

ایک اور موضوع چھڑے گا اور ہم کوشش یہی کرتے ہیں کہ موضوع کبھی بند نہ ہو جائے، بات آگے بڑھ جائے، آج کی حد تک غور وفکر کی منزل آج کی تقریر میں سوچنے کی باتیں زیادہ ہیں اور یوں بیانات تو ہو چکے، سوچنے کی بات صرف یہ ہے کہ دنیا میں انبیاءؑ کے آنے کے بعد دو ہی مذہب پروان چڑھے، ایک طرف بُت پرستی کا مذہب تھا، دوسری طرف انبیاءؑ کا مذہب تھا، دونوں میں ٹکراؤ تھا، دونوں میں ٹکراؤ تھا، اکثریت بُت پرستوں کی تھی، اقلیت میں نبی کا گروہ تھا، کسی نبی کو دس آدمی مل گئے، کسی کو پچیس، کسی کو تیس، اس سے زیادہ آدمی نہیں ملے اور قوم نظر بھی آ رہی ہو کسی نبی کے ساتھ، تو اس پہ دھوکہ کھانے کی ضرورت نہیں ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کتنے ہی لوگوں کو کلمہ پڑھوا لیں، لیکن اگر یہ تلاش کرنا ہے کہ ان انبیاء نے اپنے بعد کتنے لوگ چھوڑے، تو اُس کا پتہ لگانے کے لیئے ہر نبی کا جنازہ دیکھنا پڑے گا، جتنے لوگ جنازے میں رہ جائیں، اُتنے ہی آدمی بنائے ہیں، ایک نبی نے۔ (نعرۂ حیدری)

سب سے زیادہ ہمارے سرکارؐ نے، ایک لاکھ انبیاءؑ میں سب سے زیادہ آدمی اپنے بعد چھوڑے سرکارؐ سے زیادہ تعداد کوئی نبی نہیں بنا سکا، کسی کے دو کسی کا ایک، مخلص، لیکن ہمارے سرکار نے زیادہ سے زیادہ مخلص بنائے اور ہمیں پتہ چلا کہ سرکارؐ کے جنازے میں کل چودہ آدمی تھے، یہ سب سے زیادہ تعداد ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں، اب میرا جملہ ضائع نہ کیجئے گا، انبیاء میں سب سے بڑی تعداد چودہ کی ہے اور اُس سے بڑی تعداد چالیس کی ہوتی ہے، اس لیئے رسولؐ اللہ نے کہا تھا، یا علیؑ اگر چالیس آدمی ملیں تو تم قیام کرنا یعنی علیؑ کے لیئے چالیس کی تعداد مقرر تھی، لیکن علیؑ چالیس آدمی نہیں بنا سکے، اوّلین اور

آخرین میں آدمؑ سے قیامت تک سب سے زیادہ آدمی جس نے بنائے اُس کا نام ہے حسینؑ، بہتّر ساتھی حسینؑ کو ملے۔ (نعرۂ حیدری)

یہ ہے سب سے بڑی تعداد، یہ ہے اُمت کا معاملہ اب رہ گیا، گھر کا معاملہ تو سارے انبیاء کے گھروں کو بھی دیکھتے ہوئے چلیں، گھر کے اتنے ہی لوگ بچے، جتنے نوحؑ کی کشتی میں تھے، ابراہیمؑ کے گھر کے اتنے ہی لوگ بچے جتنے اللہ کی چہار دیواری کے اندر تھے، اسی طرح ہر نبیؑ کو دیکھتے چلے جائیں، بات گھٹتی چلی گئی، اس لیئے کہ موسیٰ کو گھر والے نہ ملے، شادی تو ہوئی، لیکن بیوی باغی نکل گئی، موسیٰ کی بیوی نے موسیٰؑ کے نائب سے میدانِ جنگ میں جنگ کی، صفورا یوشع بن نون کے مقابل میدانِ جنگ میں آئیں، لڑائی ہوئی اور قیامت کی لڑائی ہوئی، ایک طرف یوشع بن نون کا لشکر تھا اور دوسری طرف موسیٰؑ کی زوجہ صفورا کا لشکر تھا، صفورا اونٹ پہ بیٹھی تھیں اور تلواریں چل رہی تھیں، یوشع بن نون نے میدان فتح کیا، صفورا گرفتار ہوگئیں، واہ یوشع بن نون تمہارے مقابل میں جو عورت آئی تھی تم نے اُسے گرفتار کرلیا، آؤ علیؑ کو دیکھو جیت گئے، مگر گرفتار نہیں کیا۔ (نعرۂ حیدری) عیسیٰؑ نے شادی ہی نہیں کی، عیسیٰؑ نے شادی نہیں کی شاید عیسیٰؑ نے شادی اس لیئے نہیں کی کہ موسیٰؑ کا معاملہ دیکھ چکے تھے، سوچا ہوگا آخرت میں کرلیں گے اور شاید نیا جملہ ہو جائے، ہر بچہ ماں باپ کو دیکھ کر عمل کرتا ہے، شاید عیسیٰؑ نے سوچا ہو جب ماں کی شادی نہیں ہوئی تو میں کیا کروں، نیا جملہ ہے۔ اُس کے بعد ہمارے سرکارؐ ہیں، تمام انبیاءؑ میں سب سے اچھا گھر جو بنا سکا وہ سرکارِ دو عالم ہیں، بہت خوبصورت خاندان بنا کے گئے اور ایسا خاندان بنایا کہ کسی نبی کے خاندان کے ماننے والے روئے زمین پہ نہیں پائے

جاتے، سرکارؐ کتنے مبارک تھے کہ اب اربوں ہو چکے ہیں، پنجتنؑ کو ماننے والے، جو نہیں بھی مانتا زبان سے کہتا ہے، ورنہ نکّو بن جائیں گے، ناک کٹ جائے گی جڑ سے، ہاں صاحب ہم مانتے ہیں، یہ فکری باتیں ہیں اور ان کو محفوظ کیجئے ایک طرف بت پرست تھے دوسری طرف توحید پرست تھے، یہاں سے ہماری بات شروع ہوتی ہے اور اس پہ آج بہت آپ کو غور کرنا ہے، اس لیئے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے مزاجوں پر یہ موضوع بھاری بن کے شاید آپ کو متاثر کرے، لیکن نکل جائے گا تلواروں کے اس دریا سے، پانی میں تیرنا آسان ہے، تلواروں کی دھاروں میں تیرنا مشکل ہے، آٹھویں تقریر ہے میں اُسی منزل سے لے کر آپ کو چل رہا ہوں، آسان راستوں سے تو سب ہی چل لیتے ہیں مشکل راستوں پہ چلنا مشکل ہے، لیکن آپ کے لیئے مشکل نہیں آپ تو آگ پر چل سکتے ہیں تو تلوار کی دھار پہ چلنا کیا مشکل ہے اور تلوار کی دھار پہ چلنے ہی کے لیئے تو زنجیر کا ماتم ہے، قمع کا ماتم ہے، مٹی پہ آپ چلیں، ہوا پہ آپ چلیں، آگ پہ آپ چلیں، پانی پہ آپ چلیں فضا پہ آپ چلیں، خلا پہ آپ چلیں اور آپ کیا چلیں آپ جہاں بیٹھ جائیں سب وہاں چلیں، یہ دیواروں پہ ایسا ہی لکھا رہتا ہے چلو چلو یہاں کی دیواریں سب نے دیکھی ہیں، عرش کی دیواریں نہیں دیکھیں کہ فرشتوں نے لکھا ہے مجلس ہو رہی ہے چلو چلو، چلو چلو، مجلس چلو۔

(نعرۂ حیدری)

حدیثیں ہیں ایک دو نہیں ہزاروں، عرش پہ رہنے والے بھی اُتر پڑتے ہیں، کیا ذکر کو بلندی اور عظمت پروردگار نے عطا کی، کیسے بیٹھے رہ جاتے ہیں دنیا والے، سمجھ میں نہیں آتا کہ دل سننے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا دل مائل نہیں ہوتا،

اللہ متوجہ ہو جاتا ہے اور بندے ضد پر ہیں، کیا ہے ضد وہی جو بُت پرستوں کی تھی، معلوم ہے بُت ہل نہیں سکتے، کھا نہیں سکتے، چل نہیں سکتے، عادی اتنے ہو گئے کہ حلوے کے بُت بنائے، جیب میں رکھ لیے، حلوہ نکالا اُس کا گُڈّہ بنایا، سر بنایا، ٹانگیں بنائیں، سامنے رکھ لیا، ہاتھ جوڑے، پوجا کا وقت ہو گیا، پرستش ہوئی تھوڑی دیر کے بعد بھوک لگی وہی بُت نکالا کھا گئے، کبھی بُتوں کے آگے انسانوں کی قربانی، کبھی بُت انسان کھا جائیں، کبھی انسان بُت کھا جائے، اب آپ یہ جملہ میرا ضائع کر دیں گے، ارے جنھوں نے بتوں کو کھایا ہوا تھا مکے میں آ کے وہ بُت ہضم نہیں ہوئے بُت نکل پڑے، پیٹوں میں بھرے ہوئے تھے، علّامہ اقبال نے آستینوں کے بُت تو دیکھے، پیٹوں کے بُت نہیں دیکھے، تین سو پینسٹھ بُت ہر دن کا ایک بُت مقرر تھا، کہیں نائلہ، کہیں عزّیٰ، کہیں ہبل، کہیں لات، کہیں منات جگہ جگہ لگے تھے، چلتے تھے حج کے لیئے تو ایک ایک بُت کی پوجا کرتے ہوئے، سلامیاں دیتے ہوئے، سیندور کے ٹیکے لگاتے ہوئے، قربانیاں دیتے ہوئے، چادریں چڑھاتے ہوئے، کپڑے چڑھاتے ہوئے، پیروں کو چھوتے ہوئے، پانی اُن پہ ڈالتے ہوئے، ان کو نہلاتے ہوئے، دودھ اُن کے قدموں میں لٹاتے ہوئے، پھول چڑھاتے ہوئے، کہیں سر پہ پھول رکھ دیا، کہیں یہاں پھول رکھ دیا، کہیں وہاں پھول رکھ دیا، اب یہاں وہاں کیا بچے سمجھیں گے، پوجا کرتے ہوئے کعبے تک پہنچے، اور پھر وہاں بھی بُت پرستی اس لیئے کہ چاروں طرف بُت ہی بُت تھے، جاتے جو چاہتے مانگتے، لیکن ایک اطمینان تھا، بہت اطمینان تھا، سارے بُت پرستوں کو ایک اطمینان تھا، ہمیں دے بھی دیتے ہیں، ہم کچھ مانگتے ہیں، لیکن ہم جو کچھ کرتے

ہیں اُس پہ ہمیں ٹوکتے نہیں، ڈانٹتے نہیں، پھٹکارتے نہیں، اشارہ کر کے نہیں کہتے، کوئی بت یہ نہیں کہتا کہ زنا مت کرو، جھوٹ نہ بولو، چوری نہ کرو، ہم آرام سے پورے سال اپنے کام کرتے ہیں، چوریاں بھی کرتے ہیں، زنا بھی کرتے ہیں، جھوٹ بھی بولتے ہیں، جوا بھی کھیلتے ہیں، شرابیں بھی پیتے ہیں، یہ بُت کچھ کہتے ہی نہیں، ٹوکتے ہی نہیں، عادت پڑی تھی کہ سب کچھ کرنا ہے اور بُت کو بھی ماننا ہے، مذہب پر بھی چل رہے تھے اور اپنے کام بھی کر رہے تھے، یہی بُت پرست مسلمان ہو گئے، ایسے میں رسولؐ اللہ نے کہا دو چیزیں دے رہے ہیں، قرآن اور اہلِ بیتؑ اب سوچنے لگے، کہ قرآن ہمیں نہ ٹوکے گا، نہ بولے گا، اہلِ بیتؑ منع کریں گے، ایک چن لے لو، عادت پڑی تھی، قرآن سے اطمینان تھا، نہ پکارے گا، نہ ڈانٹے گا، نہ پھٹکارے گا، جو چاہیں گے کریں گے، اور اگر ان کو لے لیا یہ بار بار کہیں گے، یہ کیا کیا، چھوڑ دو نہیں، ورنہ اپنے مطلب کا مذہب کیسے چلائیں گے، پتہ چلا اہلِ بیتؑ کو اس لیئے چھوڑا کہ اپنے مطلب کا مذہب چلانا تھا، اب سمجھ لو، اپنے مطلب کا مذہب لیئے یزید بیٹھا تھا، حسینؑ سے کہتا تھا کہ دستخط کر دیں کہ یہ والا دین چلے، حسینؑ نے کہا نہیں تیرا والا دین نہیں چلے گا، ہمارا والا دین چلے گا، یہ ہے معرکہ حق و باطل کربلا میں، اس لیئے زندہ ہے کربلا، اس لیئے زندہ ہے کربلا، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی محنت تھی، حسینؑ نے کہا سن یزید میں یہ کیسے کہہ دوں کہ مسخ شدہ دین چلے، آدمؑ سے لے کر یہاں تک وحی آئی ہے تو کہہ رہا ہے نہیں آئی، اب جو میں نہ منوا لوں تو سہی، آئی ہے وحی، آتا ہے فرشتہ، تو کہہ رہا ہے محمدؐ پہ نہیں آیا، آئے گا، آ کر رہے گا، جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں فرشتے آئیں گے، سمجھے اس کو حسینؑ نے کیا احسان کیا، اُس نے انکار

کیا تھا کہ محمدؐ پہ فرشتہ نہیں آیا، حسینؑ نے بتایا کہ محمدؐ تو بہت دُور، جہاں میرے عزادار ہوں گے وہاں فرشتے آئیں گے۔ (نعرۂ حیدری) تم جیو، سلامت رہو، (حسینیت زندہ باد کے نعرے) تمہارے دم سے دین زندہ ہے، جملہ لے لو، تمہارے دم سے توحید کے پرچم کھلے ہیں، دعوے کچھ اور کرتے ہیں، پرچم یہاں کھلتے ہیں، توحید یہاں ہے، آج یہی بات بچوں کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ زیادہ حملہ ہم پر ہوتا ہے کہ ہم توحید چھوڑ چکے، ہم بُت پرستی کر رہے ہیں، یہی تو بتانا ہے بُت پرست کون ہے اور توحید پرست کون ہے، آج کی تقریر یاد رکھنا، پوری دنیا کے مقابلے میں اور اس کو سمجھنے کے لیئے اتنی نازک منزل میں نے چنی ہے، اِس بات کو سمجھانے کے لیئے وہ تھے بُت پرست، خوبصورت ترین بُت تراشتے تھے، اللہ کو پسند نہیں تھے، بُت نہ لکڑی کا بُت پسند نہ پتھر کا مجسمہ پسند نہ مٹی کا مجسمہ پسند، وہ ہیں بُت پرست، وہ بنا رہے ہیں، صنعتیں بنا رہے ہیں بُت پرستی کی، شیر گھوڑا گدھ، آدھا دھڑ عورت کا آدھا دھڑ مچھلی کا، آدھا دھڑ جانور کا نیچے کا انسان کا، اوپر کا جسم انسانوں کا جسم، نیچے کا جسم جانور کا طرح طرح کے بُت ہزاروں طرح کے بُت دنیا میں بنے، شیطان کہتا ہے نئے نئے طرح کے ایجاد کرو تا کہ ذہن کھنچے، کھنچتا رہے، کھنچتا رہے، لحیٰ ایک شخص تھا، پہلی بار وہ مکّے سے مصر گیا وہاں اُس نے بہت خوبصورت بُت دیکھے، لایا تھا تحفتاً، لا کے خانۂ کعبہ میں تحفے کے طور پر چڑھا دیئے، یہ ہے پہلا بُت بُت جو مکے میں آیا اور اِسی زمانے سے خانۂ کعبہ میں بُت رکھے گئے، اس تخریب کی ایک شاخ اور نکلتی ہے، شاید وہ میں عرض کروں اور دوسری شاخ یہ ہے کہ کسی حدیث، کسی روایت، کسی واقعے کے پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ رسولؐ اللہ سے

ڈائریکٹ پوچھا گیا، خود رسولؐ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر آپ مکّے میں پیدا ہوئے ہیں اور آپ عربی ہیں راوی نے کہا تو پھر آپ ہمیں بت پرستی سے کیوں منع کرر ہے ہیں، آپ کے اجداد بت پرست تھے، اب کسی راوی کی ضرورت نہیں ہے، یہی بات امام صادقؑ سے کہی گئی پھر امام رضاؑ سے کہی گئی، ایک تسلسل ہے عصمت کا، راوی نے پوچھا کیا آپ لوگ بت پرستوں کی اولاد ہیں، جو جواب رسولؐ اللہ نے دیا تھا وہی بعد کے تمام آئمہ نے جواب دیا اور قرآن کی آیت سے رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ تو نہیں دیکھتا کہ اللہ کہتا ہے ابراہیمؑ سے قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرہ:۱۲۴) ہم نے تمہیں انسانیت کا امام بنایا، ابراہیمؑ نے کہا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ کیا یہ عہدہ، یہ منصب میری ذریت کو ملے گا، ابراہیمؑ نے یہ نہیں کہا کہ میری اولاد کو ملے گا، میرے خاندان کو ملے گا، نہیں ذریّت جو خون کے ذرّوں سے بنی ہو، رشتے کئی طرح کے ہوتے ہیں، سسرالی رشتے بہت سے ہوجاتے ہیں، میری ذریت کو امامت ملے گی، آواز آئی قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ (البقرہ:۱۲۴) یہ عہدہ ظالم نہیں پائیں گے، رسولؐ اللہ نے کہا سن بت کو پوجنا ظلم ہے، شرک ظلم ہے، ہمارے اجداد نے جو آلِ اسماعیلؑ تھے وہ اس لیئے بت پرستی نہیں کرسکتے کہ ابراہیمؑ نے یہ دعا کی تھی پروردگار میری اولاد بت پرستی سے دُور رہے تاکہ اُس کو امامت کا عہدہ ملے، جملہ سن لو، جہاں جہاں امامت ہے، وہاں ظلم نہیں، جہاں ظلم ہے وہاں امامت نہیں، وہاں کا امام بننا اور ہے، یہاں کا امام بننا اور ہے، رسولؐ اللہ نے کہا ہمارے اجداد نے کبھی ظلم نہیں کیا، یعنی شرک کو پسند نہیں کیا، یہی امام نے جواب دیا، اس پہ ہم گفتگو انشاء اللہ کریں گے کہ کیسے محفوظ رہی اولادِ اسماعیلؑ جو اجدادِ

رسولؐ ہے اور اُن کی ضمانت قرآن میں ہے اللہ گواہ ہے کہ انہوں نے بُت نہیں پوجے، انہوں نے شرک نہیں کیا، لیکن آج کی تقریر میں جو دعوتِ فکر میں آپ کو دے رہا ہوں، اُدھر تھے بُت پرست اور وہ چیزیں بنا رہے تھے، اِدھر تھے توحید پرست تو میرا یہ جملہ آغاز ہو رہا ہے، میرے اُس بیان سے جہاں تقریر ختم ہوگی کہ اس طرف اللہ اپنی نشانیاں بنوا رہا تھا، اُس طرف انسان بُت بنا رہے تھے، اس طرف اللہ اپنے ماننے والوں سے کچھ چیزیں بنوا رہا تھا، یہی تو جملہ ہے، کافر بُت بنا رہے تھے، اللہ کہہ رہا تھا تم جو بُت بناؤ وہ ہماری نظر میں باطل ہے، ظلم ہے، اپنے والوں کو جو ہم بنا کے دیں یہ حق ہے، مسلمان یہی اب تک سمجھ نہ سکے اس لیئے فرقے بن گئے، جس دن مسلمان یہ بات سمجھ جائیں گے کامیاب ہوجائیں گے، کافر وہ بُت بنا رہے تھے، توحید پرست بھی کچھ بنا رہے تھے اور یہ بات میں کہہ چکا کہ گذشتہ تقریر کی گفتگو ابھی آگے چلے گی، اگر آپ کو یاد آجائے، نوحؑ تم کشتی بناؤ کافر بُت بنائیں تم کشتی بناؤ، موسیٰؑ تم بابِ حِطّہ بناؤ، یہ سب قرآن ہے،

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ (سورۂ بقرہ۔۔۔آیت ۵۸)

تاریخ نہیں ہے، کشتی نوحؑ قرآن میں، بابِ حِطّہ قرآن میں، تمام بنی اسرائیل بابِ حِطّہ سے گزریں، ایک دروازہ تھا پاکیزہ، اُس کے نیچے سے قوم کو گزرنا ہے، اُس کی تعظیم کرنا ہے اور جب اُس دَر کے نیچے سے گزریں تو سلامی دیتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے، سر کو جھکاتے ہوئے اور یہ کہتے جائیں، حِطّہ، حِطّہ، حِطّہ، حِطّہ،

دروازے کا نام پکارتے جائیں، حِطّہ کے معنی ہیں بخشش، لیکن جب دَر کے نیچے
سے گزرے تو سارے یہودیوں، بنی اسرائیل نے کہا حِنطہ، حِنطہ، حِنطہ گیہوں
گیہوں گیہوں نام بدل دیا، یعنی حِطّہ سے دشمنی تھی حدیث دی پیغمبرؐ نے یا علیؑ تم
مثلِ سفینۂ نوحؑ ہو، نہیں سمجھے، اب چیزیں کیوں بنوائی جارہی ہیں یا علیؑ تم میری
اُمت میں بابِ حِطّہ ہو، جس نے تم کو چھوڑا وہ جہنم میں گیا، موسیٰؑ کا عصا معجزہ ہے،
ہاتھ میں ید بیضا اندھیرے میں راستہ دیکھنے والا موتی تم مٹھی کھول دو، روشنی
پھیل جائے، یہ عصا اژدھا بن جائے، سلیمانؑ تمہیں تخت دیا، اب ایک ایک
سمبل سب کو دیتا گیا، توحید پرستوں کے پاس بھی کچھ رہے، کافروں کے پاس
بت ہیں تمہیں جو چیزیں دیے رہے ہیں اس کا نام بت نہیں ہے، وہ بُت ہیں
بولتے نہیں، وہ بُت ہیں چلتے نہیں، وہ بُت ہیں دیکھتے نہیں لیکن تمہیں بھی مادی
چیزیں دے رہے ہیں، لیکن یہ مادّہ نہ رہے گا، بُت مادہ ہے، یہ معجزہ ہے، اب
یاد رکھو، توحید پرستوں کو جو چیز اللہ دیتا ہے وہ بُت نہیں ہے وہ معجزہ ہے، عباسؑ کا
علم معجزہ ہے، تعزیہ معجزہ ہے، معجزے اور بُت میں فرق ہے۔ (نعرۂ حیدری)

معجزے میں اور بُت میں فرق ہے، سجدہ گاہ، سجدہ گاہ توحید کا سمبل ہے، یہ
سب نہ ہو تو توحید نہ ہو، کشتی نوحؑ نہ ہو تو توحید نہ ہو اور بناؤ تم اس طرح بناؤ نہیں
جو چیز تم بنالو گے ہم اُسے پسند کرلیں گے، ہاجرہؑ تم دوڑو، دو پہاڑیوں کے بیچ میں
دوڑو، ایک صفا ہے ایک مروہ ہے، اب پہاڑی بھی پاک ہوگئی، وہ پہاڑی بھی
پاک ہوگئی، بُت پرست پہاڑیوں کی پوجا کرتے تھے، وہ پوجا ہے، پہاڑیوں کی
پوجا اور ہے صفا اور مروہ اور ہے، اس لیئے کہ یہاں ماں کی ممتا ہے وہاں کفر ہے،
یہاں ممتا ہے جہاں ممتا ہو وہاں توحید ہے، ہم سب کو اسی طرح دوڑوائیں گے،

یہ پہاڑ سب کو دین کا راستہ بتائیں گے، قیامت تک یہ پہاڑ چومے جائیں گے، ان کے درمیان دوڑا جائے گا، تو اب جہاں پہاڑ پوجا جائے، وہ حرام ہے، جس پہاڑ کے درمیان ممتا ہو اُسے چومو، جہاں ممتا ہو اُسے چومو، وہاں پہاڑی اور ممتا، یہاں جھولا اور ممتا یہ توحید ہے، جاؤ کشتیٔ نوحؑ سے انکار کرو، جاؤ عصائے موسیٰؑ سے انکار کرو، جاؤ بابِ حِطہ سے انکار کرو، کردو انکار تو پھر ہماری عزاداری سے بھی انکار کرو، اگر قرآن میں وہ سب کچھ رہے گا تو یہ بھی رہے گا، یاد رکھنا عصائے موسیٰؑ کسی نے نہیں دیکھا، ایک ڈنڈا تھا، اژدھا بنا، سب کو نگل گیا، ہم نے نہیں سنا کہ عصائے موسیٰؑ نے کسی کو رزق دیا ہو، کسی کو دولت دی ہو، علم عصا ہے، یہ ڈستا نہیں ہے یہ دیتا ہے، تو غور سے سنو، موسیٰؑ کا بچپن تھا اور فرعون کی گود میں تھے، فرعون نے کہا ہم اس بچے کا امتحان لیں گے، اس نے ہماری داڑھی نوچی ہے، ہمارے داڑھی کے موتی بکھرا دیئے یہ عام بچہ نہیں لگتا، ایک طرف آگ رکھ دی، ایک طرف یاقوت رکھ دیا، دونوں کا رنگ برابر تھا، بچے کو بیچ میں چھوڑ دیا، چھوٹے سے موسیٰؑ گھٹنوں کے بل چلے، بڑھ رہے تھے یاقوت کی طرف، اللہ نے جبریلؑ سے کہا یاقوت کی طرف سے ہاتھ ہٹاؤ انگاروں پہ رکھ دو، موسیٰؑ کا ہاتھ انگاروں پہ رکھ دو، نبی کا ہاتھ انگاروں پہ پڑا ہاتھ جل گیا، یہ بھی ہو سکتا تھا ہاتھ نہ جلے، لیکن ہاتھ جلا، اس لیئے کہ ایک چھالا ابھرا موسیٰؑ بڑے ہوئے سمجھے یہ عیب ہے، ہر وقت مٹھی کو بند رکھتے، جب اندھیرا آیا ظلمات میں اللہ نے کہا مٹھی تو کھولو، عیب سمجھتے ہو، اب جو کھولا تو ہتھیلی پہ چاند تھا، اُس کا نام پڑا یدِ بیضا، اب اندھیرے میں اگر یہودی جا رہے ہیں، موسیٰؑ نے ہاتھ بلند کیا اب یہودی صرف یہ دیکھ رہے ہیں (علاّمہ صاحب نے ہاتھ کا پنجہ بلند کیا،

بے پناہ شور ہے، داد و تحسین کا شور) جملہ لے لو، کہاں یہ یادگار جملہ ملے گا، موسیٰؑ کے پاس دو معجزے تھے، ایک ڈنڈا، ایک ہاتھ دونوں کو ملا نہ سکے، ہم نے عصا پر یدِ بیضا رکھ دیا، عباسؑ علمدار "اب تک ہے زبانوں پہ علمدار علمدار"، جاؤ موسیٰؑ سے پوچھو ہاتھ تھا کہ نہیں تھا، جاؤ پوچھو ڈنڈا تھا کہ نہیں تھا، تو بس ایک علم کی چھڑ ہے، ایک پنجہ ہے، کہاں ہے موسیٰ کا وہ ہاتھ، یہودیوں کو تو نہ ملا ہمیں تو شبیہ مل گئی، کہاں ہے عصائے موسیٰؑ، اگر عباسؑ کا علم نہ ہو تو نہ یدِ بیضا پہ یقین آئے گا، نہ عصائے موسیٰؑ پہ یقین آئے گا (تم جیو تم سلامت رہو) موسیٰؑ ہم تم پہ نعمتیں اُتاریں گے، یہاں انہوں نے بت بنائے ہیں، یہ جاہل قوم تم سے کہہ رہی ہے بت بنا دو۔ ہم بت سے افضل چیز تمہیں دیں گے، ہمیں بت پسند نہیں ہیں ہم تم کو تابوتِ سکینہ دیتے ہیں، وہ علم ہے، یہ تابوت ہے، تابوت، تابوتِ سکینہؑ.....

اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ التَّابُوۡتُ فِیۡہِ سَکِیۡنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوۡسٰی وَاٰلُ ہٰرُوۡنَ تَحۡمِلُہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (سورۃ البقرہ:۲۴۸)

"اور اُن کے نبی نے اُن سے کہا حکومت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا، جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسکین (سکینہ) اور آلِ موسیٰؑ و آلِ ہارونؑ کے تبرکات کا بقیہ ہے، اس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے، بے شک اس میں تمہارے لیئے ایک نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔"

سکون پہنچانے والا تابوت تین جگہ قرآن میں لفظ آیا ہے تابوت، تابوتِ سکینہؑ، کوئی پوچھتا ہے تم سے کہ قرآن میں تابوت دکھاؤ، قرآن میں علم بھی ہے تابوت بھی ہے، جھولا بھی ہے، تعزیہ بھی ہے، پروردگار تو نے نعمت دی، ہاں آدمؑ

کا کُرتا ہے اس میں، نوحؑ کی نعلین بھی ہے، اِس میں سارے انبیاءؑ کے تبرکات ہیں، صحیفۂ ادریسؑ اس میں ہے، صحیفۂ شیثؑ اس میں ہے، صحیفۂ انوشؑ اس میں ہے، صحیفۂ لمکؑ اس میں ہے، صحیفۂ نوحؑ اس میں ہے، صحیفۂ سامؑ اس میں ہے، صحیفۂ ابراہیمؑ اس میں ہے، موسیٰ یہ تابوت بہت قیمتی ہے، اس کا احترام کریں، قوم سے کہہ دو کاندھوں پہ اُٹھائیں، حکمِ الٰہی تھا، اس لیئے عبادت خانہ بنا جس میں وہ تابوت رکھا گیا لیکن حکم ہوا جب جنگ ہو اور میدانِ جنگ میں جاؤ اُس تابوت کو آگے رکھنا، لشکر پیچھے چلے، تابوت آگے چلے، موسیٰؑ نے ایک خیمہ بنوایا کہ آج اُس خیمے کا تصور نہیں ہوسکتا، اُس کی ڈوریاں ریشم کی تھیں، جب وہ خیمہ کھنچتا تھا اور وہ تابوت سجایا جاتا تھا، ہارونؑ کے بارہ بیٹے تھے اور صرف ہارونؑ کے بیٹے تابوت کے قریب جا سکتے تھے، اس لیئے اللہ نے اُن کے لیئے جنت سے لباس بھیجا تھا، آسمانی رنگ کی قبائیں تھیں، بارہ بھائی آسمانی رنگ کی نیلے آکاش کے رنگ کی قبائیں نارنجی ریشم سے اُس پہ پھول بنے تھے، نارنجی ریشم کے پھولوں میں زردوزی کے تار منقّش ٹکے تھے اور جانے کیا لکھا تھا، کچھ لکھا تھا سنہرے تاروں سے اور سونے کے عصا ہاتھ میں رہتے تھے اور بارہ کے بارہ بھائی تابوت کے آگے کھڑے ہوتے، اُس کے بعد لوبان سلگایا جاتا، خوشبو پھیلنے لگتی تو پورے لشکر کو پتہ چل جاتا کہ تابوت کی طرف سے پردہ ہٹا دیا گیا، گویا عزاخانہ کھل گیا ہے، پھول چڑھائے جاتے اور جب لڑائی چھڑتی تو اُس تابوت کو کاندھے پر اُٹھا کر میدانِ جنگ میں لا کے رکھ دیا جاتا اور پھر لڑائی شروع ہوتی، کیا ہے سمبل لڑائی ابھی چھڑی کہاں تابوت تو ہے، کسی کا انتظار ہے، تابوت اُٹھاتے رہو تا کہ وہ آ جائے، ہے کسی کی مجال، کسی مسلمان کی، کسی

یہودی کی، کسی عیسائی کی مجال ہے، عصائے موسیٰؑ کو شرک کہہ دے، تابوتِ سکینہ کو شرک کہہ دے تو انبیاء کی تاریخ میں اللہ جسے تابوت دے دے دیدے، جسے نہ دے نہ دے، جسے عَلم دے بس اُسے دے دے خیبر میں نبیؐ نے علیؑ کو عَلم دے دیا، عَلم توحید کی نشانی ہے، عَلم لے کر علیؑ کیا کرنے جا رہے تھے توحید کو بچانے جا رہے تھے، عَلم جب ہی تو دیا جاتا ہے، جب توحید کو بچانا ہو، جو توحید کو پامال کرے علم اُس کے پاس نہیں ہوتا، تابوتِ سکینہ موسیٰؑ کو عطا ہوا، صفا اور مروہ مقام ابراہیمؑ حجرِ اسود مقامِ ابراہیمؑ کا پتھر ابراہیمؑ کو عطا ہوا، نہ کعبے کی دیواریں بولتی ہیں، نہ حجرِ اسود بولتا ہے نہ مقامِ ابراہیمؑ بولتا ہے، نہ زم زم بولتا ہے، نہ صفا نہ مروہ کوئی نہیں بولتا ساکت ہیں، خاموش ہیں، احترام کرو، چومو، پیار کرو، لپٹ جاؤ اور باقی یہ سب کیوں انبیاء سے کروایا گیا، دے دوں جملہ یہ سب انبیاءؑ سے اس لیئے کروایا گیا کہ عزاداری کو آسمان سے آپ پر اُترنا تھا، ارے سب ختم ہوا، کشتیٔ نوحؑ نہ رہی، عصائے موسیٰ نہ رہا، تابوتِ سکینہ نہ رہا، یدِ بیضا نہ رہا، کچھ نہ رہا، اگر رہ گیا تو ہاجرہؑ کی یادگار اس لیئے کہ اُس میں ممتا تھی، جہاں ممتا ہوگی اللہ اُسے زندہ رکھے گا، وہاں ہاجرہؑ ہیں، یہاں فخرِ ہاجرہ سیّدہؑ ہیں، شہزادی فاطمہ زہراؑ کی آواز آ رہی ہے، عزاداری میں دے رہی ہوں، عزاداری میں نے دی ہے، دنیا کچھ بھی طنز کرتی رہے، ہاجرہؑ کا دیا مانو گے پھر سن لو ہاجرہؑ کسی نبیؐ کی بیٹی نہیں ہیں، سیّدہؑ نبیؐ کی بیٹی ہیں جو کہہ گئی ہیں اُسے کرنا ہے، کون روئے گا میرے بیٹے کو کون روئے گا، بی بی آپ نے بنائی ہے یہ عزاداری ہمیں ملامت کی پرواہ نہیں، ہمیں معلوم ہے یہ سب توحید کے سمبل ہیں، علم بلند نہ ہوتا تو اللہ کو پکارنے والا کوئی نہیں تھا، تابوت کاندھوں پر نہ اُٹھتے تو اللہ اکبر نہ ہو رہا ہوتا، اس

عزاداری نے اِس سائنسی دَور میں اللہ کے نام کو بچا لیا، بڑے توحید پرست اور ڈالر کے پجاری ہیں، بُت سب کے پاس ہے، جیبوں میں بُت ہے اور پھر کل کی تقریر، شیطان نے طے کیا مٹی کے بُت ہار گئے، فتح مکہ ابھی پڑھا نہیں ہے، مٹی کے بُت ہار گئے، قرآن کہتا ہے اب شیطان نے جب بُت بنوا چکا اور ہار گیا، شکست ہوئی تو اب اُس نے طاغوت بنائے، طاغوت جیتے جاگتے انسان، جو بُت کی شکل ہیں، بنائے اُس نے، بتایا علیؑ نے کہ اب جیتے جاگتے بُت ہیں، اب بُت تو نہیں بنیں گے، بُت پرستی نہیں ہوگی، علیؑ نے بتا دیا، اب آدمیوں کی پوجا ہوگی، اس لیئے کہ علیؑ نے آخری منزل پر روک دیا بُت پرستی کو، کہا یہاں سے بڑھنے نہیں دیں گے، مالک اشترؒ نے کہا لشکر کو دیکھ رہے ہیں، علیؑ نے کبھی لشکر نہیں دیکھا، مالک کیا ہے یہ لشکر علیؑ کے سامنے، کوئی پرواہ نہیں ہے اس لشکر کی، مالکِ اشتر نے کہا پھر ہم نے دیکھنا شروع کیا کہ علیؑ کدھر دیکھ رہے ہیں، علیؑ کی نظر اُونٹ پر تھی، مالک نے پوچھا کیوں، اسے دیکھ رہے ہیں، کہا مالک میں اسے اس لیئے دیکھ رہا ہوں شیطان نے اس میں حلول کیا ہے، اگر یہ آج رہ گیا تو گھر گھر میں اونٹ کے مجسمے پوجے جائیں گے، تو علیؑ کو لشکر کی پرواہ نہیں تھی، اصل پرواہ اُونٹ کی تھی تو پیغمبرؐ اور امام لشکروں کو نہیں دیکھتا، وہ اُس کو دیکھ رہا ہوتا ہے جس کے اندر وہ رگوں میں حلول کئے ہوئے ہو، اب میں کیسے سمجھاؤں، بدر میں محمدؐ کی نظر لشکر پر نہیں تھی، اُس پر نظر تھی جس کے اندر شیطان نے حلول کیا تھا، اُس پہ نظر تھی، اب وہ مجسم ہو کے آئے گا اور آ رہا ہے، اسے کہتے ہیں طاغوت اور آیت آئی قرآن کی فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ (البقرہ:۲۵۶) اللہ کہتا ہے کافر ہو جاؤ اے مسلمانو یہ کفر اختیار کرو مسلمانو طاغوت سے، آیت ہے قرآن

کی ہم کیا کریں:

يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ (النساء:۵۱)

''وہ بتوں پر اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں۔''

حالانکہ مسلمان بنے ہوئے ہیں، اپنے کفر پر فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم مومنین سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں، یہ وہی لوگ ہیں:

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللهُ (النساء:۵۲) ''جن پر اللہ نے لعنت کی ہے''

وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، کلمہ گو ہیں اس کے باوجود انہوں نے:

أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ (النساء:۶۰) ''انہوں نے طاغوت کو اپنا حاکم بنایا''

حالانکہ اُن سے کہا گیا تھا کہ طاغوت سے انکار کرنا، طاغوت سے کفر اختیار کرنا۔

أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ (النساء:۶۰) طاغوت کو چھوڑو تم سے طاغوت کو پجوایا جائے گا، تم اُن سے کہہ دو ہم طاغوت کے کافر ہیں، اب سمجھے شیعہ کافر، ہم نے طاغوتوں کو چھوڑا چونکہ ہم نے کفر اختیار کیا، ہم طاغوت کو نہیں مانیں گے، صنمیٔ قریش میں علیؑ نے کہا طاغوت بنا لیئے گئے، نمازِ شب میں علیؑ پڑھ کے بتاتے تھے ابنِ عباسؓ کہتے ہیں میں نے علیؑ کو دیکھا دعا پڑھتے ہوئے میں نے کہا مولا یہ دعا کیا ہے، کہا اگر یہ دعا کوئی پڑھے گا تو دشمن اُس پر غالب نہیں ہو سکتا، دعائے صنمیٔ قریش پڑھو، بُت بنائے گئے، اب پتھر کے بت نہیں بنتے، اب طاغوت بنائے گئے، انسانوں کو بُت بنایا گیا، اب آگے بڑھ جاؤں، بُت بنیں ہاں بُت تھا بُت مروان بُت تھا، عبدالملک بن مروان بُت تھا، ہاں بُت تھا، حجاج بن یوسف بُت تھا، اب میں کافروں کے بُت تو گنوا چکا، اب مسلمانوں کے بُت

گنوا رہا ہوں، کچھ کو چھوڑا وہ جانے اور وہ جانے، ہاں سفاح بت تھا، منصور دوانیقی بُت تھا، ہارون بُت تھا، ہاں مامون بُت تھا، ہاں متوکل بُت تھا، ہاں معتمد باللہ اور معتز باللہ بُت تھے اور پھر بنتے گئے، بنتے گئے، یہاں تک کہ انگریزوں نے ہلاکو نے چنگیز نے ان بتوں کو توڑا، آخری بُت بچے ہیں، ابھی نظر نہیں آئے، ایک بُت کا نام ہے سفیانی، لیکن بُت شکن بھی ہے آنے والا ہے، جو ابراہیمؑ کی طرح بت توڑے وہ بُت شکن ہے، جو مولا علیؑ کی طرح بُت توڑے وہ بُت شکن بھی ہے، بُت روز ٹوٹیں، اَنا کے بُت ٹوٹیں، اللہ کی مرضی میں اپنی مرضی ڈالنے کے بُت ٹوٹیں، یہ سب شرک کی تعریفیں ہیں، قرآن میں لکھی ہیں، وقت نہیں کہ کہاں کہاں شرک ہو جاتا ہے، مولانا مودودی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اللہ کے مقابل کسی حاکم کو مان لے اور وہ ترمیم کرے آئین میں بار بار قرآن کو بدلے تو یہ شرک ہے، ایوب خان نے شرک کیا، ضیاء الحق نے شرک کیا، سعودی عرب کے بادشاہوں نے شرک کیا، مسلمان کہتے ہیں ہم شرک نہیں کرتے روز شرک ہو رہا ہے، روز آئین اسلام بدلا جا رہا ہے، یہی شرک ہے، مودودی نے تفسیرِ قرآن میں لکھا ہے، اپنی رائے کو قرآن کی آیتوں میں ڈال دینا یہی شرک ہے، قرآن نے یا يَآ أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ:٦٧) اگر آپ نے اعلان نہیں کیا تو نبوت چلی جائے گی، یعنی شرک ہونے جا رہا تھا، معاذ اللہ قرآن کی آیت ہے ہم کیا کریں،

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

(سورۂ زمر آیت۔۔۔۔٦٥)

''اگر کہیں تم نے شرک کیا تو یقیناً اے رسول تمہارے سارے عمل اکارت

ہو جائیں گے اور تم ضرور گھاٹے میں آ جاؤ گے‘‘

علامہ ذیشان حیدر جوادی نے اس آیت کی تفسیر ’’انوار القران‘‘ میں لکھا ہے کہ :-

ظاہر ہے کہ انبیائے کرام میں ادنیٰ گناہ کا امکان نہیں ہوتا ہے چہ جائیکہ کفر و شرک کا گناہ، لیکن قدرت نے اس لہجے میں گفتگو کی ہے تا کہ بات کی سنگینی کا اندازہ ہو جائے اور سامعین کو معلوم ہو جائے کہ شرک کے بعد نبوت و رسالت کام نہیں آسکتی ہے تو مال و دولت کا کیا ذکر ہے جس طرح کہ قدرت نے مقام غدیرِ خم میں کہا تھا کہ اگر اس امر کی تبلیغ نہیں کی تو گویا رسالت کی تبلیغ نہیں کی ہے تا کہ ولایتِ علیؑ کی عظمت و اہمیت کا مکمل اظہار ہو جائے اور کوئی بات پردۂ راز میں نہ رہ جائے۔

مسلمان محسوس کریں کہ ولایت کا اعلان نہ کرنے پر رسالت نامکمل رہ جاتی ہے تو اس کا اقرار نہ کرنے پر ایمان بھی نامکمل ہی رہ جائے گا۔ (انوار القرآن)

اس لیئے جلدی سے رسولؐ اللہ نے اعلان کیا، **مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ** جس نے مولا علیؑ کو چھوڑا اُس نے شرک کیا، علیؑ کو چھوڑ کے بت پوجے جو علیؑ کو چھوڑے گا بُت پوجے گا، وہ بُت کا پجاری ہو جائے گا، اس لیئے جلدی سے علیؑ کا دامن پکڑ لو تا کہ شرک سے بچ جاؤ۔ (نعرۂ حیدری)

بس یہی بات تھی، اگر حسینؑ نہ نکل پڑتے تو یزید کے بُت بنتے، خدائی کا دعویٰ کرتا، حسینؑ نے کہا کیا مجال میں بیٹھا ہوا ہوں اور میرے سامنے کوئی خدائی کا دعویٰ کرے گا کون سمجھے گا اسے کیوں کہا ہے معین الدین چشتی نے:

حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

لا الٰہ کی بنیاد حسینؑ نے رکھ دی، حسینؑ نے بتایا یزید خدا بننا چاہتا ہے، وہ

فرعون اور نمرود بننا چاہتا ہے، وحی سے انکار کر کے قرآن سے انکار کر کے پیغمبر سے انکار کر کے ارے پاگل، ارے جاہل، سن اگر خدا بننے کا زمین پر کسی کو حق تھا تو وہ میرے نانا کو تھا، وہ میرے باپ کو تھا اور مجھ کو ہے، آخری جملہ ہے میں خدا بن نہیں رہا تو خدا بنے گا، جاہل دیکھ میرے قریب میں رکھی ہے خدائی، میں جب چاہوں اپنی خدائی کو منواؤں، جملہ ضائع نہ کرنا، جب مٹی کے بُت اپنی خدائی کو لاکھوں برس منوا سکتے ہیں تو ایک حسینؑ چاہتے تو قیامت تک اپنی خدائی کو منواتے، بہت قیمتی جملہ تھا، اگر چاہتے، اگر علیؑ چاہتے تو نہروان میں ایک نُصیری کیا سب سے اپنے کو خدا منواتے:

علیؑ کا بندہ ہو کر بندگی کی آبرو رکھ لی
یگانہؔ کے لیئے کیا دور تھا منصور ہو جانا

منصور نے کہا میں خدا ہوں، یگانہؔ نے کہا کیا بکتا ہے تُو کیسے خدا ہو سکتا ہے، ارے میں جب خدا بننا چاہتا ہوں تو میں علیؑ کو دیکھتا ہوں تو میں چپ ہو جاتا ہوں، یہ فضائل ہیں، یہ نہ سمجھئے کہ علیؑ کو خدا بنایا گیا، نہیں سمجھایا گیا بات سمجھائی جا رہی ہے، اگر انسانوں میں خدا بنتا، اگر انسانوں میں خدا آتا "اوتار" بن کے آتا، مظہر بن کے آتا وہ علیؑ کی شکل میں آتا اور اگر اُس کے بعد آنا ہوتا تو حسینؑ کی شکل میں آتا، کیوں نہیں آیا، کیا قدرت نہیں رکھتا، تقریر ختم ہو گئی کیا قدرت نہیں رکھتا، کیا اللہ حسینؑ کی شکل میں نہیں آ سکتا، آ سکتا ہے اللہ نے جواب دیا کہ ہاں میں حسینؑ بن کے زمین پر آ سکتا تھا اس لیئے نہیں آیا کہ مجھے قتل کر دیا جاتا۔ (نعرۂ حیدری)

تم جیو تم سلامت رہو، مجھے تمہارے تھکنے کا خیال ہے، جملہ اس سے بڑا ہے،

گویا حسینؑ نے قتل ہو کر اللہ کو قتل ہونے سے بچایا، ہاں سن لو، اگر زمین پہ خدا آ تا، بس تم خوش رہو ہاں اگر وہ زمین پر آ جاتا، اکیلا ہو جاتا، اکیلا تو ہے ہی، وہ تنہا ایک ہی تو ہے اور اگر آ جاتا زمین پہ آ جاتا یہی ہیں مصائب آج کے، اگر آ جاتا زمین پر اُس کے شانے یوں کٹتے جیسے عباسؑ کے شانے کاٹے گئے تھے، اُس کے سینے پہ نیزہ ایسے مارا جاتا جیسے علی اکبرؑ کے سینے پہ مارا تھا، اُس کے گلے کو اس طرح چھیدا جاتا، جیسے علی اصغرؑ کے گلے کو چھیدا گیا، میں کیا بتاؤں مصائب میں جملے کیسے دوں، جملے تو آ رہے ہیں، لیکن واہ واہ بعد میں کر لینا رو لینا، ایک جملہ آیا شاید یہ سوچ کے نہ آیا کہ شانے کٹیں گے میرے، گلا کٹے گا میرا، جملہ سن لو، تو میں زمین پہ جا کے کیا کروں، اس لیئے کہ مارا جاؤں گا، لیکن میرے بعد میرا رونے والا کوئی نہیں ہے، اُس نے سوچا ہوگا کون میری یاد میں روتا ہے، تو ایسے کو کیوں نہ بھیج دوں کربلا جس کے رونے والے ہوں، زینبؑ جیسی رونے والی ہو، سکینہؑ جیسی رونے والی ہو، ربابؑ اور لیلیٰؑ جیسی رونے والی ہوں، سیّد سجادؑ جیسا بیٹا رونے والا ہو، روئیں گے ہم روئیں گے، سیّد سجادؑ نے کہا جب تک زندہ رہیں گے روئیں گے، پانی دیکھا روئے، گوسفند کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا اور روئے، مگر ہائے جانا تو قیامت تھا ہی زینبؑ کا، لیکن شام سے واپسی قیامت تھی، پتہ ہے تمہیں جب زینبؑ جا رہی تھیں تو ایک ایک جگہ کو یاد کرتی جا رہی تھیں، اچھا اس پتھر پر میرے بھائی کا سر رکھا گیا، اس درخت میں میرے بھائی کا سر لٹکایا گیا، ارے جب واپس آئیں تو ایک ایک جگہ رُکتی جاتیں، سیّد سجادؑ یہ تو وہی پتھر ہے یہ تو وہی درخت ہے، مگر ہائے قیامت پہ قیامت ہوگئی، یہ چھوٹے چھوٹے جملے نفسیاتی عمل میں آتے ہیں، جب بھی الگ

سے یاد کریں گے جملہ تو آپ کے لیئے مرثیہ بن جائے گا، قیامت یہ ہو گئی کہ جب کبھی زینبؑ قید خانے میں بھائی کو رونے کو بیٹھتیں تو فوراً ہی پہلو میں آ کر سکینہؑ بیٹھ جاتیں، مرثیہ ہے نہ جملہ، اِدھر زینبؑ نے بھائی کو یاد کیا، سکینہؑ نے بابا کو یاد کیا اور جو گریہ کا شور ہوتا قید خانے کی فضا میں یا حسینؑ کی آوازیں گونجنے لگتیں، یا حسینؑ یا حسینؑ، لیکن جب شام سے بی بی زینبؑ چلیں، اب جو بھائی کو روتیں تو بار بار پہلو میں دیکھتیں، سکینہؑ نہیں ہے، باپ کو رونے والی بیٹی نہ رہی، بہت روئیں سیّدہ بی بی، اپنے بابا رسولؐ خدا کو بہت روئیں راتوں کو روئیں، دن کو روئیں، لیکن پچھتر یا پچانوے دن کے بعد رات کو رسولؐ اللہ خواب میں آئے، زہراؑ کل ہم تمہیں لینے آئیں گے، بابا اب دنیا میں رہا نہیں جاتا، ہاں فاطمہؑ چلو میرے ساتھ چلو، آئے نبیؐ اور بیٹی کو لے گئے، جانے سال گزرا ایک سال گزرا، سکینہؑ نے بابا کا بہت انتظار کیا، ایک رات بابا خواب میں آئے، کہا سکینہؑ چلو گی، بابا کی گود میں آ جاؤ، آؤ ہم تمہیں لے کے چلتے ہیں، آؤ سکینہؑ آنکھ کھلی پتہ ہے کیا ہوا، آنکھ جو کھلی زنداں میں اندھیرا تھا، سکینہؑ بی بی نے اپنے ننھے ننھے ہاتھ سے پوری زمین پر کچھ ڈھونڈنا شروع کیا، زینبؑ نے کہا کیا تلاش کر رہی ہو، کہا بابا آئے تھے، پھوپھی اماں، ابھی بابا آئے تھے، تھم تھم کے رو لو، سکینہؑ بی بی کے چچا کا علم نکلے گا، ابھی وہی علم جسے سکینہؑ نے عاشور کو سجایا تھا، وہ علم آج صفر کی اٹھارہ ہو گئی، ایک ہی دن تو چہلم میں رہ گیا، چہلم ہوا اور موسم عزا ختم ہوا، سمجھ لو الوداع ہے، بس الوداع ہے، دو دن کے بعد آخری عشرہ شروع ہو جائے گا، ہم حسینؑ کو الوداع کہیں گے، اربعین ہے، بہن قبرِ حسینؑ پر الوداع کہنے آئے گی، جب بہن قبر سے بچھڑ جائے گی اور کبھی کربلا آنا نہ ہو گا، چہلم حسینؑ اور

زینبؑ کی آخری ملاقات کا نام ہے، تم خوش قسمت ہو جب چاہو قبرِ حسینؑ دیکھ لو، زینبؑ جو کربلا سے گئیں پھر بھائی کی قبر نہ دیکھ سکیں، پھوپھی اماں ابھی بابا آئے تھے، سکینہؑ بی بی نے رو رو کے پکارا، بابا سکینہؑ ڈھونڈ رہی ہے، بابا آپ کہاں چلے گئے، سکینہؑ جو روئیں اب کس کے آنسو رُکتے، دھاڑیں مار مار کے پھوپھیاں روئیں ماں روئی، کہرام مچا، اندھیرے زنداں میں ایک کہرام مچ گیا، سب نے کوشش کی، سکینہؑ چپ ہو جائیں، سکینہؑ چپ ہو جائیں، ایک بار زینبؑ اُٹھیں، سینے سے لپٹا لیا، دیکھو مجمعے میں جنھوں نے چھوٹے بچے گود میں پالے ہیں میں نے بھی پالے ہیں، مجھے پتہ ہے یہ ایک نفسیات ہے اور تمہیں بتا رہا ہوں، اگر نہیں تمہیں یہ بات پتہ سوچا کرو، جب بچہ بہت روتا ہے تو دل پگھلنے لگتا ہے، اگر دھاڑیں مار کے بچہ روئے تو چپ کرانے کا جب کوئی طریقہ نہیں ہوتا تو چاہنے والی ماں اور باپ بھائی ماموں چچا اُٹھا کے سینے سے لپٹا لیتے ہیں بس سینے کی گرمی پائی اور بچہ چپ ہوا، جہاں تھپکا ماں نے بچے کو تسلی ملی، کچھ سمجھے، سکینہؑ بہت رو رہی تھی، ربابؑ نے اُٹھایا سینے سے لگایا، سکینہؑ چپ نہیں ہوئیں، زینبؑ نے سینے سے لگایا، سکینہؑ چپ نہیں ہوئیں، سیّد سجادؑ نے گود سے لگایا، سکینہؑ چپ نہیں ہوئیں، جب کہرام بہت مچا حاکم نے کہا شور کیسا ہے، کہا وہ بچی جو روز روتی ہے وہ تڑپ کر اپنے باپ کو یاد کرتی ہے، کہتی ہے میرے باپ کا سر منگوا دو، حاکم نے کہا سر لے جاؤ سب چپ ہو جائیں گے، ہماری نیند خراب ہو رہی ہے، سر ملے گا تو سب چپ ہو جائیں گے، ہمیں نیند نہیں آتی، جب یہ قیدی روتے ہیں، کہتے ہیں کہ سر ابھی لینے چلا تھا کہ جس صندوق میں سر تھا تالا ٹوٹ گیا، حسینؑ خود چلے، سکینہؑ نے پکارا، قاضی نور اللہ شوستری شہیدِ ثالث لکھتے ہیں

کہ سر خود چلا اور جب قید خانے کے دروازے کے پاس سرِ حسینؑ پہنچا تو تالا ٹوٹ کے گر گیا، دروازہ کھل گیا، سرِ حسینؑ روشنی پھیلاتا ہوا آیا، سکینہؑ نے کہا بابا آئے، ایک بار اپنے ہاتھ پھیلائے، سر حسینؑ سکینہؑ کے ہاتھوں پہ آیا، اب میری طرف دیکھنا جیسے ہی سر آیا سکینہؑ نے اپنا رخسار بابا کے رخسار پہ رکھا، جیسے ہی سر رکھا، آواز بند ہوگئی، گویا حسینؑ نے سکینہؑ کو گود میں لے لیا، زینبؑ دوڑیں، سکینہؑ کو اُٹھایا، آواز دی، سیّد سجاد انا للہ و انا الیہ راجعون، سکینہؑ مر گئی، سیّد سجادؑ سکینہؑ کا دم رُک گیا، سکینہؑ مر گئی، سرِ حسینؑ دربان واپس لے گیا، اب سکینہؑ تو مر گئی نا اب سیّد سجادؑ لاشِ سکینہؑ پر بیٹھے یہ سوچ رہے تھے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں، پیروں میں بیڑیاں ہیں میں قبر کیسے بناؤں ارے میں کفن کیسے پہناؤں، زینبؑ روتی ہوئی درِ زنداں پہ آئی، کہا میری ماں فاطمہؑ کی چادر کربلا میں لٹ گئی تھی لاؤ تاکہ سکینہؑ کو کفن دیا جائے۔ ماتمِ حسینؑ

❁❁❁❁

نویں مجلس

فتحِ مکّہ، علیؑ دوشِ رسولؐ پر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآل محمدؐ کے لیئے

چودہ سو اُنتیس ہجری کے عشرۂ چہلم کی نویں تقریر امام بارگاہ جامعہ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ''بت شکن اور بت تراش'' کے موضوع پر، تقریباً اپنے موضوع کے اعتبار سے اختتامی کلمات تک ہم بہت قریب آ گئے، موضوع کو سلجھانا نہیں پڑا، اس لیئے کہ اُلجھا ہوا موضوع نہیں تھا، سب کے اذہان میں یہ اصل تاریخ دنیا کے مذاہب کی اچھی طرح سے واقفیت کے ساتھ موجود ہے کہ دو بلاکوں میں دنیا ہمیشہ تقسیم رہی، ایک طرف وہ تھے کہ جو اپنے بنائے ہوئے معبودوں کو مانتے تھے اور دوسری طرف وہ کہ جو اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاء کو مانتے تھے، بس یہ کُل ہمارے موضوع کی حقیقت ہے، اسی کو ہم نے آٹھ دن پھیلا دیا، بات کُل اتنی تھی کہ یہ جھگڑا یہ فساد، یہ زمین پہ شر، کہ جس کے لیئے اللہ کو کہنا پڑا زمین پر فساد نہ کرو لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ (البقرہ:۱۱) پورے قرآن کو میرے ان جملوں کی روشنی میں پڑھتے چلے جائیں، قرآن کی اپنی ہی روشنی اتنی ہے کہ میرے جملے کیا کام آئیں گے کہ جہاں اللہ نے فساد فی الارض کی مذمّت کی اور پچھلے انبیاءؑ کے قصے سنائے کہ جتنے بھی انبیاء بھیجے گئے،

وہ بت پرستوں میں بھیجے گئے کہ ان کی بری عادت جا کے چھڑاؤ، اب ظاہر ہے کہ مجھے کوئی ایسی ضخیم کتاب تو نہیں بنانا تھی کہ جس میں میں عاد و ثمود کے بتوں کی تفصیل بیان کرتا، کہاں کہاں لگے تھے، کیسے تھے، کس طرح وہ پوجا پاٹ کرتے تھے، جنابِ ھودؑ کے دور میں جنابِ صالحؑ کے دَور میں، جنابِ شعیبؑ یعنی کوئی پیغمبر آپ کو ایسا نہیں ملے گا کہ جس کے ساتھ دو چار آیتیں قرآن میں نہ ہوں کہ وہ یہ قوم سے کہہ رہے ہیں، چھوڑ دو ان بتوں کو چھوڑ دو، یہ بت نجس ہیں، یہ بت نحس ہیں، بت نحس ہیں، نجاست ہیں، لیکن وہ اپنی ضدوں پر اَڑے رہے اور قرآن یہ کہتا ہے بہت تھوڑے سے لوگ تھے اقلیت میں جو انبیاءؑ پر ایمان لائے اور انہوں نے بتوں کو چھوڑا، اس سلسلے میں کافروں کی ان حرکتوں کی وجہ سے انبیاءؑ کو بڑی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں، بت تو کچھ بھی نہ بولے منہ سے، لیکن اصل تھے بُت تراش، اصل تھے بُت تراش اور اُن کی وجہ سے انبیاءؑ کو بڑی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں، پتھر کھانے پڑے، بعض انبیاءؑ ذبح ہوئے، انبیاءؑ نے قربانیاں دیں، انبیاءؑ کے سر کاٹے گئے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں ستّر ہزار انبیاءؑ وہ ہیں کہ جن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے، اُن کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے گئے، اُن کی ہڈیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا، اُن کے جسم کا قیمہ بنایا گیا، ستر ہزار انبیاءؑ ایسے ہیں اور سب کے سب یہی کہتے تھے کہ ان بتوں کو چھوڑ دو، اور ایک ایسا بھی دور آیا کہ صبح کو اللہ نے ایک نبی کو مبعوث کیا اور شام کو اُس کو ذبح کر ڈالا گیا، دوسری صبح پھر آئی، ایک نبی مبعوث ہوا، روزانہ ایک نبی مبعوث ہوتا تھا، ایک نبی روز قتل کرتے تھے، ظاہر ہے وہ انبیاءؑ جن کی زندگی نبوت اور رسالت کی ایک دن تھی اُن کا نام کون تاریخ میں لکھتا اور اللہ نے بھی اُن عظیم

قربانیوں کو تفصیل کے ساتھ نام لے کر نہیں بتایا صرف اولوالعزم پیغمبروں کا ذکر کیا، مشہور انبیاءؑ کا ذکر کیا، آپ کو اجازت ہے آج نویں مجلس ہے اور میں اس کے لیئے ذہنی طور پر تیار ہوں کہ کوئی اگر خلش رہ گئی ہو موضوع کے اعتبار سے یا کوئی ایسی بات جو کسی کی سمجھ میں نہ آئی ہو تو وہ سوال کرسکتا ہے، پوچھ سکتا ہے اور اعلان کے بعد میں پانچ دس منٹ کا وقت بھی دے رہا ہوں، سوچنے کا کہ وہ سوال سوچ لے، پھر سوال اگر وہ سوچ بھی لے گا تو دس منٹ اور دے رہا ہوں ہمت پیدا ہونے کے لیئے تو کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، مجمعے میں سے کوئی کچھ نہیں کہے گا، میں بھی کچھ نہیں کہوں گا، بہتر یہ ہے کہ یہیں محفل میں بات صاف ہو جائے، اچھا یہ بات میں سمجھائے دیتا ہوں، اچھے طریقے سے کہ عنوان پر رہ کر سوال کریں گے جزیات عنوان کو سمجھانے کے لیئے مددگار جو چیز ہو، دیکھیے اصل چیز ہوتی ہے آپ کو ایک بکس بنانا ہے لکڑی کا تو آپ کا مقصد ہے بکس بنانا، اب اُس کے لیئے لوازمات ہتھوڑی پلاس کیلیں، ریگ مار، آری کی ضرورت پڑے گی تو اب یہ نہیں ہوگا کہ موضوع آپ کا ہے بکس جو بنانا ہے، لکڑی خرید لائے ہیں، بکس تیار ہوگا، الماری بنے گی، اب یہ نہیں کہ ہتھوڑی پہ سوال ہو رہا ہے، کیل پہ سوال ہو رہا ہے، آریاں چل رہی ہیں، پیچ کش پہ سوال ہو رہے ہیں، اسکرو ڈھیلے کئے جا رہے ہیں، یہ سب نہیں، یہ جزیات ہیں، یہ نہیں وہ جو کچھ میں نے ہتھوڑیاں چلائی ہیں، آریاں چلائی ہیں، اُس کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں، یہ بتایئے کہ بکس بن گیا کہ نہیں بن گیا۔ عربی میں بکس کو تابوت کہتے ہیں، تو کل ہماری اختتامی تقریر تابوت پر ہوئی، تابوت موسیٰؑ کو جو مادرِ موسیٰؑ نے صندوق بڑھئی سے بنوایا، جس میں اللہ نے کہا اس میں رکھ کے موسیٰؑ کو، بہا

دو، وہی صندوق تھا جو بعد میں تابوتِ سکینہ بن گیا، اتنا پاکیزہ تھا کہ اُس وقت جب نیل ندی میں چلا تو وہی صندوق جھولا بنا ہوا تھا، بعد میں وہ تابوتِ سکینہ بن گیا، تابوت ایک ہی ہے، چاہے وہ علی اصغرؑ کا جھولا ہو یا سکینہؑ کا تابوت، وہ بھی ایک ماں سے منسوب ہے، یہ بھی اُمِ ربابؑ سے منسوب ہے، اللہ جس چیز کو پسند کرلے، ورنہ اُس تابوت کی کیا اہمیت تھی، اُس صندوق کی جس میں موسیٰؑ کو بہایا گیا، اللہ نے کہا نہیں اس میں ہمارا نبی ڈال کر دریا میں بہایا گیا ہے، خطرات کی لہروں سے کھیل رہا تھا موسیٰؑ کا بچپن، ارے موسیٰؑ لہروں سے کھیلیں تو صندوق پاکیزہ ہوجائے، علی اصغرؑ تیروں سے کھیلیں تو جھولا پاکیزہ نہ ہوجائے، کیا بات ہے یہ، کیسے لکھنے والے کربلا کے بچوں کو موسیٰؑ، عیسیٰؑ داوٗدؑ، سلیمانؑ اور آدمؑ سے کم تر سمجھتے ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تو انبیاءؑ کے سروں پہ تاج نہ ہوتا، کہنے کو چھ مہینے کے ہیں علی اصغرؑ سب کا بچپن موجود ہے قرآن میں، اللہ نے محفوظ کیا، ابراہیمؑ کا بچپن ہے انگوٹھا چوستے ہوئے، موسیٰؑ کا بچپن قرآن میں ہے، عیسیٰؑ کا بچپن قرآن میں ہے، یوسفؑ کا بچپن قرآن میں ہے، تو میں پوچھوں اللہ سے کام لینا ہے جوانی میں نبوت دینی ہے جوانی میں یہ بچپن سے کیوں بات شروع کررہا ہے، صرف لئے انبیاءؑ کے بچپن کو محفوظ کیا تاکہ علی اصغرؑ سمجھ میں آئیں، یہ موسیٰؑ کو بچپن نہیں ہے، یہ عیسیٰؑ کا بچپن نہیں ہے، اور ہر بچپن کا انداز الگ رکھا موسیٰؑ پیدا ہوئے بولے نہیں، یوسفؑ پیدا ہوئے بولے نہیں، ابراہیمؑ پیدا ہوئے بولے نہیں، عیسیٰؑ پیدا ہوئے جھولے میں بولے، جھولے میں بولے تاکہ اللہ بتائے کہ جھولے کا بچہ بولتا ہے، اس لیئے حسینؑ نے علی اصغرؑ سے کہا حجتِ خدا کے بیٹے ہو، حجت کو تمام کرو، کوئی یہ نہ کہہ دے کہ چھ مہینے کا بچہ بولتا نہیں ہے، بولے علی اصغرؑ بولے،

سنا لوگوں نے علیؑ اصغر بولے دیکھئے حسینؑ نے علی اصغرؑ سے کہا کہ حجت کو تمام کرو، کس بات پہ کہا حجت کو تمام کرو جملہ چھوٹا سا ہے چونکہ مصائب میں سن کے نکل جاتے ہیں اس لیئے غور و فکر کی ہمیں بالکل مہلت نہیں ملتی اور اگر بات آجائے تو سمجھا دینا چاہیئے، حجت تمام ہونا کیا ہے بھئی ہم کیا کہتے ہیں حضرتِ حجت آنے والے ہیں کیوں آنے ولے ہیں، یعنی اللہ اُن کے ذریعے اپنی حجت کو تمام کرے گا، علیؑ حجت حسنؑ حجت، حسینؑ حجت، یعنی جہاں پر حجت کو تمام کرنا ہے یعنی اللہ آخری دلیل اپنی دیتا ہے اسے کہتے ہیں حجت، یعنی اب اس کے بعد حجت نہ کرنا، حجت ہو چکی، حجت تمام ہو چکی، جب حسینؑ نے کہا پانی دے دو تو عمرِ سعد نے کہا بیعت کر لو، یہ ہے پوری گفتگو کو سمجھیے، حسینؑ نے کہا پانی دو بچے کو، عمر سعد نے کہا بیعت کرو، اب حسینؑ نے بچے سے کہا حجت تمام کرو، مطلب یہ ہے کہ پانی تمہارے لیئے مانگا ہے، اُس نے کہا بیعت کرو، میں جواب بیعت کا دے چکا، جواب تمہیں دینا ہے ٹھہرو علی اصغرؑ سے کہا پانی پینا ہے یا جواب دینا ہے، اب علی اصغرؑ حجت تمام کریں گے، زعفر جن کہتا ہے میں قریب تھا، میں نے صاف سنا علی اصغرؑ نے کہا لاحول ولا قوۃ الّا باللہ، حجت تمام ہوئی، اب توجہ، بچے اور جوان، خصوصی طور پر توجہ کریں، میں شہزادے کے فضائل پڑھ رہا ہوں، باب الحوائج ہیں باب الحوائج کی رات ہے تاکہ دعائیں جو لوگوں نے کہا ہے میں نے اس لیئے شروع کیا تاکہ سب کی دعائیں قبول ہوں، اس لیئے کہ باب الحوائج میں اقطع کلام الحسین اُس کو کہنا چاہیئے تھا عمرِ سعد کو، اقطع کلام العلی اصغر، اگر کہتا تو پورا لشکر کہتا معجزہ ہوا ہے، معجزے کو چھپانے کے لیئے کہا کلام الحسین قطع کرو، کلام حسینؑ نہیں کلام علی اصغرؑ

کو قطع کرو۔ سنا سب نے سنا علی اصغرؑ کی آواز سب نے سنی، مریمؑ کے ہاتھ پہ اگر عیسیٰؑ بول سکتے ہیں تو حسینؑ کے ہاتھ پہ علی اصغرؑ بول سکتے ہیں، کوئی حیرانی کی بات نہیں، ان باتوں پہ حیرانی کی بات نہیں اور نہ یہ کہنے کی ضرورت ہے، ہم نے اس سے پہلے نہیں سنا۔ اس سے پہلے تم نے سنا کیا کیا ہے، ابھی سنا ہی کیا ہے، اگر تم نے یہ کہہ دیا کہ یہ ہم نے نہیں سنا تو تم علیؑ سے بڑے ہو گئے، یعنی سب سن چکے ہو، یہ پہلی بار سنا، تھوڑے سے فضائل ہیں، سب تمہارے سنے ہوئے ہیں، وہاں کہہ رہے ہیں رسولؐ اللہ سارے دنیا کے درخت قلم بنیں، سارے سمندر روشنائی بنیں اور جن وانس مل کر بیٹھیں لکھنے، علیؑ تیرے فضائل کا احصاء نہیں ہو سکتا اور تمہارا سنا ہوا ہے، ہم نے پڑھا نہیں، تمہارا سنا ہوا ہے، کون ہے وہ جو کہتا ہے ہم نے نہیں سنا، نہ سنا ہوگا، کون کہتا ہے، یہ نہیں سنا وہ نہیں سنا ارے ساری زندگی یہ کہتے رہو گے کہ ہم نے یہ نہیں سنا، جب تک تم ضمیر اختر کو نہیں سنو گے، یہ خوش قسمت ہیں۔ اسی شہر کراچی میں آج سے پچیس برس کے بعد یہ بھی فخر کریں گے تم نے کیا سنا ہم نے سنا۔ (نعرۂ حیدری)

سن لو غنیمت جانو وقت یوں جا رہا ہے، اگر ہم علیؑ کے غلام نہ ہوتے تو تنابیں کھینچ کر نہ بیٹھتے، وقت کو روکتے ہیں تمہارے لیئے بھاگا جا رہا ہے، تیزی کے ساتھ، کوئی کہتا ہے پونے دو گھنٹے کی تقریر تھی، ہمیں تو لگا ایک گھنٹے کی تقریر تھی، تھی دو گھنٹے کی، دیکھا یہ ہے وقت کی کچھ تنابیں تم نے کھینچیں، کچھ ہم نے، یہ بھی بولیاں کون سمجھے گا، یہ بھی محاورے کون سمجھے گا، زبان بھی سیکھو، لسانیات بھی سمجھو، لغت کو بھی سمجھو، رجال کو بھی سمجھو، منطق کو بھی سمجھو، صَرف ونحو کو بھی سمجھو، تفسیر کو بھی سمجھو، حدیث کو بھی سمجھو، جیوگرافی بھی سمجھو، سوکس بھی سمجھو، ہسٹری بھی سمجھو، باٹنی

ذوالوجی بھی سمجھو، جیالوجی بھی سمجھو، فلکیات، ارضیات ارے کہاں کیا کیا شاہد نواب صاحب کہتے ہیں کہ گنتے گنتے تھک جاتا ہوں کہ کتنے علوم پہ آج بول دیا، چونکہ وہ تو بھئی لکھاری ہیں نہ وہ تو لکھتے ہیں جیو کے لیئے اے آر وائی کے لیئے، وہ تو اپنے مقصد سے تقریریں سن رہے ہیں، وہ تو خود کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے مقصد سے سن رہے ہیں، ہماری کام کی کیا باتیں آ رہی ہیں اس میں، سب اپنے اپنے سبجیکٹ کی لے جاتے ہیں، تم اپنے سبجیکٹ کی لے جاؤ، جو جس کا سبجیکٹ ہو لے جاؤ، سننا تو سیکھو، مسئلہ سارا یہ ہے سننا تو سیکھو، دیکھو سامنے کا موضوع تھا بت پرستی سامنے کا موضوع تھا لیکن موضوع نہیں بنا کبھی، ہم کیا کریں، سنتے آئے تھے کارِ رسالتؐ آئے تھے بت پرستی کو ختم کرنے کے لیئے، بس اتنا ہی تو سنا نا، میں نے موضوع کو کہاں تک پھیلایا، مقصدِ بعثتِ سرکار دو عالمؐ صرف بت پرستی کو ختم کرنا تھا، یہ ہے مختصری نبوت کی تاریخ، اس لیئے کہ تین سو پینسٹھ بت کعبے کو گھیرے بیٹھے ہوئے تھے۔ اب مسئلہ کیا تھا، مٹی کے بت تھے، چند لمحوں میں توڑے جا سکتے تھے، چکنا چور کئے جا سکتے تھے، اُس پہ چلا جھگڑا باتیں چلیں، عزّیٰ کی بات، لات کی بات، منات کی بات، ہُبل کی بات، نعرے لگتے بدر میں سب کو لے کے آئے تھے، اُحد میں سب کو لے کے آئے تھے، ساری لڑائیوں میں بُت لے لے کے آئے تھے، اُٹھا اُٹھا کے سروں پہ لائے تھے، کاندھوں پہ لائے تھے، باجے بجاتے آئے تھے، بتوں کو خوش کرتے آئے تھے، سب کو معلوم ہے اُدھر بت تھے، یہاں کیا تھا، وہاں تو سمبل تھے، بت اُٹھائے ہوئے تھے، ضروری تھا اِدھر بھی تو کچھ ہو، بت کا جواب بھی تو ہو، ہونا چاہیئے نا بت کا جواب، ہونا چاہیئے تو انہوں نے کہا بھتیجو بدر میں کہا بھتیجو

کسی کو بھیجو تین بھائی آگے بڑھے اور انہوں نے کہا ہم جائیں، معاذ معوذ اور عوف تینوں سگے بھائی، انیس (۱۹) سال، بیس سال اکیس سال کے سِن تھے، سرکارؐ نے کہا جاؤ یہ تو چلے گئے، اُدھر سے بھی تین آئے شیبہ، عتبہ اور ولید، اُنہوں نے اُنہیں دیکھا بھی نہیں، اُنہوں نے کہا نہیں شجرے والے بھیجو، خاندانی بھیجو، شرفاء کو بھیجو، جنہیں ہم جانتے ہوں، ہم خاندانی لوگ ہیں، چھوٹے موٹے لوگوں سے نہیں لڑتے، تو بُت لائے تھے، عُزّیٰ عزّت والا، لات اللہ سے بنایا تھا اللہ سے لات، عزیز سے بنایا تھا عُزّیٰ، دونوں اللہ کے نام عزیز، عزت بھی اُس کی ہے اور اللہ بھی وہی ہے۔ یہ دو بُت لیکن دونوں مؤنث بنائے تھے، دیوتا نہیں تھے، دیویاں تھیں اور کہتے تھے یہ دو ہی تو اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ سورہ النجم میں اللہ کہتا ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۔ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى

(النجم:۱۹،۲۰)

کیا تم نے دیکھا جو انہوں نے اللہ کی بیٹیاں بنائیں ہیں، لات منات اور عُزّیٰ یہ تینوں کو تم نے دیکھا، رسولؐ اللہ سے اللہ کہہ رہا ہے ان تینوں کو تم نے دیکھا، ارے یہ کچھ کر سکتے تو توڑنا آسان تھا، کیوں نہیں توڑا، اس لیئے کہ بُتوں کے سرپرست بُتوں کی سرپرستی کر رہے تھے تو ایک ہوا بُت پرست، ایک ہوا بُت پرستوں کا سرپرست، سرپرست بہت تھے۔ اللہ نے چاہا جب تک سرپرست سامنے کھل کے نہ آجائیں اُنہیں باتیں کرنے دیجیئے تا کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے سب باہر آئے تو یہاں تک بات آگئی ایک دن ہم تمہارے اللہ کو پوجیں گے، ایک دن تم ہمارے بُتوں کو پوجو، اللہ نے کہا تمہارے بُت تمہارے لیئے،

ہمارا اللہ ہمارے لیئے، تیسواں پارہ:

قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ o لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ o وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ o وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ o (سورہ الکافرون۔۔۔آیت ۱ تا ۶)

''کہہ دے! اے انکار کرنے والو! میں اُس کی بندگی نہیں کروں گا جس کی کہ تم بندگی کیا کرتے ہو اور نہ ہی تم اُس کی بندگی کرنے والے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں، اور نہ ہی میں اُس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ ہی تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرنے والا ہوں، (پس) تمہارا دین تمہارے لیئے اور میرا دین میرے لیئے ہے۔''

اللہ نے کہا نہیں یہ سب بیکار باتیں ہیں، ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہوگا، یعنی حق و باطل کو مکس کرنا چاہ رہے تھے کوشش وہیں سے شروع ہو گئی تھی کہ ان کو بھی رضی اللہ بنا دیں، اُن کو بھی رضی اللہ بنا دیں، کوشش وہیں سے تھی۔ نعرہ حیدری!

رسولؐ اللہ نے کہا تمہارے بت تمہارے لیئے، ہمارا خدا ہمارے لیئے اور اُس کے نمائندے، بھئی اسی طرح تو آئے گا نا آمنا سامنا اُدھر بت اور بت کے سرپرست، اِدھر خدا اور خدا کے نمائندے، یہ کیسے کہہ دوں، خدا کے سرپرست، کیوں کہہ دوں تو اب جب مقابلہ ہوگا تو یہی بت پرست لا الٰہ کہیں گے، دیکھئے میری بات کو سمجھ لیجئے، یہی بت پرست لا الٰہ کہیں گے اور مسلمان ہو جائیں گے، اچھا تو ان کو بدلنا ہے، ان کو بدلنا نہیں، بات سمجھے آپ بھائی چینج (change) اُدھر آنا ہے، چینج اِدھر آنا نہیں۔ یہ قیامت تک ایسے ہی رہیں گے، اس لیئے کہ کہہ چکے کہ تمہارے بت تمہارے لیئے، ہم تمہارے بت

مانیں گے نہیں، یہ جیسے آئے ہیں ان کو ویسا بنانا ہے، یہ جیسے آئے ہیں ان کو ویسا بنانا ہے، اس لیئے کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پہ پیدا ہوتا ہے، بعد میں یہ بُت پرست بن گئے، انہیں واپس لانا ہے فطرتِ اسلام پر تو بدلیں گے یہ، اب ایک طرف ہیں دنیا میں بدلے ہوئے لوگ، ایک طرف ہیں وہی جو تھے وہی ہیں، تو اب ہم سے یہ تقاضا ہے کچھ ان کو مان لو، کچھ ان کو مان لو، ہم کہہ رہے ہیں یزید تمہارے لیئے، حسینؑ ہمارے لیئے۔ نہیں ہم نہیں مانتے، ہے کھلی بات۔

(نعرۂ حیدری)

بھئی سیدھی سی بات ہے یہ جیسے تھے ویسے ہی ہیں، وہ ہوئے تبدیل تو آپ تبدیلی کی قیمت ہم سے لینا چاہتے ہیں، کلمہ پڑھا اُنہوں نے ٹیکس دیں ہم اُنہیں ماننے کا، کیا مطلب ہے، اچھا کلمہ پڑھوایا ان لوگوں نے اور انہوں نے مانگا قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا تو آپ نے دیا نہیں، ہم یزید کو ٹیکس کیسے دیں؟ کیوں کس بات پر ٹیکس، کہا اِن کے لیئے گیا ہے، مانگ آپ اُن کے لیئے رہے ہیں، حکمِ الٰہی آیا بس ہو گیا بہت بُت پوجے جا چکے چونکہ زمین و آسمان کے درمیان میں آپ موجود ہیں، ذاتِ رسالتؐ موجود ہے، نوحؑ نے ہم سے کہا تھا یہ بُت نہیں چھوڑیں گے، عذاب لا، ہم عذاب لے آئے، صالحؑ نے کہا عذاب لا ہم لے آئے، ہودؑ نے کہا عذاب لے آ ہم عذاب لے آئے، ہمارا ہر نبیؑ عذاب مانگتا گیا، ہم دنیا کو تباہ کرتے چلے گئے، ذرا سوچئے حضرتِ آدمؑ کے آنے کے بعد اتنی بار دنیا تباہ ہوئی ہے تو آدمؑ سے پہلے کتنی بار تباہ ہوئی ہوگی، پہلی تقریر طوفانِ نوحؑ میں پوری دنیا برباد ہو گئی، سارے انسان مر گئے، عاد و ثمود تباہ، فرعون برباد، سورہ فجر پڑھ لیجیے،

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ (سورۂ الفجر: آیت ۷ تا ۹)

تہس نہس کر دیا کوٹ کے زمین کو بجری بنا دیا، جیسے پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، قوم عاد کی ہڈیوں کا چورا کر کے ریگزاروں میں ذرّوں میں ملا دیا، ذرّے اُڑتے ہیں تو اُن میں قومِ عاد کی ہڈیوں کا چورا شامل ہے، ہڈیوں کے ریزے نظر آتے ہیں، چمکتے ہوئے ذرّوں میں یہ قوم عاد کی ہڈیوں کو سرمہ بنایا ہے ہم نے، کافروں نے بت نہیں چھوڑے، بت یہ بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں، لیکن درمیان میں آپ ہیں عذاب نہیں لائیں گے، عذاب آنا نہیں ہے، چارۂ کار کوئی ہے نہیں، میرے جملے کی قیمت دیں گے آپ، بہت سی چیزیں آپ پہ ڈیو (due) ہو گئیں، اس وقت جان کے ڈیو (due) کر رہے ہیں، نوحؑ نے کیوں عذاب مانگا، چانس دیتے، صالحؑ نے کیوں عذاب مانگا، موقع دیتے ہودؑ نے کیوں عذاب مانگا موقع دیتے موسیٰؑ کیوں غرق کیا فرعون کو، موقع دیتے سارے انبیاءؑ نے پکار کر کہا ضمیر اختر دیوانے ہو گئے ہو، موقع کیسے دیتے، ہمارے پاس علیؑ ہوتا تو موقع دیتے، بتوں کو توڑے کون، بھائی ڈیو ہو گیا، قرضہ ہو گیا تمہارے اوپر، اگر ایک علیؑ نوحؑ کے پاس ہوتا تو عذاب نہ مانگتے، جملے کی قیمت دیتے جاؤ، اگر ہودؑ کے پاس علیؑ ہوتا عذاب نہ مانگتے، صالحؑ کے پاس علیؑ ہوتا عذاب نہ مانگتے، محمدؐ نے عذاب اس لیئے نہیں مانگا کہ بتوں کو مٹانے کے لیئے عذاب نہ لا، علیؑ کی ذوالفقار عذاب ہے، نعرہ حیدری! (جیو جیو، سلامت رہو)

ذوالفقار ہے آ گیا موقع جبریلِ امیں آ گئے، پتہ نہ چلے جو آپ کے آس پاس ہیں اُنہیں پتہ نہ چلے، تیاری شروع کیجئے، مکے کو فتح کرنا ہے، لیکن بتایئے

گا کسی کو نہیں ہر لڑائی میں بتا دیا جاتا تھا، تیاری کرو، تیاری کرو، جنگِ خیبر ہونے والی ہے تیاری کرو، جنگِ بدر ہونے والی ہے تیاری کرو، جنگ اُحد ہونے والی ہے تیاری کرو، جنگِ خندق ہونے والے ہے تیاری کرو، جنگِ حنین ہونے والی ہے، لیکن فتح مکہ نہیں بتانا نہیں چھپالو، چھپانے کو کیا کہتے ہیں تقیہ، تقیہ کہتے ہیں، حکم آ گیا فتح مکہ، جبریلؑ آ گئے تیاری کیجئے تیاری دس ہزار کا لشکر تیار ہوا، ابھی اعلان نہیں ہوا تیاری کیا ہے، لشکر کو تیار کرو، سب کو بلایا، رسولؐ اللہ نے کہا دیکھو بھائی اس موقع پر کچھ حکم الٰہی آیا ہے جو اور لڑائیوں کے لیئے نہیں آیا، اس لڑائی میں لڑنا کچھ نہیں ہے تمہیں تلوار نہیں چلانی، بلکہ اللہ نے یہ کہا ہے جسمانی مظاہرہ کرو، جتنے چوڑے سینے والے ہیں وہ زِرہ بکتر پہنیں، جوشن پہنیں لوہے کے خود لگائیں، خود میں شتر مرغ کے پروں کی کلغیاں لگائیں، طرّوں کو بلند کریں، چہروں کو چھپالیں، صرف آنکھ نظر آئے، عبائیں اوڑھ لیں، خود کے نیچے سیاہ عمامے ہوں، اسی طرح رسولؐ اللہ نے بھی تیاری کی کالا عمامہ باندھا شملے لٹکائے سفید اونٹنی پہ بیٹھے۔ دس ہزار کے لشکر کے ہاتھ میں چمکتی ہوئی دس ہزار برہنہ تلواریں دیں، کہا تلواروں کو بلند کئے ہوئے چلنا، گھوڑوں پہ بیٹھے رہنا صرف تلوار کو لہراتے رہنا، چلانی نہیں ہے، صرف لہرانی ہے، اور اس طرح چلنا ہے ساتھ ایک قوائد اور پریڈ کے ساتھ، جیسے فوج چلتی ہے، علیؑ سپہ سالار تم ہو، ان کو صراطِ مستقیم پہ لے جاؤ اور اب اعلان ہوا مکے جانا ہے، کعبے جانا ہے، ہے نا صراطِ مستقیم، کعبے تک جانا ہی تو صراطِ مستقیم ہے اِدھر اطلاع ملی کہ جیسے ہی آپ نے اعلان کیا کچھ لوگ مکے کی طرف جارہے ہیں، رسولؐ اللہ نے کہا جبریلؑ نے مجھے بتایا علیؑ جلدی جاؤ، راستے میں اُنہیں روکو، جب پہنچے پتہ چلا دو عورتیں

ہیں عورتوں کو روک لیا، علیؑ نے سپاہیوں سے کہا تلاشی لو، تلاشی کے بعد کچھ نہیں نکلا، کہا نہیں یہ عورت جو ہے اس کے پاس ایک خط ہے اور منافقوں نے مکے میں خط بھجوایا ہے کہ جلدی کرو، رسولؐ لشکر لے کر آ رہے ہیں، تیاری کرو، ان سب کو مار ڈالو اللہ کہہ رہا ہے نہیں اُن کو بتانا نہیں ہے، ایک دم سے جانا ہے مکّے میں اور اِدھر سے خط چلا ریسرچ کر لو کس نے لکھا تھا، کیا بتوں کے سر پرست مدینے میں بیٹھے تھے۔ (نعرۂ حیدری)

علیؑ نے کہا اس کو تلوار دکھاؤ پھر بتائے گی، تلوار کی چمک نے مجبور کیا، اُس عورت نے کہا اچھا دور ہٹو، دور ہٹو ہم سے تم لوگ پھر ہم خط دیتے ہیں، تمام لوگ دُور ہٹے، مقنعے کو ہٹا کر جوڑے سے خط نکالا، کہا یہ علیؑ کو دے دو، خط پڑھا گیا، دستخط پہچانے گئے، جب علیؑ نے کہا تھا اس کے پاس ہے خط سب نے کہا نہیں ہے، پتہ ہے علیؑ نے کیا کہا، کہا جبریلؑ نے خبر دی ہے خبر جھوٹی ہو نہیں سکتی، خط ہے، خط نکلا، اگر یہ خط پہلے پہنچ جاتا تو کیا ہوتا، فتح مکہ کا رنگ کچھ اور ہوتا، رسولؐ منبر پر آئے، کہا یہ خط کس نے لکھا، وہ خود اُٹھے، دو بار جلال کے عالم میں کہا خط کس نے لکھا وہ اُٹھے، آخر ڈرتے ڈرتے ایک نے کہا کیا کریں کچھ رشتے دار ہمارے وہاں ہیں اُن کو بچانے کے لیئے یہ خط ہم نے لکھا تھا، رسولؐ نے کہا اس کو باہر نکال دو، مسجد سے سب نے پیٹھ پہ گھونسے مار مار کے باہر نکالا، ایک صاحب کھڑے ہوئے کہا قتل کر دیں، رسول اللہؐ نے کہا نہیں جب تک آیت نہ آ جائے، تھوڑی دیر میں آیت آئی اسے معاف کر دو، ایک ایک لمحے وحی کی نگرانی میں سارا کام ہو رہا ہے، اچھا اب نہیں آنا، تیاری کچھ اور ہے دس ہزار کا لشکر مکے کی طرف چلا اور دو پہاڑیوں کے درمیان سے جب لشکر گزرنے

لگا اور ایک ایک سردار پانچ پانچ سو کو لیئے ہوئے پہلے ایک دستہ گزرتا پھر دوسرا دستہ گزرتا، پھر تیسرا دستہ گزرتا، سعد ابن عبادہ کے پاس لشکر کا عَلم تھا، سعد ابنِ عبادہ یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے ہم مکے والوں کی عورتوں کو لوٹیں گے، اُنہیں سر برہنہ کریں گے، رسولؐ اللہ تک بات پہنچی کہ سعد یہ کہہ رہے ہیں، کہا سعد کو بلاؤ، سعد آئے، کہا علم لاؤ، سعد سے علم لیا، کہا علیؑ سپہ سالار تو تم تھے، اب علم داری بھی فتح مکہ کی تمہاری، علم دے کر بتایا کہ اگر فتح مکہ کے موقع پر علیؑ نے یہ کہا ہو کہ کافر بت پرستوں کو لوٹا جائے گا، کچھ کہا ہے میں نے، موقع نہیں ابھی موقع نہیں لشکر مکے میں داخل ہوا، ابوسفیان گھر سے بھاگا، ابوقبیس کی پہاڑی پر آیا، سب کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں، عباس بن عبدالمطلبؑ سے کہا، یہ آگ کیسی روشن ہے، کہا یہ آگ نہیں ہے مشعلیں جل رہی ہیں، ایک ایک آتا سردار کہتا کیا یہ ہے محمدؐ، کہا نہیں محمدؐ جب آئیں گے تو تیری آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی، جب دس ہزار کا لشکر مکہ میں داخل ہوا تو پہاڑیوں کے بیچ سے تو عباس بن عبدالمطلبؑ سے ابوسفیان نے کہا تمہارے بھتیجے نے بہت بڑی شاہی بنالی، مُلک کا مالک ہو گیا، عباسؑ نے کہا یہ شاہی نہیں ہے، یہ حکومت نہیں ہے، یہ نبوت ہے، اب دو چیزیں ساتھ چلیں گی، ایک سمجھیں گے محمدؐ کی نبوت ایک سمجھیں گے حکومت، جن کے دماغوں میں خناس ہے حکومت کا وہ کہتے ہیں مدینے میں حکومت تھی ہم کہتے ہیں نبوت تھی، یہی لڑائی ہے، عباس بن عبدالمطلبؑ نے کہا یہ نبوت ہے، یہ شانِ نبوت ہے، یہ حکومت نہیں ہے، کیا کریں، کہا آجا میرے ساتھ جا خیمے کے باہر پکار پکار کے کہہ مجھے معاف کر دو، ابوسفیان خیمے کے باہر آیا، اپنے سارے کافر بُت پرستوں کے سرپرستوں کو لے کر اور پکار کر کہا محمدؐ ہمارے ساتھ وہ کرو جو

مصر میں یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا، کہا یہ کس کی آواز ہے، کہا اُسی کافر ابوسفیان کی آواز ہے، کیا کہتا ہے، معافی چاہتا ہے، عباس بن عبدالمطلبؑ کو اشارہ کیا تم جاؤ، بات کرو کہا پکار کے کہہ یہیں سے لا الٰہ الا اللہ...... جب تک لا الٰہ نہیں کہے گا اندر خیمے میں نہیں جانے دوں گا، تو دوست ہے میرا لیکن محمدؐ کے خیمے میں تجھے نہیں جانے دوں گا، کہہ پکار کے یہاں سے لا الٰہ الا اللہ اور جب اندر جانا تو کہنا محمد الرسول اللہ، کہا عباس بس یہی تو مسئلہ ہے میں لا الٰہ تو کہہ سکتا ہوں، لیکن میں محمدؐ کو نبی نہیں کہوں گا، نہیں مانتا، پتہ چلا آدھا کلمہ ابوسفیان کی فکر ہے اور چل رہی ہے، پڑھو اور سنو تا کہ پوری دنیا کے ماحول کو سمجھ لو، جب اُس نے کہا لا الٰہ الا اللہ تو جھک کے کہنے لگا، عباس بن عبدالمطلبؑ سے، اب لات وعزیٰ کا کیا کروں گا، ہوئی منات، اب بتاؤ عباس لات وعزیٰ کا کیا کروں گا، منات کا کیا کروں گا، کہا جا جاکے اُن کے منہ پر مار، ڈنڈے مار، تھپڑ مار، یہ کر اور اب یہاں لات ومنات کا نام نہ لے جا پردہ اُٹھتا ہے، قدموں سے لپٹ جا اور جیسے ہی قدموں سے لپٹنا، کہنا محمد رسول اللہ، پردہ ہٹا خیمے کا قدموں پہ گرا، محمدؐ بیٹھے تھے، محمدؐ کے جوتوں پر اُس کا منھ پڑا، دیر تک پڑا رہا اور آواز دی محمد الرسول اللہ پڑھا پڑھا کچھ لوگ سینے سے لگ کے کلمہ پڑھتے ہیں، کچھ لوگ جوتوں پہ پڑ کے کلمہ پڑھتے ہیں، عباسؑ آئے قریب کہا اپنے کو سردار سمجھتا ہے قریش کا، سرداری کی ہے اتنے دن اور لڑا ہے مکے والوں کو لے لے کے آیا تھا، آپ کے مقابل آیا ہے تو اپنے کو سردار سمجھنے لگا ہے کچھ دے دلا دیجئے تا کہ ذرا اس کی عزت ہو جائے، اچھا جاؤ ''طلقاء'' آزاد کیا، جاؤ ہم نے آزاد کیا، سب کو غلامی میں لے لیا، مکے والوں کو اور پھر کہا جاؤ ہم نے آزاد کیا جاؤ اور جو

ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے گا اُس کے لیئے عام معافی ہے، یہ نہ کہتے تو کیا ہوتا، ابوسفیان گھوڑا دوڑاتا ہوا خانۂ کعبہ کے قریب آیا اس لیئے کہ سب اپنے گھروں سے نکل پڑے تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ کیا خبر آتی ہے، پتہ ہی نہیں تھا کہ محمدؐ دس ہزار کا لشکر لے کر آ گئے ہیں اب جو گھوڑے پہ سوار آیا لوگ دوڑے، کہا کیا ہوا، کہا اپنے اپنے گھروں میں جاؤ، جلدی جاؤ، ورنہ سب کے سر کاٹے جائیں گے، اپنے گھر میں جاؤ، محمدؐ آ رہے ہیں، محمدؐ نے شہر کو فتح کر لیا، ہندہ نے کہا بڈھے کا دماغ خراب ہو گیا ہے، اس کا گلا کاٹ دو، سب مل کے اسے مار ڈالو، نہیں سمجھے کچھ، اسے کہتے ہیں محمدؐ کا مشن، آپس میں ہی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے، آج تک ہیں، نہیں سمجھے کچھ بھی نہیں سمجھے اس کو مار دو، کہا تو دیوانی ہو گئی اندر چل گھر میں چل، سب مارے جائیں گے، سب لٹ جائیں گے، اپنے گھروں میں چلو اور اعلان کیا محمدؐ نے کہا ہے جو جو میرے گھر میں آ جائے گا، اِدھر یہ اعلان کیا اور اُدھر یہ اعلان کیا، فلاں فلاں فلاں جس میں دو عورتیں سات مرد اگر خانہ کعبہ کے پردے سے لپٹ بھی جائیں، اُن کا سر کاٹا جائے، اُن کو چھوڑا نہ جائے، اس لیئے کہ اُس میں وہ وہ تھے کسی نے اوجھڑی ڈالی تھی، کسی نے منھ پر معاذ اللہ تھوکا تھا، کسی نے کوڑا پھینکا تھا، کہا یہ سات آدمی پکڑ کر قتل کر دیئے جائیں، اگر کعبے سے بھی لپٹ جائیں دیوار کعبہ سے بھی لپٹے ہوں وہیں مارا جائے، وہیں مارا جائے اور دو عورتیں جنہوں نے میرے خلاف گالیوں کی نظمیں لکھیں تھیں، دونوں عورتوں کو ذبح کیا جائے، یہ حکم نہ دیتے تو آج ناروے کے کارٹون بنانے والوں کے خلاف اور رشدی کے خلاف فتویٰ کیوں آتا، قتل کر دو، جو محمدؐ کی توہین کرے اُسے قتل کر دو

کہ نبیؐ کے خلاف کوئی کام کرے بے ادبی اُسے قتل کر دو، فتویٰ قیامت تک رہے گا، توہین رسالتؐ کی سزا ہے گردن اُڑا دو، خدا کرے کہ کتابیں بند رہیں اور کھلنے نہ پائیں ورنہ بہت سے مصنّفین کو پھانسیاں دی جائیں گی، پردے میں رہنے دو، بخاری کو پردے میں رہنے دو، مسلم کو پردے میں رہنے دو، موطّا کو پردے میں رہنے دو، آغانی کی کتابیں پردے میں رہنے دو، پردے میں رہنے دو، نہ لاؤ، نہیں چھپواؤ، ورنہ ناروے اور سوئیڈن والے اور امام بخاری برابر ہو جائیں گے، سیکھو سیکھو سیکھو، سیکھیں مسلمان باتوں کو سمجھیں اور ایک بار رسولؐ اللہ نے بلا کے کہا علیؑ لشکر کو لے کر مکے میں داخل ہو، لیکن اس طرح داخل ہونا کہ گھوڑوں کے قدموں سے دھمک پیدا ہو اس طرح لجام کھینچیں کہ دھمک پیدا ہو، مکہ کی زمین ہلنے لگے، واقعی مکے کی زمین ہلنے لگی، جب شبِ ہجرت چل رہے تھے تو مڑ مڑ کر شہر کو دیکھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے، شہر تجھ سے محبت کبھی کم نہ ہوگی، جب تک جیوں گا تجھ سے محبت کروں گا، میں یہاں پیدا ہوا ہوں، یہاں میرے چچا کا گھر ہے، یہاں میرے باپ کا گھر ہے، یہاں میرے دادا کا گھر ہے، میں تجھے بھول نہیں سکتا، اگر یہ بُت پرست مجھے نہ نکالتے تو میں تجھے کبھی چھوڑ کر نہ جاتا، ایک بار جبریلؑ آئے، کہا اللہ یہ کہتا ہے، آپ کو ہم فاتح لائیں گے اور جلدی لائیں گے، ہم اس زمین سے ملائیں گے آپ کو، جب آپ آئیں گے تو بہت شان سے آئیں گے، لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ وَاَنْتَ حِلٌّ ، بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ مجھ کو قسم ہے اور عجیب قسم ہے اس زمینِ مکہ کی قسم، اس امن والی زمین کی قسم کہ آپ کو اس زمین پر واپس لائیں گے، لیکن ہمیں قسم ہے ایک باپ کی اور ایک بیٹے کی، باپ

ابوطالبؑ ہے اور بیٹا علیؑ ہے...... وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ...... ایک باپ اور ایک بیٹا۔

(نعرۂ حیدری)

اللہ یہ باپ اور بیٹے کی قسم کیوں کھا رہا ہے قرآن میں، اس لیئے کہ جب تک مکے میں رہے باپ نے سرپرستی کی، جب مدینے آئے تو بیٹے نے سرپرستی کی، وہ باپ ہے، یہ بیٹا ہے اب باپ نہیں تو بیٹا علم لیئے ہوئے، اسلام کے پرچم کو کھولے ہوئے اور دھمک ہو رہی تھی زمین ہل رہی تھی اور لشکر شان سے مکے میں داخل ہو رہا تھا، اس آمد کو تاریخ میں "فتح مکہ" کہتے ہیں، تلوار چلائے بغیر مکے کو محمدؐ نے فتح کرلیا، اب علیؑ کو تو حکم تھا، بعض کافروں کو قتل کر دو، پتہ چلا بہن اُم ہانی ابوطالبؑ کے گھر میں کچھ لوگ چھپے ہیں، دروازے پہ جا کے علیؑ نے آواز دی، جو جو گھر میں ہے باہر آئے ورنہ گردنیں کاٹ دیں گے، ہم گھر کے اندر آ جائیں گے، منہ تو سب چھپائے ہوئے تھے حکم تھا صرف آنکھیں نظر آئیں، سارے مجاہد شملوں کو چہروں پہ ڈالے ہوئے آئیں، علیؑ بھی زرہ بکتر پہنے اور شملے سے منہ کو چھپائے ہوئے، اب ظاہر ہے کہ اُمِ ہانی نے نہیں پہچانا تو کون ہے اُمِ ہانیؑ نے کہا تو کون ہے جو میرے گھر میں آ گیا تو نامحرم ہے، کہا نامحرم نہیں، آج کے دن آئینِ پیغمبر قائم ہو رہا ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی نامحرم کسی کے گھر میں آ جائے، کہا تو پھر تو کون ہے، چہرے سے نقاب ہٹایا کہا بہن میں ہوں تیرا بھائی علیؑ، بہن بھائی سے لپٹ گئی، سینے پہ سر رکھ دیا، بچھڑی بہن، بچھڑا بھائی اور جب فوجی لباس میں بہن نے دیکھا تو قربان ہو گئیں، کہا علیؑ میں نے تو قسم کھالی کہ میں تمہاری رسولؐ اللہ سے شکایت کروں گی، کہا فلاں جگہ پر ہیں وہاں پہ خیمہ لگا ہے جا کے شکایت کرو، پہنچیں اور رسولؐ اللہ سے شکایت کی کہا

علیؑ میرے گھر میں آ گئے میں نے کچھ لوگوں کو چھپایا تھا تو کہا وہ تمہارا بھائی ہے، تم نے قسم کھائی ہے اپنی قسم پوری کرو، شکایت کرو، جنابِ فاطمہؑ نے آواز دی، واہ اُمِ ہانی، ابوطالبؑ کی بیٹی ہو، تم علیؑ کی شکایت کررہی ہو، جس نے آج یہ دن دِکھایا کہ ہم فاتح بن کر مکے میں داخل ہوئے، تمہیں تو خوش ہونا چاہیۓ، اب بات کیا تھی، اُن کی ننھیال بنی مخزوم میں تھی، حضرت رسولؐ خدا کی پردادی ابوطالبؑ کی والدہ، فاطمہ مخزومیہ تھیں، مسئلہ تھا ابوطالبؑ اور اُمِ ہانی کی سسرال کا، سرکار کی دادی کا، قبیلے والے اُس حوالے سے آئے کہ ہم بنی مخزوم ہیں اب ظاہر ہے کہ دادی کے گھر والے آئے ہیں اور اُمِ ہانی منع کر دیں، اُدھر بھی ایک مجبوری تھی، اِدھر بھی ایک مجبوری تھی، وہ مجبوری رفع دفع ہوئی، جنہیں مارا جانا تھا اُنہیں مارا جانا تھا، ایک بار رسولؐ اللہ نے کہا سب گھوڑوں سے اُتر کر پہلے طواف کریں، بُت لگے تھے اور رسولؐ اللہ نے طواف کیا، جملہ سن لو، اگر بُت لگے تھے رسولؐ طواف کر سکتے ہیں تو بُت کے درمیان علیؑ پیدا بھی ہو سکتے ہیں، نہیں سمجھے، اگر وہاں الزام ہے کیا علیؑ اگر کعبہ میں پیدا ہو گئے تو کیا ہوا، تین سو پینسٹھ بُت لگے ہوئے تھے تو رسولؐ اللہ نے طواف کیا خانۂ کعبہ کا بُت لگے ہوئے تھے، کیا ہو گیا، کیا ہو گیا، اس کے لیئے عقل چاہیۓ اُس دن کو اور اس دن کو ملا لو، علیؑ اُس دن چپ تھے، رسولؐ اللہ اور علیؑ جو طواف کر رہے تھے وہ کوئی تیاری تھی، ارے بھائی بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی، نہیں سنی مثل، ارے قربانی کے جانور کو زیور پہنا لو، پھول پہنا لو، لونگ کھلا لو، بادام کھلا لو، انجام تو وہی ہے، ذبح ہونا، طواف ہو یا کچھ بھی ہو، ٹوٹنا تو تھا، گھبراہٹ کیا ہے، پریشانی کیا ہے اور فلسفہ بھی سمجھ لو، نجاست معصوم کے نزدیک نہیں آتی، اگر بُت

کے قریب سے گزر جائیں، نجاست نہیں قریب آ سکتی، فرق کیا ہے، نجاست اور سمندر کا، شراب نجس ہے، ایک بوتل شراب راوی ندی میں ڈال دو، پانی نجس نہیں ہوگا، چھپکلی نجس ہے، کتا نجس سمندر میں پھینک دو تم بھی نہا سکتے ہو، پانی نجس نہیں ہوگا، سمندر اور دریا نجس نہیں ہوتا، انبیاء عصمت کا سمندر ہوتے ہیں، بت کی حیثیت کیا ہے، نہیں سمجھے ارے فقہ سمجھا رہا ہوں، مسئلہ سمجھا رہا ہوں، بس تقریر خاتمے پہ آ گئی، خوب سنا تم نے نویں تقریر بھی اختتام کو پہنچی، طواف ختم ہوا، ساتواں طواف تھا کہ دروازے کے سامنے رسولؐ اللہ رُکے بازو پھیلا کر کے عباء کو چوڑا کیا اور یوں گھوم کر زینے پہ چڑھے اور دروازے کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہوئے اور آواز دی، کہاں ہے شیبہ کعبے کی کنجی لائے، شیبہ ماں کے پاس گیا، اس لیئے کہ ماں کے پاس کنجی رہتی تھی، ماں آئی، اکڑتی ہوئی، تم نے ہمارے بچوں کو بدر میں مارا اور اُحد میں مارا، اب تم کنجی بھی ہم سے چھیننا چاہتے ہو، کہا کنجی دے دے، تالا ڈال کے اگر کوئی باہر کے ملک چلا جائے، مکان کی ملکیت ختم نہیں ہوتی، پڑوسی اگر قبضہ کر لیں، لاؤ کنجی دو، ڈر گئی، چہرہ محمدؐ کو دیکھ کے خوف زدہ ہوگئی، دوڑی دوڑی گئی کنجی لائی، کھولا اپنے ہاتھ سے کعبے کے دروازے کو کھولا، مڑ کے بلالؓ سے کہا وہ چھڑی لا جو مدینے سے لایا تھا، خیزران کی چھڑی سرکارؐ نے چھڑی ہاتھ میں لی، آواز دی، علیؑ میرے ساتھ رہو، رسم تھی کہ جب کنجی سے دروازہ کھولتے تھے تو دروازے کو کھولتے ہی کنجی کو چھپا دیا جاتا تھا اور یہ نہیں پتہ ہوتا تھا کنجی کہاں چھپائی، سرداروں کے بیٹے تھے، رسم معلوم تھی، دروازہ کھولتے ہی کنجی چھپا دی، رسم ہے آج بھی رسم ہے، جو کلید بردار آئے گا، کنجی سے تالا کھولے گا اور پھر کنجی کو چھپا دے گا، کوئی ڈھونڈھ

ہی نہیں سکتا، جس کے پاس کنجی ہے، کون بتائے گا، یہ باتیں، اب کوئی کہے ہم نے سنا ہی نہیں، ارے تو اِس سے پہلے کیا سنا تھا، خیزران کی چھڑی ہاتھ میں لی اور ایک ایک بُت کے سامنے گئے اور چہرے پر مارتے گئے، ٹانگ پہ مارتے تھے، آنکھ پہ مارتے تھے اور مارتے جاتے اور کہتے جاتے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

(بنی اسرائیل:۸۱)

حق آ گیا، باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے کے لیئے ہے، جیسے ہی آیت پڑھتے تھے بُت سجدے میں گر جاتے تھے، ارے بھائی یہ نو تقریریں اس وقت کے لیئے تو تھیں، ختم موضوع ختم، یہ نو تقریریں اس لمحے کے لیئے تھیں، بت سجدے میں گر گئے، آپ گھبرا گئے، گھبرایئے نہ دو چار بند انیس کے سنائیں گے ایسے تو جانے نہیں دیں گے، میر انیسؔ کا ایک کمال آپ کو سنا دوں، بچپن سے تیس ہزار موضوع میں پڑھ چکا ہوں اور ہر موضوع پہ میں نے انیسؔ سے پوچھا، کچھ تمہارے پاس اس موضوع پہ مال ہے، انہوں نے کہا لو، آپ کوئی کتاب میری اُٹھا کے پڑھ لیجئے جس موضوع پہ کتاب ہے اُس موضوع پہ انیسؔ کے شعر موجود ہیں، امامت ہو احسان ہو، اُم البنینؑ ہوں، حضرت قاسمؑ ہوں، کوئی بھی موضوع ہو، خاک شفا ہو، اب یہ تھی بُت پرستی اور بُت شکنی، آج میں نے انیسؔ سے پوچھا کچھ ہے اُنہوں نے اٹھارہ بند دے دیئے مجھے میں لے آیا، اس کے بغیر مزہ نہیں آئے گا اور یہ کل اتنا شور مچایا ممتاز حسین موتی صاحب نے میر انیسؔ کے بند پڑھ کے ہم جل گئے اور ہم نے سوچا اب ہم بھی کلامِ میر انیسؔ سنائیں گے، تحت اللفظ میں، کل بڑی دھوم مچا دی اتنی داد لے لی، جیسے جیسے بُت سجدے

میں گرتے جاتے، کافر کہتے محمدؐ کا جادو ہے، بہت تیز جادو ہے، یہ سارے بُت سجدے میں گرتے جارہے ہیں، دیکھئے پھر جادو، اِدھر بُت سجدے میں گرے، اُنہوں نے کہا جادو، نیچے نیچے جتنے بُت بیٹھے تھے، دونوں بھائیوں نے مل کے توڑے، وہ سجدے میں گرتے تھے، علیؑ کو کیوں ساتھ لیا، علیؑ نے ذوالفقار نکالی، کسی بُت کا ہاتھ توڑا، کسی بُت کا سر اُڑایا، ٹکڑے ٹکڑے، چکنا چور علیؑ نے بتوں کو کرنا شروع کیا، وہ ابراہیمؑ بُت شکن، یہ علیؑ بُت شکن، تاریخ نے اپنے آپ کو دوہرایا، تاریخ کامل ہوئی میرا موضوع کامل ہوا اور ایک بار رسولؐ اللہ نے سر اُٹھا کے اوپر دیکھنا شروع کیا، فرشتوں کی تصویریں، انبیاء کی تصویریں، چھوٹے چھوٹے سونے کے بُت رکھے ہوئے تھے یہ کعبے کے چڑھاوے تھے، چھڑی مار مار کے گرایا، خانہ کعبہ کی چھت سے ہبل کا سر میخوں سے گڑا ہوا تھا، ہبل سب سے بڑا بُت تھا، آئے سر سے پیر تک اُس کو دیکھا، ہبل کو دیکھا، لمبا چوڑا پانچ گز کا تھا ہبل اور کیلوں سے خانہ کعبہ کی دیواروں سے یوں ٹھوکا تھا کہ کوئی ہلا نہ سکے، ویلڈنگ کی ہوئی تھی سر سے پیر تک اُس کو دیکھا، کہا علیؑ اِدھر آؤ، جھکو، علیؑ نے شانے جھکائے ساری زندگی شانے جھکائے تھے آج حکم ہوا تو شانے جھکائے، کہا میں تمہاری پشت پہ سوار ہو کر اس کو توڑوں گا ہبل کو توڑنا ہے، علیؑ نے، فوراً شانے جھکائے رسولؐ اللہ نے اپنے قدم علیؑ کے کاندھے پہ رکھے، جیسے ہی رسولؐ اللہ کھڑے ہوئے، کہا علیؑ اُٹھو تاکہ میں ہبل تک پہنچوں، علیؑ کے پیر تھر تھرانے لگے، پیر کانپے، وہ بچپن تھا، دعوتِ ذوالعشیرہ میری پنڈلیاں کمزور ہیں، کیوں کمزور ہیں، اس لیئے کہ نبوت کے لیئے نہیں بنیں، امامت کے لیئے بنیں (داد و تحسین کے شور سے جامعہ سبطین گونج رہا ہے) (تم جیو

تم سلامت رہو) آہستہ آہستہ علیؑ بیٹھ گئے، کہا میں نہیں اُٹھ سکتا، رسولؐ اللہ کود پڑے، کہا ہاں علیؑ بے شک یہ بارِ نبوت ہے تم مجھے اپنے کاندھے پر نہیں اُٹھا سکتے، اس لیئے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے تم وصی ہو، تم خلیفہ ہو، تم امام ہو، یہ فتح مکہ نہیں ہے، یہ اعلان ہے علیؑ کی خلافت کا، سن لو تم میرا بار نہیں اُٹھا سکتے، تم نبوت کا بار نہیں اُٹھا سکتے، ایک بار محمدؐ بیٹھے شانوں کو جھکایا، کہا علیؑ آؤ میرے دوش پہ آؤ، گود میں پالا تھا، کعبے سے لے کر نکلے تھے، شانے جھکائے، کہا علی آؤ، بھئی میری طرف دیکھنا، جیسے ہی محمدؐ نے کہا آؤ علیؑ میرے کاندھے پہ سوار ہو علیؑ بیٹھے، بیٹھ کر کے نعلین کے تسمے کھولنے لگے کہا یہ کیا کر رہے ہو، دیر ہو رہی ہے۔ (داد و تحسین کا اس قدر شور ہے کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی) (تم جیو تم سلامت رہو) علیؑ جلدی آؤ، نعلین مت اتارو، حکم الٰہی ہے، معہ نعلینوں کے آؤ، علیؑ نے اپنی نعلین دوشِ محمدؐ پر رکھیں، جہاں مُہرِ نبوت تھی، وہاں امام نے اپنے قدم رکھ دیئے۔ (سلامت رہو، سلامت رہو) محمدؐ کھڑے ہوئے، ایک بار علیؑ نے ہبل کو توڑنا شروع کیا، ارے کوئی آگے بڑھ کے کہے علیؑ ہبل کو توڑ رہے ہو ابو طالبؑ پوجتے تھے، پھر جواب ملے گا، علیؑ کے ہاتھ میں چھڑی ہے، بول کے تو دیکھو، توڑ کے بتایا نہ میں نے پوجا نہ محمدؐ نے پوجا نہ ابو طالبؑ نے پوجا، نہ عبدؑ اللہ نے پوجا، نہ فاطمہؑ بنت اسد نے پوجا، نہ آمنہؑ نے پوجا، نہ عبدالمطلبؑ نے پوجا، نہ ہاشمؑ نے پوجا، نہ لوئیؑ نے پوجا، نہ قصیؑ نے پوجا، نہ غالب نے پوجا، نہ عبدمناف نے پوجا، نہ ہمیسع نے پوجا، نہ الیسع نے پوجا، نہ کنانہ نے پوجا، نہ عدنانؑ نے پوجا، نہ اسماعیلؑ نے پوجا، نہ ابراہیمؑ نے پوجا، بُت ٹوٹے، ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہبل۔ ہبل ٹکڑے ٹکڑے ہوا، ٹوٹ گیا، علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ سر

اس کا اٹکا ہے دیوارِ کعبہ میں، رسولؐ نے کہا تو پھر دیر کیا ہے ایک بار دوشِ محمدؐ سے علیؑ نے جست کی اور کعبے کی چھت پر آئے، علیؑ کی نعلین ابھی دوش نبیؐ پہ تھیں اب اللہ کے گھر پہ ہیں، کعبے کی چھت پہ آئے، ہبل کے سر کو میخوں سے اُکھاڑ کے نیچے پھینکا، کیا مشکل تھا درِ خیبر تو اُکھاڑ ہی چکے تھے، سر پھوٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور ایک بار میزاب کی طرف چلے، دیکھو میرے رُخ کی طرف دیکھو، یہ ہے دیوار، اِدھر سے رُکنِ یمانی یہ ہے کعبے کا دروازہ، نبیؐ تھے کعبے کے دروازے کے سامنے، اُدھر لگا تھا ہبل اور اِدھر میرے سیدھے ہاتھ کی طرف ہے میزاب پرنالہ، اُس کے نیچے ہے حطیم، علیؑ میزاب کی طرف آئے اور میزاب سے حطیم میں علیؑ کودے، جہاں سب دو، دو رکعت نماز پڑھتے ہیں، وہاں علیؑ نے نعلین رکھ دی، علیؑ کودے محمدؐ علیؑ کے استقبال کے لیئے اُدھر آئے، مسکرا کر علیؑ نے کہا میں کُودا تو ایسا لگا جیسے میرے قدم زمین سے لگ گئے، یا رسولؐ اللہ یہ کیا بات ہے نہ چوٹ آئی کودنے میں حالانکہ اتنے اوپر سے میں کودا ہوں، کہا تمہیں پتہ نہیں سوار میں نے کیا اتارا جبریلؑ نے، پروں کے ذریعے، ہاں فاطمہؑ بنتِ اسد کا لال ہے، جملے لے لو، تبرک ہیں تعویذ بنالو، فاطمہ بنتِ اسدؑ کا بُت شکن لال، ابوطالبؑ کا بُت شکن بیٹا، عبدالمطلبؑ کا بُت شکن پوتا، عقیلؑ و جعفرؑ کا بُت شکن بھائی، حسنؑ و حسینؑ کا بُت شکن باپ، رہ گئی اس خاندان میں بُت شکنی، یا ابراہیمؑ تھے یا علیؑ، اب بعد میں کوئی بھی بُت شکنی کرے تقلید تو علیؑ کی ہے، محمود غزنوی نے بُت توڑے کس کو توڑا سومنات کے مندر، میں محمود غزنوی پہنچا، کون ہے محمود غزنوی، یزدجرد کی تین بیٹیاں تھیں، ماہ بانو، مہر بانو، شہر بانو اور ایک بیٹا تھا فیروز، یہ سب کابل آئے ہجرت کر کے ایران سے، فیروز کی

اولادِ غزنی میں پھیلی، دسویں پشت میں محمود غزنوی فیروز کا بیٹا تھا، شہر بانو کا بھتیجا ہے کوئی فخر وغیرہ نہ کرو ایرانی ہے، غزنی کا ہے، توڑا ہے تو کس کو توڑا سوم یعنی مندر ناتھ یعنی ایشور کے بُت کو کہتے ہیں، منات آیا کہاں سے آئے خط آ رہا تھا، مدینے سے، لیکن جاسوس پہنچ گیا، رات کو چھپ کے ابوسفیان کو بتایا، اب کی آ رہے ہیں، بُت توڑیں گے، کس کا بُت تھا، منات، منات کی آنکھیں ہیرے کی تھیں، پیٹ میں سونا اور جواہرات بھرے ہوئے تھے، دولت بہت تھی منات کے اندر، ابوسفیان نے اُکھاڑا بُت کو اونٹ پہ لادا رات و رات ہی غلاموں کے ساتھ ہندوستان پہنچا دیا، ہندوؤں کو تو دولت ملی، سومنات کے مندر میں منات کو لگا لیا، ارے اگر غزنوی نے بھی توڑا تو وہی یزیدی بُت توڑا ہے، لے جاؤ جملہ ہسٹری کا، جملہ ہے بس نہیں یہ سومنات کی تفصیل بتاؤں اور اُس مندر کی تفصیل بتاؤں بہت ہے تاریخ فرشتہ پڑھو، پہلا چیپٹر محمود غزنوی کا چیپٹر جس میں ساری تفصیل ہے کہ کس طرح مقناطیس کے ذریعے سومنات کو لٹکایا گیا تھا، کیوں لے گیا یہ تو لے جانے والے نے ہندوستان کے راجہ سُبھراج کو بتایا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ یہ میری امانت ہے، جب میں محمدؐ سے فتح کر لوں گا اور مدینے پہ چڑھائی کر کے محمدؐ اور علیؑ کو قتل کروں گا تو میں اپنا بُت لے جا کر کعبہ میں رکھوں گا، حسرتیں رہ گئیں۔ (نعرۂ حیدری)

شاعروں نے، ثنائی ہیں، فردوسی ہیں، عطار ہیں، اِن شعرا نے بُت شکنی پہ جو اشعار کہے اور میر تقی میر نے کہے اور غالبؔ نے کہے اور اتنا مشہور ہوا یہ موضوع علیؑ بُت شکن تو اب یہ تو طے ہے کہ علیؑ بُت شکن ہیں، اگر علیؑ کے مقابل کوئی آئے گا تو وہ بُت شکن نہیں ہوسکتا، وہ لازمی بُت تراش ہوگا، یا بُت پرست ہوگا،

فیصلہ کر رہا ہوں، سامنے کا فیصلہ ہے، علیؑ نے بت توڑے ہیں جو علیؑ کے مقابل آئے گا وہ کیا ہوگا، فیصلے کریں مسلمان، امام حسینؑ کربلا میں فرما رہے ہیں، میر انیسؔ کہتے ہیں:

وہ علیؑ حق نے جسے عرش سے بھیجی شمشیر وہ علیؑ جس کا دو عالم میں نہیں کوئی نظیر
وہ علیؑ جو ہوا احمدؐ کا وصی روزِ غدیر وہ علیؑ جس کی رسولوں سے سوا ہے توقیر
وہ علیؑ سب سے زیادہ ہے عبادت جس کی
وہ علیؑ گھر میں خدا کے ہے ولادت جس کی

سہل سے جس نے اکھاڑا درِ خیبر وہ علیؑ لوگ کہتے ہیں جسے قاتلِ عنتر وہ علیؑ
جو ہے مشہورِ جہاں نفسِ پیمبر وہ علیؑ مرتبہ جس کا ہے قرآن سے بڑھ کر وہ علیؑ
وہ علیؑ جس نے سرِ اہلِ ستم توڑے ہیں
دوشِ احمدؐ پہ قدم رکھ کے صنم توڑے ہیں

امام حسینؑ رجز میں فرماتے ہیں:

ہم وہ ہیں کہ اللہ نے کوثر ہمیں بخشا سرداریٔ فردوس کا افسر ہمیں بخشا
اقبالِ علیؑ خُلقِ پیمبر ہمیں بخشا قدرت ہمیں دی زور ہمیں ذر ہمیں بخشا
ہم نور ہیں گھر طورِ تجلّا ہے ہمارا
تختِ بنِ داؤد مُصلّا ہے ہمارا

کس جنگ میں سینے کو سپر کر کے نہ آئے کس مرحلۂ صعب کو سر کر کے نہ آئے
کس فوج کی صف زیر و زبر کر کے نہ آئے تھی کونسی شب جس کو سحر کر کے نہ آئے
تھا کون جو ایماں تہہ صمصام نہ لایا
اُس شخص کا سر لائے جو اسلام نہ لایا

نانا وہ کہ ہیں جن کے قدم عرش کے سرتاج قوسین مکاں ختمِ رُسُلؐ صاحبِ معراج
ماں ایسی کہ سب جسکی شفاعت کے ہیں محتاج باپ ایسا صنم خانوں کو جس نے کیا تاراج

لڑنے کو اگر حیدرِؑ صفدر نہ نکلتے
بُت گھر سے خدا کے کبھی باہر نہ نکلتے

اصنام بھی کچھ کم تھے نہ کفار تھے تھوڑے طاقت تھی کہ عزیٰ کو کوئی لات سے توڑے
بدکیشوں نے سجدے بھی کئے ہاتھ بھی جوڑے بے توڑے وہ بُت حیدرِ صفدر نے نہ چھوڑے

کعبے کو صفا کر دیا خالق کے کرم سے
نکلے اسد اللہ اذاں دے کے حرم سے

گر فیضِ ظہورِ شہ لولاک نہ ہوتا بالائے زمیں گنبدِ افلاک نہ ہوتا
کچھ خاک کے طبقے میں بجز خاک نہ ہوتا ہم پاک نہ کرتے تو جہاں پاک نہ ہوتا

یہ شور اذاں کا سحر و شام کہاں تھا
ہم عرش پہ جب تھے تو یہ اسلام کہاں تھا

پائی نہ اماں لشکرِ صفین و جمل نے عنتر کو جلایا ہے اسی تیغ اجل نے
نہ لات نے مرحب کو بچایا نہ ہُبل نے کاٹا شجرِ کفر کو اس تیغ کے پھل نے

ہلتی تھی زمیں ہاتھ جو قبضے پہ دھرا تھا
خندق کو اِسی تیغ نے لاشوں سے بھرا تھا

کس کے پدر کا نام جنابِ امیر ہے کس کا پدر رسولِ خدا کا وزیر ہے
وہ کون ہے جو صاحبِ تاج و سریر ہے کون و مکاں میں کون بشیر و نذیر ہے

بنیادِ کفر کس نے جہاں سے مٹائی ہے
کس نے نبیؐ کے دوش پہ معراج پائی ہے

تم جیو اور فضائل علیؑ اس طرح سنتے رہو، ایک ایک لمحہ فضائل علیؑ کا پیغمبرؐ نے فرمایا اس کا ثواب یہ ہے کہ ولائے علیؑ والا جب آئے گا، اُس کے سر پہ ہم تاج رکھیں گے اور جنت کی حکومتیں ایک ایک ولائے علیؑ ماننے والے کو سپرد کی جائیں گی، یہ ہے محبتِ علیؑ تو اب سنئے، محبتِ علیؑ کیا ہے انیس کہتے ہیں:

ہیں کس کے نام صفدر و کرار و مرتضٰیؑ ذی علم و ذی سعادت و ذی النصر و ذی العطا
شیر و شجاع و صابر و معصوم و مقتدا منصور و ارقیا و بلیلا وَ ایلیا
باذل وہی مظفر و منصور ہے وہی
غالب وہی ہے طور وہی نور ہے وہی

اور سنئے بُت پرست جو لا الٰہ کہہ لے قیامت تک یہ نہیں کہہ سکتا جو پنجتن کہہ سکتے ہیں جو حسینؑ کہہ سکتے ہیں جو اُن کی اولاد کہہ سکتی ہے، یہ بُت پرست نہیں کہہ سکتے، یہ صرف ایک گھرانہ کہہ سکتا ہے کہ جواب انیسؔ نے بتایا کہ حسینؑ نے کیا کہا:

واللہ بہترینِ عرب ہے مرا پدر روزِ ازل سے عاشقِ رب ہے مرا پدر
عالی حسب بلند نسب ہے مرا پدر ایجادِ آسماں کا سبب ہے مرا پدر
ہے حکم مثلِ کعبہ مرے احترام کا
فرزند ہوں میں مشعر و رکن و مقام کا

دل بندِ مکّہ و عرفات و منا ہوں میں میرا ادب کرو خلفِ مرتضٰیؑ ہوں میں
حق ہے میرا کلام زبانِ خدا ہوں میں مشکل کشا کا لال ہوں مشکل کشا ہوں میں
میزانِ مغفرت میں گناہوں کو تول دوں
عقدے جو لاکھ ہوں تو اشارے میں کھول دوں

اب ایک چیز ہے عفریت طاغوت یہ سچ مچ کے بت ہیں، یہ تو مٹی کے بُت ٹوٹے موضوع نیا شروع ہوا، سچ مچ کے چلتے پھرتے، ہی مین، سپر مین، اب اس پر پھر پڑھیں گے، حضرتِ عباسؑ اپنے رجز میں فرماتے ہیں:

سرکش ہیں سب ہماری زبردستیوں سے زیر   دادا شجاع باپ جوانمرد ہم دلیر
جب رَن پڑا ہے کردیئے ہیں زخمیوں کے ڈھیر   لائے ہیں جا کے آگ سے پانی خدا کے شیر
عفریت بھاگتے ہیں وہ چوٹیں ہماری ہیں
بیرالعلم میں کود کے تلواریں ماری ہیں

جب گھر سے پئے جنگ قدم ہم نے نکالے   دم میں تنِ کفار کے دم ہم نے نکالے
کعبے سے دعا کر کے صنم ہم نے نکالے   اسلام کے لشکر کے علم ہم نے نکالے
رنگِ رُخِ کفّارِ عرب ہو گیا فق سے
ایک ضرب میں باطل کو جدا کر دیا حق سے

میں حشمتِ دنیا کی تمنا نہیں رکھتا   قطرے کی طمع فیض کا دریا نہیں رکھتا
اعلیٰ جو ہے ادنیٰ کی وہ پروا نہیں رکھتا   پتّے سے علاقہ سرِ طوبیٰ نہیں رکھتا
کعبے کی طرف صاحبِ ایماں نہیں جاتے
بُت خانے میں کعبے سے مسلماں نہیں جاتے

کچھ خارِ مغیلاں گلِ تر ہو نہیں جاتا   ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہیں جاتا
قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہیں جاتا   مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہیں جاتا
جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰؑ نہیں کہتے
ہر ہاتھ کو عاقل یدِ بیضا نہیں کہتے

سن لیا نا اور موضوع اب پورا ہوا، عون و محمدؑ نے اپنے رجز میں کہا کربلا میں:

تلوار جنہیں حق نے عطا کی ہے وہ ہم ہیں جن غازیوں نے دیں کی بنا کی ہے وہ ہم ہیں
خو جن میں شہِ عقدہ کشا کی ہے وہ ہم ہیں دولت جو رسولِ دوسرا کی ہے وہ ہم ہیں

کیا عرشِ الٰہی پہ جگہ آج ملی ہے
کاندھے پہ نبیؐ کے ہمیں معراج ملی ہے

بُت توڑ کے کعبے کو صفا کر دیا کس نے دم میں حق و باطل کو جدا کر دیا کس نے
عَالَم کو طلبگارِ خدا کر دیا کس نے اسلام کی قوت کو سوا کر دیا کس نے

دَرِ کفر کا خالق کی عنایات سے توڑا
عزّیٰ کا سرِ نحس و نجس لات سے توڑا

تقسیم ہوئی دولتِ دیں گھر سے ہمارے شاہوں کو ملے تاج و نگین گھر سے ہمارے
ہے پیشِ نظر خلدِ بریں گھر سے ہمارے تعلیم ہوا روحِ امیں گھر سے ہمارے

دیر آئے کہ مسکن تھا بہت دُور ہمارا
آدمؑ سے جو پہلے تھا وہ ہے نُور ہمارا

جیو سلامت رہو، خوب سنا، کل انیس کاظمی کہہ رہے تھے بھائی میرے پاس لفظ نہیں ہیں اس مجمع کی تعریف کرنے کے لیئے، تو بھائی انیس کاظمی تو بینکر ہیں، اُن کے پاس لفظ نہیں تو میرے پاس لفظ کہاں سے آئیں گے اور میں کیا تعریف کروں بھائی آپ کی اور یہ لیجیئے فیاض صاحب چشمہ، موضوع کامل ہوا، اب اگر کچھ باقی ہو تو بتا دیجیئے گا، ایسی ہوگئی تقریر کہ دسویں میں اگر چاہوں تو میٹر نہیں ہے میرے پاس آپ کو یقین ہے کل کے لیئے میٹر نہیں بچایا ہے، اگر آپ کو پتہ ہے کہ ہے دیکھیئے میں نے بخالت نہیں کی، میں نے کوشش کی میں سب دے دوں، اگر میں ڈیڑھ گھنٹے پونے دو گھنٹے نہ کرتا تو دو عشروں کا میٹر نو

تقریروں میں، اگر پون پون گھنٹے کے فضائل ہو جاتے اور پندرہ منٹ کے مصائب تو پھر بیس ہو جاتے، لیکن ہم نے کنجوسی نہیں کی، اس لیئے کہ کنجوسی کی بخشش ہوتی نہیں ہے، اب آپ سے کیا بخالت کرتے اور پھر یہ کہ وہ تو پھر جب سی ڈیز دیکھیں گے اور کیسٹ دیکھیں گے اور سنیں گے تو پھر نکات آپ کو نظر آئیں گے، یہ ڈاٹ کام میں یہ چیٹنگ میں، بحث چلتی رہتی ہے، ہر وقت میرے بارے میں، دو تین سال سے چل رہی ہے، جو میرے مداح ہیں وہ بیٹھ کے میرے تقریر کے پوائنٹ، کیا ظل رضا کیا نام ہے اُس کا ڈاٹ کام، اُس پہ ہر وقت چوبیس گھنٹے بحث چلتی ہے، اس لیئے کہ ڈیڑھ ہزار ممبر ہیں جو نکات پہ بحث کرتے ہیں، یہ علمی سفر ہے اور ہونا چاہئے تو اُس میں یہ نقطہ بھی کبھی ظلِ رضا صاحب بحث اُٹھائیے گا کہ کبھی موضوع سے ہٹ کے مصائب کا ربط ہم نے نہیں لیا، موضوع کے اندر ربط دیا اور یہ چونکہ روز غور نہیں کرتے آج میں توجہ دلا رہا ہوں، ادھر بھی غور کیجیے، تقریر ختم ہوئی، رسولؐ اللہ کعبے میں آئے، ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اور بتوں کے منہ پہ مارتے جاتے تھے، اس چھڑی کا بدلہ یزید کے دربار میں بُت تراش کے بیٹے نے رسولؐ اللہ کا بدلہ چھڑی منگائی، سر حسینؑ اس کا بدلہ تھا، فتح مکہ کا بدلہ، پتہ ہے کہ کیا جملہ کہا ہے، جب چھڑی سے بے ادبی کی تو جملہ یہ کہا اباعبداللہؑ تمہارے دانت کتنے خوبصورت ہیں، ارے صحابی سعید خزری بیٹھا ہوا تھا، ہٹا لے چھڑی میں نے ان ہونٹوں کو رسولؐ اللہ کو چوستے دیکھتا ہے، دربار ظالم کا دربار جابر کا دربار اور بندی میں رسولؐ کی بیٹیاں، خطبہ زینب دربار کانپ اُٹھا، ہلا کے رکھ دیا، ابن طلقاء، اے آزاد کردہ رسولؐ کی اولاد............مہلن مہلا ولا......جلدی نہ کر جہالت کی باتیں نہ کر، وہ دن جلدی

آنے والا ہے، جب دربارِ الٰہی میں ہم مقدمہ قائم کریں گے اور تم قیدی بنا ہوا اللہ کے دربار میں ہمارے سامنے لایا جائے گا، اب زیادہ دن نہیں ہیں، تیری زندگی کے دن ختم ہوئے، اے ظالم چند دنوں کی تیری زندگی کے دن ختم ہوئے، اے ظالم چند دنوں کی تیری حکومت ہے تو کہتا ہے حسینؑ کو قتل کر کے تیرے دل میں ٹھنڈک پڑی، ارے تو کیا قتل کرے گا وہ اپنی خواب گاہوں کی طرف اپنے پیروں سے چل کے گئے ہیں، اُن کے لیئے اللہ اسی طرح بلا رہا تھا اور وہ اللہ کی مرضی پہ چل رہے تھے اور ظالم تو نے حسینؑ کو نہیں قتل کیا تو نے اپنا گوشت خود پارہ پارہ کیا اور تجھ سے کیا اُمید رکھتی کہ جس کی دادی نے میرے چچا حمزہؓ کا جگر چبایا ہو، اُس سے میں کیا امید کروں، زینب کا خطبہ سیّد سجادؑ کا خطبہ، دربار لرزنے لگا، مقصدِ شہادت بیان ہوا......

دسویں مجلس

بُت شکن اور بُت تراش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو انتیس ہجری کے عشرۂ چہلم کی دسویں تقریر امام بارگاہ جامعۂ سبطین میں آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ تمام سامعین کا شکریہ بانی عشرہ کی طرف سے اور میری طرف سے کہ آپ حضرات انتہائی ولائے علیؑ، معرفت سیّد الشہدا اور ایک عملی جذبے کے ساتھ نہ صرف یہ مجلس میں شریک ہوئے بلکہ انتہائی خوش اسلوبی سے معرفتوں کے ساتھ تمام سامعین نے ہمارا ساتھ دیا۔ اور خوب سنا اور اس میں تمام بزرگ بھی اور جوان بھی، بچے بھی، خواتین بھی، سب ہی شکریئے کے مستحق ہیں اور ایک روایت آپ نے قائم کردی ہے، اس عشرے کو آپ نے تاریخی عشرہ بنا دیا ہے اپنی شرکت سے ہر سال اس عشرے کا انتظار ہوتا ہے پہلے عشرے کے بعد جلد از جلد لوگ کمپیوٹر پہ سیڈیز کے ذریعے جو یہاں نہیں ہیں وہ اسے سننا چاہتے ہیں، انتظار رہتا ہے اور جن لوگوں کو بہت جلدی ہوتی ہے کہ سیڈیز آئیں گی، کمپیوٹر پہ آئے گا، تو وہ ڈائریکٹ سنتے ہیں اس عشرے کو موبائل ٹیلی فون پر اور مختلف ملکوں میں یہ عشرہ امام باڑوں میں سنا گیا اور مائیک لگا دیئے گئے تھے تمام امام باڑوں میں، سعودی عرب میں امارات

میں یہ عشرہ سنا گیا، ظاہر ہے کہ آپ کی آوازیں ہمارے ساتھ محبتوں کے ساتھ شریک تھیں اور ویڈیو میں تو ظاہر ہے آپ بھی موجود ہیں اور آپ کی شرکت ہے اور جہاں جہاں یہ جائے گی مجلس آپ کے عزیز جو کہ باہر ہیں وہ دیکھیں گے، بس یہ کہ زوّار صاحب ذرا یہ بے انصافی کرتے ہیں کہ ایک کیمرے سے عشرہ بناتے ہیں، کچھ کی پیٹھ آتی ہے کچھ کے چہرے آتے ہیں، دعا کیجئے کہ اللہ انہیں ایک اور کیمرہ دے دے، تاکہ یہ ایک کیمرہ ادھر بھی لگائیں تو مکسنگ والا عشرہ بنائیں یہ اور دعا کی ہے آپ نے میرے ساتھ میں انشاء اللہ، کاظم کے لیئے بھی دعا کیجئے، زوار کے پاس تو اصل کیمرہ ہے اُن کے پاس اصل بھی نہیں، تو ان کے لیئے آپ نے دو کی دعا کی ہے ان کے لیئے ایک کی کر دیجئے، اس لیئے کہ ان کے پاس امریکن کیمرہ ہے اور اُس سے انہیں کنورٹ convert کرنے میں زیادہ پیسے لگتے ہیں، لیکن بہر حال یہ اپنی جیب سے خرچ کر کے اور یہ نہیں بتاتے کہ کتنے پیسے سی ڈی پر لگے ہیں، یہ بھی محبت کے تحت سستے سے سستی ڈی وی ڈی بنا رہے ہیں تو یہ سب شاید کوئی یہ سوچتا ہو کہ یہ کوئی انکم income کے ذریعے ہیں، ایسا نہیں ہے، ہم نے ایک ایسی بنیاد رکھ دی ہے کہ جہاں ہم سے متعلق جو آدمی ہوگا وہ کبھی بھی اپنے دل میں یہ خیال نہیں رکھے گا کہ حسینؑ کی رقم سے کوئی عیاشیاں کرے اور یہ تو کتابوں کا اسٹال ہے یا یہ ویڈیو والے ہیں، کیمرے والے ہیں انہیں تو چھوڑ دیجئے ہمارا ایک ایک سامع جو فکر لے کر یہاں سے اُٹھے گا، وہ کبھی اپنی لائف میں کبھی بے ایمانی کا پیسہ استعمال نہیں کرے گا، یہ مجھے یقین ہے، یہ مجھ کو یقین ہے، اس لیئے کہ ایک ہوتی ہے محبت، لیکن آپ کو محبت کے ساتھ معرفت بھی ملی ہے اور آپ اب اس منزل پر ہیں کہ جس

طرح آپ نے اہلِ بیتؑ سے قربت حاصل کی ہے اور جس طرح دماغوں میں فضائل ان کے محفوظ کیے ہیں، وہ چاہے بچے ہوں، جوان ہوں یا بزرگ خود آپ کو یہ روحانی طاقت حاصل ہے کہ آپ مجلس سے اُٹھ کر کسی مریض کے ہاتھ لگا دیں گے تو وہ شفا پائے گا، یہ مجھے یقین ہے، اب آپ کا ایک مرتبہ ہے ایسے بھی تھا ہر عزادار ماتم دار کا مرتبہ ہے لیکن چونکہ قربت جب زیادہ ہوتی ہے تو آپ زبان سے جس کے لیئے دعا کہہ دیں گے اُسے دعا لگ جائے گی، اس میں کسی شک کی ضرورت نہیں ہے، کسی کو شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ ایک حقیقت ہے، جو میں نے بتائی ہے، موضوع ظاہر ہے کہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ یا تو کوئی موضوع دے دے یا پھر میں قرآن سے استخارے کے ذریعے موضوع لیتا ہوں، اس دفعہ قرآن سے جو آیت نکلی وہ بت شکنی اور بت پرستی کے بارے میں تھی تو پھر اُس آیت سے یہ موضوع بنانا پڑا لیکن آیت جب نکلی تو بہرحال یہ تو یقین تھا کہ اللہ نے جب یہ مرضی دی ہے تو میں یہ سوچتا رہ گیا کہ اس پہ بُتوں کے بارے میں کیا میٹر ہمیں ملے گا، لیکن یہ یقین تھا کہ آیت جب آئی ہے تو کہیں نہ کہیں کچھ ہوگا ضرور تو بہرحال میں نے پھر ذہن کے نہاں خانوں میں وہ فائلیں تلاش کیں اور خدا کا شکر ہے کہ ہمیں کتابوں کی مدد نہیں لینا پڑی اور عشرہ ہو گیا، آج دسویں مجلس ہے اور بغیر مطالعے کا میں نے عشرہ پیش کر دیا، ہو سکتا ہے کہ کسی کو یہ شک ہو کہ خوب کتابیں پڑھی ہوں گی، کوئی کتاب میں نے نہیں پڑھی، صرف قرآن میں وہ آیتیں تلاش کر لیں جو بُتوں کے بارے میں ہیں اور میر انیسؔ کے وہ بند جو اُن کے یہاں بُتوں کے بارے میں تھے اور بت شکنی کے بارے میں وہ کل میں نے پیش کر دیئے، میٹر ختم ہوا، اب ایک گوشہ رہ

جاتا ہے، اس موضوع میں جس پر میں نے بیچ میں کہیں پر تبصرہ کیا تھا، اور وہ ہے کہ جہاں خناس وسواس اور وہ جن جو ہیں یہ بھی بت ہیں اور یہ جنات جو ہیں چونکہ شیطان جنوں میں سے تھا تو اس کی جو اولاد ہے وہ بتوں میں حلول کر گئی، جیسے سامری کے بچھڑے میں شیطان نے حلول کیا تو جو میں حضرت نوحؑ کے دور کے بتوں کا نام بتا چکا ہوں یغوث، یعوق، نسر، ود ان بتوں میں شیطان اور شیطان کی عورتوں نے حلول کیا تھا۔

اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا

"یہ مشرکین خدا کو چھوڑ کر بس عورتوں کے بتوں کی پرستش کرتے ہیں"

وَاِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا (سورۂ النساء۔ آیت ۱۱۷)

"درحقیقت یہ لوگ سرکش شیطان کی پرستش کرتے ہیں"۔

لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِکَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا

(سورۂ النساء آیت ۱۱۸)

"جس شیطان پر خدا نے لعنت کی ہے اور جس نے ابتدا ہی میں کہا تھا کہ خداوندا میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ تعداد کا اپنی طرف ضرور لے لوں گا"۔

وَّلَاُضِلَّنَّہُمۡ وَلَاُمَنِّیَنَّہُمۡ وَلَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُبَتِّکُنَّ

(سورۂ النساء۔۔۔۔ آیت ۱۱۹)

"اور پھر انھیں ضرور گمراہ کروں گا اور انھیں بڑی بڑی امیدیں

بھی ضرور دلاؤں گا‘‘۔

اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ

(سورۂ النساء۔۔۔آیت ۱۱۹)

’’اور یقیناً انھیں سکھا دوں گا پھر وہ بتوں کے واسطے جانوروں کے کان ضرور چیر پھاڑ کریں گے اور اُن سے کہہ دوں گا بس پھر وہ میری تعلیم کے موافق خدا کی بنائی صورت کو ضرور بدل ڈالیں گے‘‘۔

وَمَنۡ يَّتَّخِذِ الشَّيۡطٰنَ وَلِيًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًا (سورۂ النساء۔۔آیت ۱۱۹)

’’اور یہ یاد رہے کہ جس نے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا سرپرست بنایا تو اُس نے کھلم کھلا سخت گھاٹا اُٹھایا‘‘۔

يَعِدُهُمۡ وَيُمَنِّيۡهِمۡ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا

(سورۂ النساء۔۔۔آیت ۱۲۰)

’’شیطان اُن سے اچھے اچھے وعدے بھی کرتا ہے اور بڑی بڑی اُمیدیں بھی دلاتا ہے اور شیطان اُن سے جو کچھ بھی وعدے کرتا ہے وہ بس دھوکہ ہے

اُولٰٓئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ (سورۂ النساء آیت ۱۲۱)

’’یہی تو وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے‘‘

وَلَا يَجِدُوۡنَ عَنۡهَا مَحِيۡصًا (سورۂ النساء۔۔آیت ۱۲۱)

’’اور وہاں سے بھاگنے کی جگہ بھی نہ پائیں گے‘‘

جس طرح ہندوستان میں ہندو لوگ کالی دیوی سیتلا دیوی، بھوانی اور دُرگا کی پوجا کرتے ہیں اسی طرح عرب کے لوگ لات، عُزّیٰ، منات، عورتوں کے نام بتوں کے رکھ کر اُن کی پوجا کرتے تھے، ہر قبیلے کے لئے جداگانہ بُت تھا، مگر بہت سے بُت عورتوں کے نام کے تھے، یہ سب کام شیطان کے تھے اور کبھی کبھی شیطان کے چیلے بُت کے اندر حُلول کر جاتے تھے اس لئے اللہ نے اُن بُتوں کی پوجا کی نسبت شیطان کی طرف دی ہے۔

اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا (سورۃ النساء۔ آیت ۱۱۷) ''درحقیقت یہ لوگ سرکش شیطان کی پرستش کرتے ہیں' لَّعَنَهُ اللّٰهُ (سورۂ نساء ۱۱۸) ''جس پر خدا نے لعنت کی ہے''

ابتدائے اسلام میں ایک روز کچھ مشرکین ایک بُت کے آگے سجدے میں مشغول تھے کہ شیطان نے اُس بُت میں حُلول کیا اور چند الفاظ کہے جو یہ تھے کہ محمدؐ اور اُن کے قوم کے لوگ یہاں آئے اور ان لوگوں نے ہم کو عیب لگایا، ہمارے بزرگوں کے دین کی مذمت کی حالانکہ وہ بڑے بزرگ تھے' یہ بُت کے اندر سے شیطان کی آواز جیسے ہی آئی، تمام مشرکین نے یہ سُنا تو وجد میں آکر شور وغوغا کرنے لگے کہ محمدؐ کہاں ہیں آئیں اور سُنیں کہ ہمارے معبود انھیں کیا کہتے ہیں، پھر بھی اُن کو صبر نہ آیا اور حضورؐ اکرم کو بُلا بھیجا، جب حضورؐ آئے اور سُنا تو سمجھ گئے کہ یہ شیطان لعین کی کارستانی ہے مگر حضورؐ وحی کے انتظار میں تھے کہ اس مکّاری کا جواب کیسے دیا جائے، اُسی وقت ایک مومن جن حضورؐ اکرم کی خدمت میں آیا اور اُس نے عرض کیا کہ آپ کچھ فکر نہ کریں وہ شیطان کی اولاد جس نے بُت کے اندر سے آواز نکالی تھی اُس کا نام ''مسعرۃ'' تھا میں نے اس کو

مار ڈالا ہے، آپ مشرکوں سے کہہ دیں جواب تم کو مل جائے گا، دوسرے دن کافروں مشرکوں نے بتوں کے سامنے قربانیاں دیں اور بڑا مجمع لگا یا جب وہ پوجا میں مصروف تھے حضورؐ اکرم اچانک اُس جگہ پہنچ گئے، جیسے ہی حضورؐ تشریف لائے تمام بت مُنہ کے بل زمین پر گر پڑے، کافروں نے بتوں کو اُٹھایا دوبارہ سارے بُت کھڑے کیئے، بتوں کی تعریفیں کیں، سنکھ پھونکے، سجدے کئے اور بتوں سے کہا اے ہمارے معبود تم نے جو کچھ کل کہا تھا آج بھی کہو، تھوڑی دیر کے بعد ایک بڑے بت کے اندر سے آواز آئی کہ میں نے ''مشعرہ'' کو مار ڈالا جو کہ بڑی بدکار اور گمراہ تھی اس پر ہمارے پیغمبرؐ نے جس پر قرآن نازل ہوا ہے، اس پیغمبرؐ نے ''مشعرہ'' پر لعنت کی ہے، جب مشرکوں اور کافروں نے یہ سنا تو کہنے لگے محمدؐ ہم کو تو فریب دیتے ہی تھے ہمارے معبودوں کو بھی فریب دینے لگے، اس واقعے کے بعد بت پرست کمزور ہوتے چلے گئے اور دینِ اسلام ترقی کرنے لگا۔ سورۂ نساء کی آیات اِسی واقعے پر نازل ہوئیں۔

بُت پتھروں کے تراشے جاتے ہیں۔ ایک بُت تراش اپنے خدا کو خود ہی بناتا ہے یعنی وہ نہیں تھا اور بت تراش اُسے وجود میں لایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک دہریئے ابوشاکر کو خدا کے وجود کے دلائل دیتے ہوئے فرمایا ''اے ابوشاکر! تو اس پتھر کو دیکھ رہا ہے جو اس ایوان کے ستون میں جڑا ہوا ہے، تیرا خیال ہے کہ یہ پتھر ساکن ہے، چونکہ تیری آنکھ اس کی حرکت کو نہیں دیکھ رہی اور اگر تجھ سے کوئی یہ کہے کہ یہ پتھر اپنے اندر سے اس قدر متحرک ہے کہ ہم جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم اس کی نسبت ساکن ہیں تو اس کے کہے کو تو تسلیم نہیں کرے گا اور اس بات سے غافل ہے کہ تو اپنی نادانی کی وجہ سے اس پتھر کی اندرونی

حرکت کو نہیں سمجھ سکتا اور شاید وہ دن آئے جب لوگ اپنی عقلمندی کی وجہ سے پتھر کے اندر موجود حرکت کو دیکھ سکیں''۔

ابوشاکر نے کہا ہم اور آپ دونوں خدا بناتے ہیں، ہم پتھر کا بُت بنا کر اُسے خدا کہتے ہیں اور آپ کے تصور نے خدا بنایا ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوشاکر دہریئے کے سوال کے جواب میں فرمایا ''اے ابوشاکر! تو نے مجھ سے کہا ہے کہ تم اور میں دونوں اپنے خدا کو بناتے ہیں اور تیرے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا خود ہمارے ہاتھوں وجود میں آتا ہے، اس فرق کے ساتھ کہ تو اپنے خدا کو ہتھوڑے، چھینی کے اوزار یا لکڑی یا پتھر توڑنے والے آلے کی مدد سے تراشتا ہے اور میں اپنے خدا کو اپنے تخیّل سے وجود میں لاتا ہوں، تیرے خدا اور میرے خدا میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ جب تو اوزار یا سنگ تراشی کے آلات ہاتھ میں لیتا ہے اور کام شروع کرتا ہے تو اس وقت تیرا خدا موجود نہیں ہوتا لیکن میرا خدا میرے سوچنے سے بھی پہلے موجود ہوتا ہے، میں نے اپنے خدا کو خود تیار نہیں کیا اور نہ ہی اسے اپنی سوچ کے نتیجے میں وجود میں لایا ہوں، تیرا خدا تیرے بقول تیرے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے اور اس کو بنانے کے لئے لکڑی یا پتھر کی ضرورت ہے، میرا خدا میرے تخیّل کی پیداوار نہیں ہے کیونکہ وہ میرے سوچنے سے پہلے ہی موجود تھا۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اور کرتا ہوں وہ ہے اپنی سوچ کے ذریعے خدا کی بہتر معرفت حاصل کرنا اور اسی کی عظمت پر غور وفکر کرنا ہے''۔

ابوشاکر سے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تو جانتا ہے کہ جس پتھر کو تو تراشتا اور بُت کی شکل دیتا ہے وہ ہزاروں سال پہلے سے موجود ہیں اور تیرے

بعد موجود رہیں گے اور کیا تجھے معلوم ہے کہ جس پتھر سے تم لوگ بت تراشتے ہو وہ بہت دور دراز کی دنیا سے آیا ہے، زمین کے مختلف حصے مسلسل حرکت کر رہے ہیں لیکن چونکہ ان کی حرکت بہت سست ہے لہٰذا ہم اسے دیکھ نہیں سکتے، اگر تم لوگ عقلمند انسان ہوتے اور خدا کے معتقد ہوتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو متحرک نہ ہو، یعنی دنیا میں جمود بے معنی ہے اور ہماری زندگی میں بھی جمود بے معنی ہے، ہم کسی حال میں بھی ساکن نہیں حتیٰ کہ سوتے ہوئے بھی، سوتے میں ہم زمین کی حرکت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں اور یہ حرکت ہمارے اندر موجود حرکات کے علاوہ ہے، اے ابوشاکر میں اس سے کہیں چھوٹا ہوں کہ اپنے خدا کو اپنے تخیل میں لا سکوں، یہ اللہ ہی ہے جو میرے شعور کو وجود میں لایا ہے تاکہ میں اس کی مدد سے اسے اچھی طرح پہچان سکوں، میرا یہ شعور میرے مرنے کے بعد ختم ہو جائے گا، لیکن اس کی ذات باقی رہے گی، اے ابوشاکر جان لو ختم ہونے سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ بالکل ختم ہو جاؤں گا بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اس جہان میں اس کا وجود باقی نہیں رہے گا کیونکہ صرف اللہ کے سوا اس دنیا میں موجود تمام چیزوں میں تبدیلی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اے ابوشاکر اگر تو اس پتھر کے ٹکڑے کو جس سے تو بت تراشا ہے پہچان لے تو اتنی آسانی سے خدا کے وجود کا انکار نہ کرتا اور ہرگز یہ نہ کہتا کہ میرا خدا میرے تخیل کی پیداوار ہے۔ تو چونکہ پتھر کو نہیں پہچانتا لہٰذا خیال کرتا ہے کہ پتھر تیرے ہاتھوں کا مطیع ہے اور تو اُسے جس شکل میں چاہے تراش سکتا ہے، ایسا اس لئے ہے کہ جب اس کے مبداء کی شناخت نہیں ہو سکتی تھی، اس وقت اللہ تعالیٰ پتھر کو ایک مائع سے وجود میں لایا تاکہ تو اِس کو تراش سکے وگرنہ پتھر

تیرے ہاتھوں میں شیشے کی مانند چکنا چور ہو جاتا، ابوشاکر نے پوچھا ''کیا پتھر کو مائع سے بنایا گیا ہے؟'' امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ''ہاں'' ابوشاکر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا اس پر امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک شاگرد طیش میں آ گیا لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے کوئی قدم اُٹھانے سے منع کر دیا اور کہا اسے ہنسنے دو۔ ابوشاکر نے کہا ''میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ آپ کے بقول اتنا سخت پتھر پانی سے بنایا گیا ہے'' امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ''میں نے یہ نہیں کہا کہ پتھر پانی سے بنایا گیا ہے بلکہ میں نے کہا ہے کہ یہ شروع میں مائع حالت میں تھا''۔ ابوشاکر بولا ''مائع اور پانی ایک ہی تو ہیں'' امام جعفر صادق علیہ السلام نے نہایت نرم لہجے میں جواب دیا ''بعض چیزیں ایسی ہیں جو مائع تو ہیں لیکن پانی نہیں ہیں یا خالص پانی نہیں ہیں، مثلاً دودھ مائع ہے لیکن پانی نہیں ہے، سرکہ مائع ہے لیکن کوئی اسے پانی نہیں سمجھتا لیکن ان دونوں میں پانی کی مقدار موجود ہے، پتھر بھی شروع میں مائع تھا لیکن پانی نہیں بلکہ رطوبت کی شکل میں تھا اور سیال تھا اس سے کافی مقدار میں حرارت نکل رہی تھی اور خدا کی قدرت سے مائع سے آہستہ آہستہ کافی تعداد میں حرارت خارج ہونے لگی اور یہ اس قدر ٹھنڈا پڑ گیا کہ اس کی شکل جامد بن گئی اور تم لوگ آج اس سے بت تراش سکتے ہو لیکن یہی پتھر جو جامد حالت میں ہے اگر اسے زیادہ حرارت پہنچائی جائے تو مائع کی صورت اختیار کر لے گا''۔

ابوشاکر بولا ''میں جونہی گھر جاؤں گا پتھر کو آگ میں ڈال کر دیکھوں گا کہ آپ کا فرمان صحیح ہے اور پتھر مائع شکل اختیار کر لیتا ہے یا نہیں''۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تیری انگیٹھی کی حرارت پتھر کو نہیں پگھلا سکتی، کیا تو اپنی انگیٹھی

کی حرارت سے لوہے کے ایک ٹکڑے کو پگھلا سکتا ہے"۔ ابوشاکر نے جواب دیا کہ نہیں ہم لوہے کو انگیٹھی میں نہیں پگھلا سکتے، امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "پتھر کو پگھلانے کے لئے ایک بھٹی درکار ہے اور اس بھٹی میں کافی مقدار میں ایندھن ایک لمبی مدت تک جلایا جائے تا کہ بھٹی خوب گرم ہو جائے تو اس وقت پتھر مائع حالت میں تبدیل ہو جائے گا، میں تجھ سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ تو جب ایک بُت کو تراشتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ تُو نے اُسے تراشا ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے، یہ اس کی ذات ہے جس نے پتھر کو مائع حالت سے جامد حالت میں تبدیل کیا ہے کہ تیری تراش سے وہ ریزہ ریزہ نہیں ہوتا اور اگر شیشے کی مانند ہوتا تو ہرگز تو اس کو تراش کر بُت نہیں بنا سکتا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے ہاتھ دیئے اور تیری انگلیاں اس طرح بنائیں کہ تو اوزاروں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ سکتا ہے اور پھر تجھے شعور عطا کیا تا کہ تو پتھر سے انسانوں یا جانوروں یا دوسری چیزوں کے بُت تراش سکے یا مجسمے تراش سکے۔

بُت پرستی کو اگر سمجھنا ہو آپ کو اور آپ اُس کی تفصیل جاننا چاہیں تو وہ پھر ہندوؤں کی کتابیں آپ پڑھیں اس لیئے کہ اب پوری دنیا میں بُت صرف ہندوستان میں ہی رہ گئے ہیں اور بھرپور یعنی اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ اپنی پوری تھیوری (Theory) کے ساتھ ہندوستان کے مندر جگمگا رہے ہیں، اور سجے ہوئے بُت وہاں رکھے ہوئے ہیں اور خوب بُت پرستی کو وہاں ترقی ہو رہی ہے، اگر اُن کی کتابیں آپ پڑھیں گے تو پھر اس کی تفصیل آپ کو معلوم ہوں گی اور دیکھئے جب جنرل مشرف کے ابتدائی دور میں منزل یہ آ گئی کہ ہندوستان حملہ کرنے والا ہے اور بھارت کی فوجیں پاکستان کی سرحد پر آ گئیں

اور اتنی فوجیں آئیں کہ پینسٹھ اور اکہتر میں بھی اتنی نہیں آئیں تھیں، پہلی بار انڈیا اپنے پاکستان کو چاروں طرف سے گھیرا تھا، بھارتی وزیر اعظم واجپائی کا دور تھا، تو اب ظاہر ہے کہ یہ بات تو میں پہلے کہہ دیتا ہوں کہ حافظے کا مسئلہ ہے، شاید آپ کو بات یاد نہیں آئے گی، لیکن میں نے آج ہی کی تقریر کے لیئے جملہ رکھا تھا، آخری تقریر کے لیئے تو اُس کو بھی میں دوہرادوں، بہت ضروری ہے یہ، اس لیئے کہ یہ اس دور کی بات ہے جو ہمارے بچوں اور جوانوں کے عہد کی بات ہے، اس لیئے اُس کا ذکر کرنا ضروری ہے، اور وہ وقت تھا کہ جب واجپائی نے اعلان کیا حملے کا، تو جنگ اخبار میں جو سب سے بڑی اُن کی سرخی ہوتی ہے پہلے صفحے پر خاص ہوتی ہے تو وہ سرخی واجپائی کی یہ تھی کہ ہم حملہ کریں گے پاکستان پہ اور اس مرتبہ بھی ''بُت شکنوں کو شکست دیں گے'' اب ظاہر ہے کہ جس نے پڑھی ہوگی اُسے ہیڈنگ یاد ہوگی، مزیدار بات یہ ہے کہ جنگ نے بہت ہی اپنی سمجھ کے ساتھ نیوز لگائی، جیسے جنگ اخبار یہ نیوز دے رہا ہے، ایسے واجپائی کا بیان لگایا تھا، یعنی پڑھنے میں لوگوں کو شک ہو رہا تھا کہ یہ کیسا بیان ہے، کیسا سجا کے لگایا ہے تو میں انتظار کرتا رہا کہ واجپائی کے اِس بیان کا جواب یہاں سے دیا جائے گا کہ نہیں، لیکن سیاست دانوں نے اور تمام حکومت کے سربراہوں نے واجپائی کے اس بیان کو نظر انداز کر کے دوسرے بیان دیئے، لیکن یہ بیان نہیں دیا کہ واجپائی کہہ رہے ہیں کہ ''بُت شکنوں کو شکست دیں گے'' تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پورے ملک کے کسی آدمی نے جواب نہیں دیا، اس لیئے واجپائی نے بُت شکنوں کو مخاطب کیا تھا، بُت پرستوں کو نہیں کیا تھا، بُت پرست چپ رہے، جواب نہ دے سکے، اس لیئے کہ بُت پرستوں کے پاس بُت شکن ہے ہی نہیں۔

اب آپ پرانا اخبار نکلوا کہ بیان دوبارہ پڑھ لیجئے رہ گیا یہ کہ بُت شکن کیوں جواب دیتے، اس لیئے بُت شکنوں کو تو آپ کافر کہہ چکے ہیں، اس لیئے قدرت نے صلب کر لی طاقت کہ اُس بیان کا واجپائی کا جواب نہ سوجھا، دیتے تو ہم جواب دیتے، ہم اس لیئے چپ رہے کہ لفظِ بُت شکن واجپائی نے کہا، اس کے معنی بُت ٹوٹ چکے، واجپائی کھسیایا ہوا ہے، جب شکنی ہو چکی تو کیسی بات بُت تو ٹوٹ چکے، کل ہی تو ٹوٹے ہیں، کل ہی تو آپ نے توڑے ہیں، چودہ سو سال کے بعد پھر توڑے اور روز توڑتے رہیں گے۔

يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْم بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (سورۂ بقرہ ۲۵۶)

قرآن کہہ رہا ہے طاغوت بُت ہے اور طاغوت سے نفرت کرو اور اس طرح نفرت کرو کہ اُس کی طرف سے کفر اختیار کرو، کافر بن جاؤ اور کہو طاغوت کو نہیں مانتے جو جو طاغوت کو نہیں مانتا وہ اُن کا کافر ہے، جو کافر کہہ رہا ہے اُس کو ہم مان نہیں رہے، اس لیئے ہم کافر۔ تو ہم قرآن کے کافر ہیں اب وہ پرانا کفر ختم ہوا، ایک تھا بُت پرستی کر کے کافر ہونا، ایک ہے زندہ بُتوں سے نفرت کر کے کافر ہونا، دو طرح کے کافر قرآن میں ہیں، ایک طرح کے کافروں سے اللہ پیار کرتا ہے، دوسری طرح کے کافروں سے نفرت کرتا ہے، ہم وہ کافر ہیں جو اللہ رسولؐ کی نظر میں عزّت دار ہیں، نہ طاغوت کو مانا تھا، نہ طاغوت کو مانیں گے، قرآن پکار رہا ہے آیت الکرسی میں میں طاغوت سے نفرت کرو اور یہ ہمارے خمیر میں ہے، طاغوت سے نفرت، یہ وراثتاً جاری ہے طاغوتوں سے نفرت کرتے رہے ہیں، بیزاری کرتے رہیں گے اور اچھا ہے کہ یہ ہمارا راز سب کو نہ معلوم ہو کہ

طاغوت کسے کہتے ہیں، اس لیئے کہ ہم آرام سے طاغوت کہہ کر تبرا تو کر لیتے ہیں، طاغوت چلتے پھرتے بت بنتے رہیں گے، بت پرستی ہوتی رہے گی، بُت شکن بھی ساتھ رہیں گے، کم از کم ہمیں یہ تو فخر حاصل ہے کہ ہم اعلانیہ کہہ سکتے ہیں، بُت شکن کی اولاد ہیں اب دوسرا کہے تو ہم جانیں تو طے شدہ ہے روئے زمین پر اس وقت بت شکن کی اولاد بھی ہے اور بت پرست کی اولاد بھی ہے، ہے نا، ہندوستان کی اکثریت جب بادشاہ آئے، غوری، غزنوی، بابر اور دیگر لوگ مغل تو یہیں کے ہندوؤں کو کلمہ پڑھوایا، انہی کو کلمہ پڑھوایا یہی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوئے، اکثریت برصغیر میں مسلمانوں کی ہندو سے مسلمان ہوئی ہے ہم ہندو سے مسلمان نہیں ہوئے، بس فرق یہ ہے کہ بادشاہوں نے ہندوؤں کو مسلمان بنایا، ہم نے بھی ہندوؤں کو مسلمان بنایا تو دو طرح کے مسلمان بنے، ہم نے جن ہندوؤں کو مسلمان بنایا وہ اب تک ماتم کر رہے ہیں، اُس میں برہمن دت بھی ہیں وہ تعزیئے اُٹھا رہے ہیں، وہ تعزیئے رکھتے ہیں، وہ مرثیے کہتے ہیں وہ مرثیے پڑھتے ہیں، وہ سلام پڑھتے ہیں، تو یہ پیار جو بانٹا گیا کہ ہندوستان کا ہندو بُت تو پوج رہا ہے، پتھر کا بُت تو مندر میں پوج رہا ہے، لیکن حسینؑ کو اللہ کا اوتار کہہ رہا ہے، کہہ رہا ہے یہ دیوتا ہیں اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر حسینؑ آ جاتے خدا کی قسم اگر یزیدی لشکر چلا جانے دیتا حسینؑ کو تو ہندوستان کے بھگوان ہوتے حسینؑ، پھر ہم کیا کرتے اور کیا مدح کرتے وہ کر رہے ہوتے اور آج بھی وہ کہتے ہیں ہمیں حق ہے ہم مسلمانوں سے زیادہ مانتے ہیں حسینؑ کو اور ہمارا حق زیادہ ہے حسینؑ پر، آپ کا حق نہیں ہے اتنا جتنا ہمارا ہے، تو بُت پرستی اپنی جگہ اب یہ ہے راز اور ہمارے آئمہ نے ہر راز کو بتانے سے منع کیا

ہے یہ راز ہے بہر حال یہاں راز بھی کھلتے ہی ہیں، آئمہ کے اذن سے کھل جاتے ہیں کہ ہندوستان میں حسینؑ کو اتنا مانا جائے اُس کے باوجود کسی طرح یہ مندر اور بُت ختم کیوں نہیں ہو رہے، یہ کیوں لیئے بیٹھے ہیں، مندر اور بُت اب تو اس سائنسی دور میں ایک ہزار برس مسلمانوں نے حکومت کی ہندوستان پہ، تو اُن کو معلوم ہو گیا کہ لا الہٰ کیا ہے اللہ ایک کیا ہے، سب اسلام کے بارے میں اُنہیں معلوم ہے، سب کچھ معلوم ہو گیا، گاندھی نے قرآن پڑھا، پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی قرآن پڑھا، اندرا گاندھی نے بھی قرآن پڑھا، سب نے قرآن پڑھا تو سب پتہ ہے کہ دینِ اسلام کیا ہے ایک ایک چیز جانتے ہیں وہ، اُس کے باوجود مندر میں بت ہیں گھنٹیاں بج رہی ہیں، مندر نئے نئے بن رہے ہیں، نئے نئے بُت بن رہے ہیں، ان کا راز کیا ہے، اس کا راز سن لیجئے اس کا راز صرف یہ ہے کہ اسلام قبول کر لیتے ہندو اور بت پرستی چھوڑ دیتے، جب اُن کو یہ پتہ چلا کہ حسینؑ کو انہی مسلمانوں نے مارا ہے تو انہوں نے کہا بُت اچھے ہیں، یہ مسلمان برے ہیں (داد کا شور عروج پر) وہ ضد میں بیٹھ گئے، مندروں میں تم کو نہیں مانیں گے یزیدیو! مانیں گے تو حسینؑ کو مانیں گے اور ٹھہرو، جب تک حسینؑ آ نہ جائیں ہم بُت پرستی نہیں چھوڑیں گے، اب حدیث سنو، حدیث رجعت سنو، رجعت کی حدیث سنو جیسے ہی رسولؐ خدا کا ظہور ہوگا، فوراً تمام آئمہؑ آ جائیں گے اور رسولِؐ خدا کے سامنے آئیں گے، رسولؐ خدا کے بعد سب سے پہلے امام حسینؑ ظہور کریں گے، پھر ایک ایک امام آتا جائے گا اور اُس کے بعد بارہ علم ہوں گے، رسولؐ اللہ کے پاس ایک ایک علم، ایک ایک امام کو دے کر کہیں گے یہ علاقہ تم فتح کرو، یہ علاقہ تم فتح کرو، یہ علاقہ تم فتح کرو، رسولؐ اللہ

وہیں بیٹھے رہیں گے، نام لینے کی ضرورت نہیں کہاں، ہم جگہ نہیں بتا رہے ہیں اور وہ جگہ نہ مکہ ہے نہ وہ جگہ مدینہ ہے دارالحکومت مکہ نہیں بنائیں گے نکالے گئے مدینے کو نہیں بنائیں گے، اس لیئے کہ گھر گرایا گیا ایسی جگہ جائیں گے سننا چاہ رہے ہیں رسولؐ اللہ کہاں بیٹھیں گے، رجعت میں کہاں بیٹھیں گے، وہاں بیٹھیں گے، ایک ہفتے سے جس جگہ کو لائیو (live) کربلا دکھا رہا ہے، جہاں لاکھوں کا مجمع کروڑوں کا آ رہا ہے، بھئی سب دیکھ رہے ہیں لائیو (live) کربلا کتنے لوگ دیکھ رہے ہیں، ہاتھ اُٹھائیں یہ دیکھیئے اور یہ بیچ بیچ کے ہاتھ کیوں نہیں اُٹھے، پھر ٹیلی ویژن پر کیا دیکھا جا رہا ہے، آج کل پھر جا کے دیکھیئے آج جا کے دیکھیئے گھر پہ لائیو (live) کربلا دیکھیئے تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ شانِ عباسؑ و حسینؑ کیا ہے، ڈائریکٹ دکھا رہے ہیں، ڈائریکٹ بار بار دیکھیئے، زیارت کیجیئے، موقع ہے دیکھنے کا دکھایا جا رہا ہے، پوری دنیا کے عزادار کربلا میں اُترے ہوئے ہیں، وہ تو کہیے کہ اتنے سے ٹیلی ویژن میں کروڑوں کا مجمع آ نہیں رہا، پورا شہر نہیں آ رہا، یہ انتظام ہے قدرت کی طرف سے کہیں نظر نہ لگ جائے، جتنا دکھائی دے رہا ہے وہی جلانے کے لیئے کافی ہے، یہ قدرت جلا رہی ہے روکو گے، بند کرو گے، بدمعاشی کرو گے، بم کے دھماکے کرو گے، لو دیکھو، لو دیکھو، اور یہ سارا انتظام بین الاقوامی دنیا کرے، حسینؑ کسی خطے میں محدود نہیں ہیں، خطے میں محدود مت رکھیئے سب کے ہیں حسینؑ، جس کے دل میں انسانیت پسند کلیجہ دھڑک رہا ہے حسینؑ اُس کے ہیں، اب اگر کوئی یہاں پتھر رکھے ہے اور اب تک بُت پرستی کر رہا ہے تو کرے پتھر پتھر دل دل پہ پتھر، بُت پرستی جاؤ تم اس خطے میں جاؤ، تم اس خطے میں جاؤ، اور پھر حسینؑ سے کہیں گے حسینؑ یہ علَم لو اور تم ہندوستان جاؤ،

اب سمجھ میں آیا، ہندوؤں کو معلوم ہے ان کا داتا حسینؑ اِدھر آنے والا ہے، اس لیئے کہ ایک اہتمام اُن کے یہاں عاشور اور چہلم کو ہوتا ہے آج بھی عاشور کی چھٹی ہوتی ہے پاکستان کے بعد اب ہندوستان میں جواز کیا ہے عاشور کی چھٹی ہونے کا، چھٹی دے کر بتا رہے ہیں حسینؑ کو اِدھر آنا ہے، ہندوستان آنا ہے اور ایک جملہ آپ کو تاریخی سناؤں، مولانا کلب حسین صاحب قبلہ ذاکر شامِ غریباں کہتے تھے کہ جب سے یہ حدیث پڑھی ہم لوگوں نے رجعت کی کہ حسینؑ آئیں گے ہندوستان ہم نے اپنے امام باڑوں میں شہ نشین بنوائی ہے، وہ مخصوص جگہ جہاں بادشاہ بیٹھتا ہے" اُس وقت سب ایک ہوگا ہندوستان، پاکستان، کسی حدیث میں پاکستان کا نام نہیں آیا ہے یا ہند کا نام آیا ہے یا سندھ کا نام آیا ہے، بس ہند اور سندھ کا نام آیا ہے، امام زمانہ کے لشکر میں ہند کے لوگ ہوں گے یا سندھ کے لوگ ہوں گے، اب سندھ آپ کہہ لیجئے چاہے کراچی کو کہہ لیجئے، یا لاہور کو پنجاب کو بھی سندھ میں شامل ہو جانا چاہیئے، الگ صوبہ بیکار بنا ہوا ہے، کوئی جواز نہیں ہے پنجاب اور بلوچستان کا سب کو سندھ میں مل جانا چاہیئے گریٹر سندھ نام رکھنا چاہیئے اور سب کو معلوم ہے کہ اب سندھ کے بغیر حکومت نہیں بنتی، بہت زور یاروں نے مارا، اتنا زور مارا کہ جو سندھ سے اُٹھا اُسے مارا، اتنا مارنے پر بھی حکومت نہیں کوئی صوبہ بنا پایا، پھر سندھ کا محتاج ہے، کیوں اس لیئے کہ سندھ میں سب سے زیادہ عزاداری ہوتی ہے۔ ہم جو بیٹھے ہیں یہاں۔

(نعرہ حیدری)

پنجاب کا نعرہ چھوڑ دو، پشاور سرحد کا نعرہ چھوڑ دو، چھوڑ دو سب بیکار باتیں ہیں، سب سندھ میں مکس ہو جاؤ، اس لیئے کہ دورہ امام کا مکران اور ملتان سے

ہے، کہیں نہیں ہے حدیث میں لاہور، نہیں ہے بھئی نہیں ہے نہیں ہے پشاور دور دور سے گزر جائیں گے، مکران سے ہو کے بحرین چلے جائیں گے یہ سفر ہے امامِ زمانہ کا، اس لیئے ادھر آ کے بیٹھ جاؤ، زیارت کرنی ہے تو یہاں آ جاؤ، اچھا یوں آتے جارہے ہیں کراچی بھرتا چلا جارہا ہے، دیکھئے آرہے ہیں سب کراچی روٹی کا معاملہ کراچی روٹی کا معاملہ کراچی، نعرے ہیں دوسری جگہوں کے، افغانستان فلانہ ڈھما کہ وہ نہیں ہوسکتا، وہ نہیں ہوسکتا، اس لیئے نہیں ہوسکتا کہ بھئی موسیٰؑ سے جو لوگ ناراض ہوئے تھے اُن کو افغان کہتے ہیں، یہ یہودی بنی اسرائیل موسیٰؑ سے بگڑ کے جو سامری کو مان چکے تھے وہ بھاگ گئے، موسیٰؑ کو چھوڑ کے اور کابل آ گئے تھے یہ موسیٰؑ کے عہد میں ہو چکا ہے اس لیئے آپ اُن کا دل نہیں بدل سکتے، ناممکن شاید کبھی ایک لاکھ میں ایک آ جائے حسینی بن کے تو معجزہ ہوگا۔ اُن کا دل پگھل نہیں سکتا، جب انہوں نے موسیٰؑ کی نہیں مانی تو آپ کے ماتم کی کیا مانیں گے اور کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ اُنہیں ماننے نہ دیا جائے، اس لیئے کہ ہمارے اور اُن کے درمیان میں خلیج کر دی۔ ہم سے اُن کو ڈرا دیا ہے اُن کو ہم سے ڈرا دیا ہے، یہ صرف اس لیئے کیا ہے کہ جب بندر روڈ پہ زنجیر کا ماتم ہوا اور قمع کا ماتم ہوا تو چونکہ اکثریت صدر میں اُن کی ہوتی تھی تو وہ دیکھنے آ جاتے تھے تو اتنی پولیس لگا دو کہ وہ دُور چلے جائیں اور اتنی دور شہر سے بھگا کے سہراب گوٹھ کے اُدھر کر دو کہ ماتم نہ دیکھنے پائیں، اگر دیکھ لیتے تو اب یہ پچاس برس میں سب ماتم کر رہے ہوتے، اس لیئے اُن کے ہاتھ میں بم کے گولے دیئے ہیں تا کہ وہ ماتم نہ کرنے پائیں، سنو اگر دہشت گردی بند کرنی ہے اور اگر طالبان کو روکنا ہے، اگر وانا والوں کو روکنا ہے، اجازت دو کہ وہ مجلس میں بیٹھیں،

بم بازی بند ہو جائے گی، ممتا ممتا ممتا عزاداری روک لے گی، کوئی چیز اور نہیں روک سکتی، ہم رُکوا سکتے ہیں، ہم نے بڑے بڑے فرعونوں کو اور نمرودوں کو علیؑ کے پیروں پر جھکوایا ہے، ہمارے پاس مفتاح ہے، مفتاح کنجی ہے ہمارے پاس، ہم جانتے ہیں کہ کیسے بلا لیا جاتا ہے، وہ ترکیبیں راز ہیں بتائی نہیں جاسکتیں، ہر ترکیب کاغذ پہ نہیں لکھی جاسکتی، ہم بہت آرام سے اُنہیں بالکل رام بنا کے اللہ میاں کی گائے بنا سکتے ہیں، چھوڑ دو اُنہیں ملنے دو ہم سے اُن کے دل میں ہمارے لیئے نفرت نہ ڈالو، اُن کے دلوں میں یہ مت ڈالو یہ کافر ہیں، پیٹتے ہیں، یہ لفظ چھوڑ دو پھر اُنہیں چھوڑ دو ہم اُنہیں پیار سے بلاتے ہیں، سمجھا دیں گے کہ اسلام کیا ہے، بتاؤ تو اُن کو کہ پڑھ تو رہے ہو نماز، بچائی کس نے ہے، پڑھی کس نے ہے تلوار کے سائے میں، سب ہی پریشان، انگریز پریشان، روس پریشان، امریکہ پریشان، افغانیوں سے سب پریشان یہ پریشانیاں ہیں، تھیسز (تحقیقی مقالہ) ہے پورا اگر کبھی میں نے عشرہ پڑھا کہ امریکہ بیٹھا وہاں ہے اور یہ افغانیوں سے کیوں ڈر رہا ہے، اس لیئے کہ یہ اُٹھے افغان سے اور جا کے پٹنے میں آباد ہو گئے، جب ان کی حکومت آئی اور ہندوستان پر انہوں نے حکومت کی تو پٹنے سے تشبیہ دے کر سب نے ان کو کہا پٹان پٹنے سے، تو بھائی جو پٹنے میں رہ چکے ہیں، اُنہیں پٹنے میں کیا دیر لگے گی، سمجھانا ہے جہاں جیلوں میں اُنہیں رکھا ہوا ہے وہاں ایک ایک خطیب کی ڈیوٹی لگا دو، جیل میں اور اجازت دے دو کہ چلے جائیں یوں بھی تبلیغی مولوی تو چلا جاتا ہے، جیل میں ایک ایک ہمارا بھی بھیجو جو محرم میں جا کے کچھ اُنہیں بھی سنائے ہم تبلیغ نہیں کرتے۔ اس لیئے کہ تبلیغ ہم غدیر میں کر چکے، بلّغ تبلیغ ہو چکی، اب بار بار نہیں کرنا ہے، جو بلغ سمجھا ہی

نہیں، وہ اب تک تبلیغ کئے جارہا ہے:

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (المائدہ:٦٧)

رسولؐ اللہ فرما رہے ہیں حسینؑ تم جاؤ ہندوستان، کہتے ہیں کہ جب حسینؑ لشکر لے کر ہندوستان جائیں گے تو سب حسینؑ کے قدموں پر نہیں گر جائیں گے، بلکہ حسینؑ کو دیکھ کر پورا ہندوستان سجدے میں گر جائے گا، ہم آپ کے منتظر تھے، آپ آ گئے اور یہ ہے حدیث میں تینتیس لاکھ برس حسینؑ حکومت کریں گے، روئے زمین پر، ہو گئے حیران، ہم نے تو نہیں سنا تم نے سنا کیا، کہتے ہیں کہ امام حسینؑ اپنی طبعی عمر تک پہنچیں گے، رجعت پر ایک کتاب کاظم قزوینی نے لکھی ہے، آیت اللہ ہیں، کتنے حوالے چاہئیں، کون سے ایران کے آیت اللہ کا نام سننا چاہتے ہیں، آپ جتنے آیت اللہ ہیں سب نے رجعت پہ کتاب لکھی ہے ایران سے کام ہی یہ ہو رہا ہے آج کل صرف امامِ زمانہ پہ کام ہو رہا ہے اور رجعت پہ کام ہو رہا ہے، کیوں بھئی حجت الاسلام ظلِّ صادق صاحب آیت اللہ شیرازی سے آپ کی ملاقات سال میں چار بار ہوتی ہے، پوچھئے ان سے آیت اللہ شیرازی سے رجعت پہ کام ہو رہا ہے، کیوں اس لیئے کہ رجعت کا دور آنے والا ہے اس لیئے رجعت پہ کام ہو رہا ہے، ایران میں، قرآن میں تیرہ آیتیں ہیں، رجعت پر کہ معصومینؑ کو واپس آنا ہے اور امامِ جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تینتیس لاکھ برس حسینؑ جیئیں گے، کون فرما رہا ہے امام صادقؑ، کون صادق امام فرماتے ہیں، امام کی ریشِ مبارک بڑھ کر شکم تک آئے گی اور

سفید ہوں گی بھنویں، یعنی اللہ چاہتا تھا کہ حسینؑ اس طرح جیئیں اور ایک حدیث یہ بھی ہے کہ بارہ اماموں کی حکومت کا کوئی وقت اور پیریڈ مقرر نہیں کیا جاسکتا، شاید رہتی دنیا تک جب تک رب ہے اُن ہی کی حکومت رہے، یہ بھی ایک حدیث ہے اور کیوں نہ رہے، اب سب تو کر چکے، سقیفہ ہو چکا، اب یہی تو باقی ہے، جو باقی ہے وہ ہونا ہے، اللہ نے آخر کے لیئے اسے باقی رکھا اور میرا جملہ سن لو، آخر میں ان کو اس لیئے رکھا کہ ان اور اپنی لائف کو جوڑ لے، ہے بھی حیّ، ہمیشہ سے تھا، ہمیشہ رہے گا، تم بھی ہمیشہ سے تھے ہمیشہ رہو گے، سب مٹ چکے، سب برباد ہو چکے، کسی کو جینا نہیں ہے جینا صرف آئمہؑ کو ہے اور جینے کا حق صرف اُنہی کو ہے، جو اُن سے جڑ گیا وہ جی گیا، جو اُن کا دشمن ہوا وہ مر گیا، یہ ہیں زندگی کے آثار، اس لیئے کہ سب حکومت کر چکے، اجنّہ بھی کر چکے، خونریزیاں کر چکے، جو بھاگے تھے بدمعاش جنات وہ بتوں میں ہندوستان میں حلول کر گئے، وہ نوحؑ کے بتوں میں حلول کر گئے، وہی بُت لگائے گئے تھے، سب جگہ جہاں جہاں یہ بُت گئے، شیطان کی عورتیں اُس میں حلول کرتی گئیں، تقریباً خاتمے پر پہنچی، حلول کرتے گئے حلول کرتے گئے، جگہ جگہ جہاں مندر بنے تھے، عرب میں ایک ایک چار چار دن کے وقفے کے ساتھ رسولؐ اللہ علیؑ کو بلاتے جاؤ، علیؑ گھوڑے پہ سوار ہو، وہ فلاں بُت خانہ ہے، بُت خانہ ہے، جاؤ توڑ کے آؤ، علیؑ تیز گھوڑے پہ جاتے اور سیدھے جاتے بُت خانے میں ذوالفقار نکالتے اور بُتوں کو چکنا چُور کر دیتے، ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ مکے سے بُت توڑ کے دونوں بھائی واپس ہو گئے، وہ بُتوں کے ٹکڑے اُٹھا کے ڈھیر پھینک دیئے گئے، یہ بھی لکھا ہے کہ ہم کیا کریں اور لکھا جماعتِ اسلامی نے اپنی کتاب میں پرانی

کتاب کا حوالہ نہیں دے رہا ہوں لیٹسٹ حوالہ اس بات پہ لکھا کہ جن جن کے بت تھے وہ سب مکے میں ٹکڑے اُٹھا لے گئے اور اُن کو تبرک کے طور پر رکھا، جب سعودی حکومت آئی جن جن کے پاس وہ ٹکڑے تھے وہ سارے ٹکڑے لات ومنات اور ہبل کے خانہ کعبہ میں میوزیم بنا کے اندر رکھا ہوا ہے، ہم نے تو کچھ سنا ہی نہیں، ارے تم نے کچھ سنا ہی نہیں تم نے کچھ پڑھا بھی نہیں، بھئی ہم کو تو چھوڑ دو، نا ہمارا پیچھا چھوڑ دو کہ نہیں سنا، پڑھا کیوں نہیں اس لیئے جب پاکستانی انجینئروں کی ڈیوٹی لگی، جو اندر فرش بنا رہے تھے خانہ کعبہ کا، ٹھنڈا اندر پانی پانی پانی تو جو نالی جا رہی تھی وہ سب پاکستانی انجینئر اندر گھسے دیکھنے کے لیئے کعبے کے اندر کیا رکھا ہے، آکے بیان دیا اُنہوں نے جماعت اسلامی کے رسالوں اور کتابوں نے چھاپا انسائیکلوپیڈیا میں چھپا موجود ہے اُٹھا کے دیکھ لیجئے، انگریزوں سے پوچھ لیجئے کہیں بھی پوچھ لیجئے اندر کیا رکھا ہے، جتنے آلاتِ موسیقی کافروں کے دور کے تھے، سب کعبے میں رکھے ہیں، جو جو ایامِ جہالیت میں استعمال ہوتے تھے، وہ سب خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے ہیں اور ٹوٹے ہوئے بتوں کے ٹکڑے کسی کا سر رکھا ہوا ہے، کسی کا ہاتھ رکھا ہے، کسی کی ٹانگ رکھی ہے، آج بھی صنم خانہ بنا ہوا ہے اور گھومے جا رہے ہیں، کم از کم کربلا میں بت تو نہیں ہیں، نجف میں بت تو نہیں ہیں۔ (نعرۂ حیدری) (داد کا شور، کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی)

کیا تمہیں امید تھی کہ آج ایسی تقریر ہوگی، ایک دن تو بچا کے رکھا تھا، ہم زندہ کے پاس جاتے ہیں مٹی کے بت کے پاس نہیں جاتے، خانہ کعبہ تو اس لیئے جاتے ہیں کہ ہمارا گھر ہے، ہم دیکھنے جاتے ہیں ٹھیک سے رکھا ہے اس لیئے

ہمارا جد علیؑ جہاں پیدا ہوا ہم اُس زچہ خانے کو دیکھنے جائیں گے اور وہ زچہ خانہ دیکھ کر پھر وہاں سے آواز دیتے ہیں مولا اب آپ جہاں ہیں وہاں آ رہے ہیں، بڑے بڑے شاعروں نے کہا ہے مثالیں سمجھانا کیا مشکل ہے عقل میں بات نہ آئے تو ہم کیا کریں، فرید الدین عطار، سنائی، سعدی یہ فارسی کے شاعروں نے کہی ہے یہ بات ملا جامی کہتے ہیں، کہتے ہیں بھائی ایک ہے سیپ، ایک ہے موتی، موتی نکلتا ہے سیپ سے تو اصل مقصد موتی ہے، سیپ نہیں، سمندر سے سیپ نکلتا ہے سیپ اس لیئے نکالا جاتا ہے کہ اندر سے دُرِ شہوار نکالنا ہے، جب درِ شہوار نکال لیا تو جاؤ، منوڑہ میں سیپیاں بکتی ہیں دو روپے کلو، لے آؤ، اور لوگ اُس کا کرتے کیا ہیں، اپنے دیواروں پہ فرش پہ پلاسٹر میں چورا چور کر کے اور موتی کا کیا کرتے ہیں، ہائے ہائے کہاں پتہ تمہیں، دُرِ شہوار ایک ہی ہوتا ہے، ایک موتی ہوتا ہے سچا موتی، دُرِ شہوار ایک سیپ سے ایک ہی دُرِ شہوار نکلتا ہے وہ سب سے اُوپر اُس کے پیٹ پہ ہوتا ہے، اُس کے گرد چھوٹے چھوٹے موتی لیکن دُرِ شہوار گوہرِ شہوار وہ سب سے اوپر گول بڑا سا رکھا ہوتا ہے، سیپ لیا اُسے پیسا، فرش میں لگا دی، وہ پیروں میں سیپ آ رہی ہے اور موتی کا کیا کیا، اماں یہ رکھ دیجیے دلہن کی نتھ میں پڑے گا، ہائے ہائے ہائے، اماں کی نتھ اور بہو کے ناک میں ایک ہی دن کی تو بات ہے اور وہ سچا موتی، یہ ہے موتی کی قدر اور سیپ آپ کو پتہ ہے منوڑہ میں ملتے ہیں، ملا جامی کہتے ہیں۔ اے شیخ تجھ میں اور مجھ میں بڑا فرق ہے، تو سیپ کی طرف جاتا ہے میں موتی کی طرف جاتا ہوں، کعبہ سیپ ہے، علیؑ موتی ہے۔ (داد کا شور) ملا جامی جانیں مجھ سے مطلب نہیں ہے ملا جامی کا، موتی موتی ہے، سیپ سیپ ہے، ہے یا نہیں ہے، سامنے کی

بات ہے، مثال ہے اگر اللہ نے کہا کہ یہ میرا گھر ہے تو اللہ نے یہ بھی تو کہا تھا علیؑ میرا نفس ہے، انفسنا وانفسکم تو مٹی کا گھر تو بہت محبوب ہے اور جسے نفس کہہ رہا ہے اور مباہلے میں لے کے آ رہا ہے یہ میرا نفس ہے، وہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، یہی سمجھانا ہے، جاہلوں کو یہ سمجھاؤ کہ اللہ کا گھر اپنی جگہ لیکن علیؑ کی عظمت علیؑ کی عظمت اور یہ بھی بتا دیا ایک دن رسولؐ اللہ کہنے لگے علیؑ تمہاری مثال کعبے کی مثال ہے، اور سب بیٹھے ہیں اب رسولؐ اللہ دیکھ رہے ہیں علیؑ تمہاری مثال کعبے کی مثال ہے اور کہا سنو کعبہ کسی کے پاس جاتا نہیں ہے میرے بعد اگر حکومت نہ ملے تو مانگنے نہ جانا، اس لیئے کہ کعبہ کسی! اگر یہ آئیں تمہارے پاس بیعت کرنے تو ٹھیک ہے تم نہ جانا، کعبہ نہیں جاتا۔

(نعرۂ حیدری) (داد کا مسلسل شور)

آگے سن لو، آگے جملہ کہا اور کہا جو کعبے کا دشمن ہے رسولؐ اللہ فرماتے ہیں جو کعبے کا دشمن ہے وہ حرام زادہ ہے، علیؑ جو تمہارا دشمن ہے......(نعرۂ حیدری)

تم جیو تم سلامت رہو، عشرے کو تم نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا، جب پتھر کے بُت توڑے علیؑ نے پورے عرب میں توڑے ایک بُت کو علیؑ نے نہیں چھوڑا، توڑ توڑ کے پھینک دیا، اتنی نفرت کرائی علیؑ نے یا نفرت کرائی یا دل میں ایسا خوف علیؑ کی ذوالفقار کا بیٹھ گیا تو بہ توبہ رام رام کرنے لگے، جاؤ بھائی جاؤ، پتھر سے ڈرنے لگے، اب کسی چیز کو چھوتے ڈرتے ہیں، کہیں بُت پرستی نہ ہو جائے، ذوالفقار نے ڈرایا جو ہے اب حسرت سے دیکھتے ہیں کہ ہم سے تو علیؑ نے چھڑایا اور یہ لوگ مزے سے۔ (منبر کے علم چوم کے اشارہ) یہ کیا ہے یہ راز ہے اِدھر آؤ تو پتہ چلے (پھر داد کا شور) مزا خراب ہو گیا، سب کا چوم نہیں پاتے یہ مزہ ختم

ہو گیا، بوسے دینے کا مزہ ختم ہو گیا، چھونے کا، مس کرنے کا لمس کا مزا خراب ہو گیا خوف بیٹھ گیا علیؑ کا، اب قیامت تک پتھر کے بت مسلمانوں کا کوئی فرقہ پوج نہیں پائے گا، اب مسئلہ تھا ٹیڑھا جو بت دکھائی نہیں دے رہے تھے وہ رہ گئے تھے رسولؐ اللہ نے علیؑ کو بلایا کہا یہ تو گئے چکنا چور ہوئے، علیؑ کچھ رہ گئے جنہوں نے حلول کیا تھا بتوں میں وہ رہ گئے اور تیاری کی اور چلے لشکر لے کر اور اُتر پڑے اُس جگہ پہ اُس جگہ کا نام ہے بیر الالم، بیر کہتے ہیں کنویں کو، اَلم غم کو کہتے ہیں، جو اُدھر سے گزرا مال چھین لیا، دکھائی تو دیتے نہیں ہیں، اُونٹ اغوا کر لیا، عجیب عجیب باتیں تفصیل میں جانا نہیں ہے، ہر قافلے کو پریشان کرتے، جن کے اُونٹوں پہ آ جائیں یہ واقعے ہیں، سارے اونٹ باغی ہو گئے، مالک سے بلبلانے لگے، رسولؐ اللہ نے علیؑ کو بلایا، جاؤ یہ دعا پڑھ دینا، اُن اونٹوں میں سارے جن بھاگ جائیں گے، شیاطین شیطان جن بھاگ جائیں گے، ایسے بہت سے واقعے ہیں، رسولؐ اللہ وادیٔ بیر الالم میں اُترے، کہا جاؤ تم پانی لاؤ، کنویں سے تم جاؤ پانی لاؤ جو گیا انہوں نے کہا وہ جا ہی نہیں سکے، کہا کیوں کہا تیز ہوا کا جھونکا آتا ہے کوئی سینے پہ گھونسے مار کے پیچھے دھکیل دیتا ہے، پانی نہیں لینے دیتا، علیؑ تم جاؤ، اب بہت دور پورا لشکر کنویں سے دور سب دیکھ رہے تھے اور رسولؐ اللہ بھی کھڑے ہوئے تھے اور علیؑ چلے ہاتھ میں برہنہ ذوالفقار اب لوگوں نے دیکھا علیؑ آگے بڑھتے جاتے ہیں، پھر ایک ہوا کا جھونکا آتا ہے علیؑ پیچھے ہٹتے ہیں اور پھر علیؑ آگے بڑھ جاتے ہیں اور ایک بار سب نے دیکھا کہ علیؑ کی ذوالفقار چلی، جیسے ہی تلوار چلی تو ہوا میں چل رہی تھی، لوگوں نے کہا ہوا میں چل رہی ہے رسولؐ اللہ نے کہا غور سے دیکھو اب جو دیکھا تو آگ کے شعلے اُٹھ

رہے تھے اور ذوالفقار آگ برسا رہی تھی، اور چاروں طرف جنگل میں لگتا تھا آگ لگی ہے، شعلے ہی شعلے، ایسے میں سب نے دیکھا اور حیرت سے رسولؐ اللہ کو دیکھ کر کہا یہ آگ میں کون چل رہا ہے، کہا غور سے دیکھو، ایک سیاہ فام حبشی عورت بال کھولے ہوئے، کھڑی ہوئی تھی جس کے منہ سے آگ نکل رہی تھی، وہ علیؑ کی طرف بڑھی، لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ کون ہے کہا یہ یغوث بُت ہے، نوحؑ کے دَور کا یہ شیطان کی عورت ہے، جس نے یغوث میں حلول کیا تھا اور ایک بار علیؑ کی تلوار چلی اور یغوث قتل ہوئی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی، جیسے ہی علیؑ نے اُس کی گردن کاٹی، شعلہ بجھا اُس کی جگہ پہ راکھ ہوئی، انگارے بن کے راکھ ہوئی، یہ راکھ ہوا میں بکھری اور رسولؐ اللہ نے کہا کہ نوحؑ کے عہد کے بعد آج یغوث قتل ہوئی، ایک سنا دیا، بُت تو بہت ہیں، وقت کہاں ہے، بیر الالم میں علیؑ نے پھر اُن طاغوتوں، شیاطین کو بھی قتل کر دیا، یہی یغوث تھی، جب انڈیا میں آئی تو کالی ماتا بنی، زبان نکلی ہوئی، اب مر چکی ہے، صرف اُس کا مجسمہ رہ گیا اور جو لوگ جادو ٹونہ یہ سب کرتے ہیں اور زائچے بناتے ہیں یہ سب بھی بُت پرستی ہے، عاملوں کے پاس جانا اُن سے مدد لینا یہ سب بُت پرستی ہے، یاد رکھنا، سب سے بڑا وسیلہ ہمارے اور اللہ کے درمیان یہ عَلَم ہے، یہ عباسؑ کا عَلَم ہے، خبردار کسی عامل کے پاس کبھی نہ جانا، کوئی کتنی لالچ دے نہ جانا، اس لیئے کہ عاملوں کا انجام میں نے پاکستان میں دیکھ لیا اور جیو ٹی وی نے دِکھایا میں جیو کا پروگرام کر کے اُن کے آفس سے نکل رہا تھا، میں نے دیکھا بہت بڑا جلوس آ رہا ہے، کالے رنگ کا بینر آگے تھا اور نعرے لگا رہے تھے ابو بکر کو پھانسی دو، ابو بکر کو پھانسی دو، میں نے کہا یہ کیا ہے، کہنے لگے ایک عامل پکڑا گیا ہے اُس کے پاس

کچھ تصویریں پکڑی گئیں اُس کا نام ابوبکر تھا، میں نے کہا چودہ سو برس کے بعد اب کہہ رہے ہیں ابوبکر پکڑا گیا۔ (نعرہ حیدری، کے فلک شگاف نعرے) عامل پکڑا گیا۔

بلاؤں اور مصیبتوں میں عامل کام نہیں آئیں گے، امام حسینؑ سہارا ہیں فرشِ عزا پر آؤ غمِ دنیا سے نجات پاؤ گے۔

بس یہ عزاداری ہے، آ گئے فرشِ عزا پر رابطہ ہو گیا، وہاں سے فرشتے یہاں آئے، جبریلؑ یہاں آئے، میکائیل یہاں آئے، اسرافیل یہاں آئے، یہاں آتے ملک الموت ڈرتا ہے، یہیں ملک الموت سے اپنی باتیں چاہو تو منوا لو، یہیں کہہ دو ملک الموت سے خبردار آنا ہے تو ذرا ادب سے آنا، یوں بھی وہ ادب کرتے ہیں علی علیؑ کہنے والے کا، وہ ادب کرتے ہیں عاملوں کی ضرورت نہیں، زائچوں کی ضرورت نہیں، جس چیز، جس دعا میں آلِ محمدؐ کا نام نہ ہو، کبھی وہ دعا کسی سے قبول نہیں کرنا، کوئی کوئی پرچہ دے، تعویز دے، دیکھنا کہ آلِ محمدؐ کا نام لکھا ہے، علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ لکھا ہوا ہے تو لے لینا اور جب بھی دعا مانگو ان کے وسیلے سے مانگو، سب سے بڑے نام ہیں، انبیاءؑ کی دعائیں ان کے وسیلے سے قبول ہوئی ہیں تو عامل کیا ہے، عامل کیا چیز ہے، آپ کے سامنے دیکھئے ایک ہوتا ہے معجز نما، عامل تو بناوٹی ہوتا ہے، آپ ہیں معجز نما آصف جیلانی اہلِ سنت قائد لاہور کہتے ہیں کہ میں تعویز دیتا ہوں، ظاہر ہے اُن کا ایک طریقہ ہے گدّی نشین ہیں دو سو سینتیس بارگاہوں کے حجروں کے ہیڈ ہیں وہ پنجاب میں، کہنے لگے لوگ آتے ہیں تعویز دے دیجئے بیٹا ہو جائے، انہوں نے دے دیا، رزق بڑھ جائے دے دیا تو مجھ سے کہنے لگے آپ کو معلوم ہے منبر پہ یہ بات کہی

انہوں نے مجھے مخاطب کر کے آپ کو پتہ ہے کہ اس تعویز میں اندر میں کیا رکھتا ہوں، بیٹا ہو جاتا ہے، رزق مل جاتا ہے، اُس تعویز میں اندر رکھتا ہوں کہ شبِ عاشور موچی دروازے جاتا ہوں جب نوجوان زنجیر لگاتے ہیں اُن کے پیروں کی مٹی اُٹھالاتا ہوں، وہ تعویز میں رکھ دیتا ہوں، زنجیر کا ماتم۔ (نعرہ حیدری، علی علی کا شور)

آیت اللہ خمینی بھی بُت شکن تھے اور صاحبِ عبقات الانوار بھی بُت شکن تھے۔ محدث دہلوی کا بُت توڑا ہے ان کے خاندان نے اور خمینی صاحب تو روس اور امریکہ، اسرائیل سارے بت توڑ کے گئے آیت اللہ خوئی بھی بُت شکن تھے اس دور کے علماء بھی بُت شکن آپ سب بُت شکن، آپ لوگ روزانہ باتوں باتوں میں نہ معلوم کتنے بُت توڑتے ہیں، جاری ہے آپ کا عمل، سب بُت شکن جو علیؑ کو مانے وہ بُت شکن، جو علیؑ کو نہ مانے، کہہ چکا وہ بُت پرست، جنابِ عالی کل پڑھ چکا کہ کیا قیامت تھی چہلم کے روز کربلا میں اور کیا آمد تھی مجلس کے بعد تابوت امام کا برآمد ہوگا اور اُس کے بعد نقی صاحب کے نوحوں کے بعد حسین رضا ایک نوحہ اربعین کے سوگوار والوداع، الوداع پڑھیں گے، بانیٔ عشرہ ماشاء اللہ اور اُس کے بعد پھر آپ کے لئے دعا ہمارے پاس اس لمحے کے لفظ نہیں ہیں جو میں اس وقت پڑھنا چاہ رہا ہوں، میرے پاس نثر میں جملے نہیں ہیں اس لیئے مرزا دبیرؔ کے پانچ سات بند سنا کے تابوت برآمد کرواتا ہوں، اور وہ یہ لمحہ ہے کہ جو مقتل میں نہیں ملتا میں نے کئی کتابیں دیکھیں کہ میں کہیں یہ ڈھونڈ لوں کہ بہن چہلم کر کے واپس کیسے چلی بھائی کی قبر سے بہن جدا کیسے ہوئی، ہمارے پاس کسی کتاب میں کچھ نہیں ملا، لیکن آج چونکہ چہلم ہو چکا میں تلاش میں تھا،

کتابوں میں کہ کچھ ملے، زینبؑ کربلا سے چلیں کس طرح نہیں ملا پھر مرزا دبیرؔ نے میری مدد کی۔

چہلم جو کربلا میں بہتر کا ہو چکا   پیوند بے کسوں کے تن و سر کا ہو چکا
اور فاتحہ حسینؑ کے لشکر کا ہو چکا   قبروں پہ شور آلِ پیمبرؐ کا ہو چکا
ماتم میں تین روز رہے شور و شین سے
روئے لپٹ لپٹ کے مزارِ حسینؑ سے

آہا! دیکھئے کیا کیا فکر ہے زینبؑ کو میں کیسے بتاؤں، اس لیئے کہ نثر میں کچھ نہیں ہے لیکن آپ تصور کیجئے کہ بہن یہ تو سوچ رہی ہو گی کہ میں جارہی ہوں، قبر اندھیرے میں رہے گی، روشنی کون کرے گا، زینبؑ کو جاتے جاتے کتنی فکر ہے

مرزا دبیرؔ کہتے ہیں:

مثلِ چراغِ گورِ غریباں پہ دل جلائے   پھولوں کے ساتھ قبروں پہ لختِ جگر چڑھائے
پیروں کے بود و باش کے سامان جو یاد آئے   بے ساختہ پکارے کلیجہ پکڑ کے ہائے
کنبے کے ساتھ داخلِ کربلا ہوا
لایا جو تھا مدینے سے ہم کو وہ کیا ہوا

کیا قیامت کا وقت ہے ہائے ہائے! اب یہ سارے بند میں نے چھوڑے ہیں، جس میں جنابِ زینبؑ کو سب یاد آ رہا ہے کہ یہاں خیمے لگے تھے، یہاں عباسؑ خیموں کا پہرہ دے رہے تھے، یہاں علی اکبرؑ کا خیمہ تھا اِدھر سے عونؑ محمدؑ آتے تھے یہ سب زینبؑ کو یاد آ رہا ہے۔ چہلم کے دن زینبؑ کو سب یاد آ رہا ہے۔ سنئے زینبؑ فرماتی ہیں۔

میں جانتی تھی شہر بسا ہوگا بھائی کا   ہو گا ہجوم قبر پہ ساری خدائی کا
چہلم کروں گی دھوم سے میں کربلائی کا   پرسہ نہیں ہے یہاں کوئی زہراؑ کی جائی کا

منہ ڈھانپنے کو آپ ہی پلّا بھی لیتی ہوں
اور اپنے دل کو آپ ہی پرسہ بھی دیتی ہوں
چہلم تو کر چکی میں دل افگار یا حسینؑ　　اب روضہ کس طرح سے ہو تیار یا حسینؑ
آخر کبھی تو آئیں گے زوّار یا حسینؑ　　بیٹا بھی اور بہن بھی ہے نادار یا حسینؑ
تکیہ ہے کار سازیٔ پروردگار پر
اس دم تو سائباں بھی نہیں ہے مزار پر
حضرت کی قبر ہل گئی، زینبؑ کے بین سے　　آ کر کہا بشیر نے ابنِ حسینؑ سے
شہ زادے جاں بلب ہے پھوپھی شور و شین سے　　چلیئے وطن کو قبرِ شہِ مشرقینؑ سے
عابد نے پوچھا کیوں پھوپھی اماں قبول ہے
وہ بولیں اختیار ہے کہا ہاں ہاں قبول ہے
ہونے لگا سوار رسالہ بشیر کا　　ڈنکا بجا حرم کے وداعِ اخیر کا
خیمہ اُٹھا لحد سے شہِ بے نظیر کا　　اور سب تبرکات جنابِ امیر کا
تربت کے گرد اُونٹ برابر کھڑے ہوئے
رخصت کو جمع قبر پہ چھوٹے بڑے ہوئے
آئے تھے کس طرح سے وطن کس طرح چلے　　نے شہ رہے نہ گودیوں میں گود کے پلے
سوتے تھے قبر میں جو کٹائے ہوئے گلے　　یہ وقت وہ تھا پھرتے تھے سب آنکھ کے تلے
عابدؑ سے بانوؑ کہتی تھیں مہلت قلیل ہے
کچھ خاکِ پاک لے چلو کہ صغرا علیل ہے
اے کربلائے سرورِ دلگیر الوداع　　اے قتل گاہ حضرتِ شبیرؑ الوداع
اے قبرِ ابنِ صاحبِ تطہیر الوداع　　لو بھائی جان جاتی ہے ہمشیر الوداع

کیا بے نصیب ہے یہ نواسی رسولؐ کی
تم نے مجاوری نہ ہماری قبول کی

بے آپ کے بقیع میں کس منہ سے جاؤں گی نانا کے بھی مزار پہ عزت نہ پاؤں گی
گو جاؤں میں نجف تو ندامت اُٹھاؤں گی پوچھیں گے سب بزرگ تو میں کیا بتاؤں گی

رخصت کیا حضورؐ نے کیونکر یہاں رہوں
جاؤں تو کس طرف جو رہوں تو کہاں رہوں

وہاں قافلے میں بنتِ علیؑ کی پکار ہے یہاں حاضر بہ حضور یہ سینہ فگار ہے
سالارِ کارواں کا مجھے انتظار ہے کوئی جلو میں ہے نہ کوئی پردہ دار ہے

کہہ کر پھوپھی پھوپھی مجھے عابدؑ بلاتے ہیں
میں کہہ رہی ہوں صبر کرو آپ آتے ہیں

بھیا اُٹھو کجاوے میں مجھ کو تم ہی بٹھاؤ بھیا میں بے نقاب ہوں راہگیروں کو ہٹاؤ
روکیں قنات اکبرؑ و عباسؑ کو بلاؤ خالی ہے گود بھابی کی اصغرؑ کو لے کے آؤ

صغراؑ کو میری سمت سے بھی پیار کیجیو
ہوگا ثواب خاطرِ بیمار کیجیو

لے کر بلائیں قبر کی بولی وہ سوگوار تسلیم کی لحد کے گرد پھری سات بار

آخری سلام اور پھر سات بار، اُدھر نہ دیکھو، میری طرف دیکھو، جب میں اشارہ کروں گا جب ہی تابوت آئے گا، آخری مصرے سن لو اور گریہ کر لو، محسوس کرو زینبؑ نے کیا کیا، قبر کی بلائیں لیں، کیسے، زینبؑ تم نے صدقہ اُتار لیا قبرِ حسینؑ کا، آج دیکھو کتنے پروانے چہلم کے دن قبرِ حسینؑ پر ہیں، یہ زینب نے تحریک رکھی ہے جو زائر کربلا جاتا ہے تصور کرو کل قبر سناٹے میں تھی، آج

کروڑوں لوگ قبر حسینؑ پر ہیں اور میرے تاثر سن لو تاکہ میں تین مصرعے پڑھوں جب میں کربلا گیا پہلی بار اور میں نے روشنیاں دیکھیں، مارکیٹ بازار سجے ہوئے روضے سونے کے چمچماتے ہوئے گنبد تو گھوم گھوم کے بس ایک بات میری زبان پر آتی تھی ہائے کیسے لشکرِ یزید لاشہ کھلے آسمان کے نیچے چھوڑ گیا تھا اور آج یہ شان ہے بس یہ رونے کے لیئے کافی ہے، یہ سوچتے رہو کہ گیارہ محرم کو لاشہ دھوپ میں پڑا تھا، آج کروڑ پتی لوگ موتی لٹا رہے ہیں، سونا لٹا رہے ہیں، چاندی لٹا رہے ہیں، آج قبر حسینؑ پر کیا دھوم دھام ہے، پھر جملہ سن لو جتنا مجمع اللہ کے گھر پر ہے اُس کا دس گنا زیادہ مجمع حسینؑ کے گھر پر ہے، یہ اللہ نے حسینؑ کی قدر دانی کی ہے، کیوں اس لیئے کہ زینبؑ نے بنیاد رکھی تھی، بلائیں لیں، قبر کی بلائیں لیں اور اُس کے بعد کہا اللہ اکبر۔

لے کر بلائیں قبر کی بولی وہ سوگوار اس پیار کے نثار اس آواز کے نثار
تسلیم کی لحد کے پھری گرد سات بار جی تو نہ چاہتا تھا پہ جبرن ہوئی سوار

جب تربتِ حسینؑ کی غربت نظر پڑی
ناقے پہ کتنی بار چڑھی اور اُتر پڑی

ہائے میں بھائی سے کیسے رخصت ہو جاؤں، کیا قیامت ہے، کیا قیامت ہے، (بیٹھ جاؤ) کیا قیامت ہے میں نہیں بتا سکتا کہ رخصت ہو کے بھائی سے زینبؑ راستے بھر رستہ کیسے کٹا، سن لو اور جتنا چاہے گریہ کر لو الوداع ہے نا تصور کرو جب زینبؑ آئیں تھیں چھ مہینے کا سفر تھا، کتنا اچھا سفر کٹا جب آئی تھیں کیا خوش خوش ہیں زینبؑ وہ علی اکبرؑ چل رہے ہیں، ساتھ وہ قاسمؑ چل رہے ہیں، ساتھ وہ عونؑ و محمدؑ ہیں، وہ عباسؑ تلوار لیئے، وہ حسینؑ ہیں یہ سکینہؑ میری گود میں

ہے، یہ علی اصغرؑ بھابھی کی گود میں ہے، اب سفر کیسے کٹے گا نہ علی اکبرؑ نہ قاسمؑ، نہ عونؑ و محمدؑ نہ عباسؑ نہ حسینؑ تو اب جو عماری چلی زینبؑ نے مڑ کر کربلا کی طرف دیکھا کہا عباسؑ الوداع حسینؑ الوداع، علی اکبرؑ الوداع، علی اصغرؑ الوداع، ماتم ماتم ماتم، یا حسینؑ، یا حسینؑ یا حسینؑ! (علامہ صاحب خود بھی ماتم کا جواب دے رہے تھے)

❀❀❀❀

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی کتابیں

نمبر	کتاب کا نام	صفحات	قیمت
	~~﴿سوانح حیات﴾~~~		
۱۔	سوانح حضرت فاطمہؑ (انڈونیشیا پیپر)	1040	700/=
۲۔	ایران کی شہزادی جنابِ شہر بانوؑ	472	400/=
۳۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد اوّل)	640	500/=
۴۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد دوم)	400	500/=
۵۔	سوانح حیات شہزادہ علی اصغرؑ	960	800/=
۶۔	اُمّ البنینؑ	400	300/=
۷۔	سوانح حیات حضرت اُمِّ کلثومؑ	544	600/=
	~~﴿تاریخ﴾~~~		
۸۔	شہزادۂ قاسمؑ کی مہندی	400	500/=
۹۔	شہزادی زینبؑ اور تاریخ ملکِ شام	224	200/=
۱۰۔	امام حسنؑ کی فتح اور دشمنِ خدا کی شکست	144	200/=

۱۱۔	غمِ حسینؑ اور عزاداروں کی شفاعت	224	200/=
۱۲۔	ذوالجناح	720	600/=
۱۳۔	شہید علمائے حق	144	200/=
	~~﴿ادبیات﴾~~~		
۱۴۔	معصوموں کا ستارہ شہزادہ علی اصغر (فرنچ سے ترجمہ)	288	300/=
۱۵۔	اردو غزل اور کربلا	240	200/=
۱۶۔	احساس (علمی، ادبی مضامین)	384	300/=
۱۷۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد اوّل)	338	300/=
۱۸۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد دوم)	368	300/=
۱۹۔	کلامِ ضمیر (مرثیے، نوحے، سلام)	304	200/=
۲۰۔	شعرائے اُردو اور عشقِ علیؑ	912	500/=
۲۱۔	شاعرِ اعظم (میر انیسؔ)	720	500/=
۲۲۔	میر انیسؔ کی شاعری میں رنگوں کا استعمال	416	300/=
۲۳۔	میر انیس بحیثیت ماہرِ حیوانات	408	400/=
۲۴۔	میر انیسؔ (انگلش)	366	500/=
۲۵۔	اُردو مرثیہ پاکستان میں	544	500/=
۲۶۔	خاندانِ میر انیسؔ کے نامور شعرا	992	500/=
۲۷۔	ضمیرِ حیات	1232	1000/=

۲۸۔	دبستانِ ناسخ	968	700/=
	~~﴿عشرۂ مجالس﴾~~~		
۲۹۔	عظمتِ حضرت زینبؑ (۱۵ مجالس)	368	300/=
۳۰۔	حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں	224	200/=
۳۱۔	معراجِ خطابت (۵ جلدیں)	(مکمل سیٹ)	1400/=
۳۲۔	حضرت علیؑ کی آسمانی تلوار ذوالفقار	368	300/=
۳۳۔	امام اور اُمت (اُردو)	272	200/=
۳۴۔	امام اور اُمت (انگریزی ترجمہ)	307	200/=
۳۵۔	احسان اور ایمان	336	200/=
۳۶۔	ولایتِ علیؑ	336	200/=
۳۷۔	مجالس محسنہ (جلد اوّل)	400	200/=
۳۸۔	مجالس محسنہ (جلد دوم)	368	200/=
۳۹۔	معجزہ اور قرآن	320	200/=
۴۰۔	ظہورِ امام مہدیؑ	272	200/=
۴۱۔	عظمتِ صحابہ	288	200/=
۴۲۔	تاریخِ شیعیت	304	200/=
۴۳۔	قاتلانِ حسینؑ کا انجام	352	250/=
۴۴۔	علم زندگی ہے	352	300/=

۴۵۔	عظمت حضرت ابو طالبؑ	296	250/=
۴۶۔	اسلام پر حضرت علیؑ کے احسانات	257	250/=
۴۷۔	قرآن کی قسمیں	344	250/=
۴۸۔	معرفتِ الٰہی اور سیرتِ معصومینؑ	256	300/=
۴۹۔	بُت شکن اور بُت تراش	304	300/=
۵۰۔	انسان اور حیوان	272	300/=
۵۱۔	اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ	304	300/=
۵۲۔	علیؑ وارثِ انبیاءؑ	328	300/=
۵۳۔	محسنینِ اسلام	304	300/=

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

کی مندرجہ ذیل کتابوں کے دوسرے ایڈیشن شائع ہو گئے ہیں

اُردو مرثیہ پاکستان میں

صفحات: 544 | قیمت: 500

-: تصنیف :-
علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

خاندانِ میر انیس کے نامور شعرا

صفحات: 992 | قیمت: 500

-: تصنیف :-
علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

میر انیسؔ کی شاعری میں رنگوں کا استعمال

صفحات: 416 | قیمت: 300

-: تصنیف :-
علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

شعرائے اُردو اور عشقِ علیؑ

صفحات: 912 | قیمت: 500

-: تصنیف :-
علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی